

انوارِ صلاۃ

مؤلف: مُفتی محمّد سلمان؛ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
اُستاذ جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کراچی

مکتبہ اُمِّ حسین

جامعہ انوارالعلوم، شادباغ ملیر، کراچی فون: 0312-2067633 – 0313-2020645

نام کتاب	☜	اَنوارِ صلوۃ
تالیف	☜	مفتی محمد سلمان زاہد
طبع اول	☜	مارچ 2019ء بمطابق رجب ۱۴۴۰ھ
کمپوزنگ	☜	اَبو محمد: 03333858577
ای میل	☜	salman.jduk@gmail.com
ناشر	☜	جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کراچی

ملنے کا پتہ

مکتبہ اُمِّ احسن

☎ 03132020645 – 03333858577

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

زیر نظر کتاب نماز کے موضوع پر ایک خاص انداز سے ترتیب دی گئی ہے، جس میں نماز کے مکمل طریقے اور اس کے مَبادیات کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ نماز سے متعلق عمومی طور پر پائی جانے والی کوتاہیاں بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکہ اُن کی اصلاح کی جاسکے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ نماز تو پڑھ لیتے ہیں لیکن سیکھ کر نہیں پڑھتے، یا بعض اوقات سیکھ بھی لیتے ہیں لیکن اس میں پائی جانے والی خامیوں کی اصلاح نہیں کرتے، جس کی وجہ سے نمازیں ناقص اور ادھوری رہ جاتی ہیں اور سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اجر و ثواب اور برکتوں سے خالی ہوتی ہیں۔ بلکہ اب تو ایسی غلطیاں بھی بکثرت دیکھنے میں آنے لگی ہیں کہ جس کی وجہ سے نماز ہی نہیں ہوتی۔ کم سے کم اگر کتابیں پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا عمومی مزاج ہوتا تو شاید غلطیوں

کا یہ سلسلہ موقوف یا محدود ہو جاتا، لیکن المیہ اور رونا تو یہی ہے کہ ہمیں کتب بینی یا علمی اور دینی مجالس میں شرکت کا وقت ہی نہیں ملتا، لہذا ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی میں یہ غلطیاں بجائے صحیح ہونے کے اور تیزی سے پھیلتی اور جڑ پکڑتی جا رہی ہیں، جن کے آگے بند باندھنے کی اشد ضرورت ہے۔

لیکن اس کیلئے محض کتابیں لکھ دینا ہرگز کافی نہیں ہے، بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس طرح کی کتابوں کو مساجد میں ہفتہ وار یا یومیہ کے دروس میں شامل کیا جائے، اور یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ مدارِس اور مساجد میں **"سنت کے مطابق نماز سیکھئے"** یا **"اپنی نمازیں درست کیجئے"** کے عنوان سے ہفتہ دس دن کا کورس رکھا جائے اور اُس میں شروع سے لیکر آخر تک نماز کا عملی طور پر مکمل طریقہ سکھایا جائے۔ لیکن اگر اس کیلئے پہلے لوگوں کی ذہن سازی کر کے اُن کے سامنے اس بات کی اہمیت رکھ دی جائے کہ "نماز کا سیکھنا کتنا اہم اور کیوں ضروری ہے؟" تو امید ہے لوگ زیادہ ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کریں گے، جس سے نفع کا دائرہ ان شاء اللہ تعالیٰ وسیع ہو گا۔

۱۴۳۳ ہجری کے رمضان المبارک میں بندے کو روزانہ عصر کی نماز کے بعد مسجد رَحمانیہ گلشنِ رفیع کراچی میں درس دینے کی خدمت کا موقع ملا تو اس کو غنیمت جان کر نماز کے موضوع پر گفتگو شروع کر دی، جس میں "نماز کے ظاہر و باطن کی

اصلاح" کے عنوان سے کم و بیش تقریباً 15 نشستیں لگیں، اور الحمد للہ لوگوں کو کافی فائدہ ہوا۔ پھر یہی سب کچھ ایک دوسری مسجد میں دو طویل نشستوں میں کیا گیا وہاں بھی لوگ کافی ذوق و شوق کے ساتھ بیٹھے اور فائدہ حاصل ہونے کا اِظہار کیا۔ اور یہی اِس کتاب کے تیار ہونے کا سبب بنا، اِس طرح کہ دروس میں شریک ہونے والے کچھ احباب نے ان کو تاہیوں کو کسی تحریری صورت میں طلب کیا تو میں نے دو چار صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ تیار کرنے کا سوچا، لیکن جب موضوع سے متعلق مواد جمع کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ اِس پر مستقل طور پر ایک مفصل اور مرتب کام کیا جاسکتا ہے، چنانچہ بنامِ خدا اور بتوفیقِ الٰہی کام کا آغاز کیا، اور اِس طرح یہ مجموعہ ایک کتابی صورت میں آپ حضرات کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

اللہ کی ذات سے بھرپور اُمید ہے کہ یہ مجموعہ ان شاء اللہ ہم سب کیلئے نافع اور سود مند ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول و منظور فرمائے اور ناچیز اور اُس کے والدین و اَساتذہ کیلئے اور اِس کی طباعت میں مُعاوِن بننے والوں بالخصوص **حاجی جاوید اقبال** صاحب اور اُن کے اہل خانہ اور اُن کے والد مرحوم **"سیّد الطاف عزیز صاحب"** کیلئے اِس کتاب کو صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

بنیادی طور پر اس کتاب میں نماز کی جن کوتاہیوں پر گفتگو کی گئی ہے وہ تین ہیں:

(1) نماز نہ پڑھنا۔ (۲) جماعت سے نہ پڑھنا۔ (۳) نماز کو سیکھ کر نہ پڑھنا۔

پہلی، دوسری کوتاہی میں ترکِ نماز اور ترک جماعت کی سخت ترین وعیدیں اور اُن سے بچنے کے طریقے ذکر کیے گئے ہیں، اور تیسری کوتاہی میں نماز کے ظاہر و باطن کے حوالے سے پائی جانے والی مختلف خامیوں اور کوتاہیوں اور اُن کی اِصلاح کا تفصیلی اور جامع تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان تمام کوتاہیوں کے ذکر سے مقصود سب سے پہلے اپنی اور پھر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی اصلاح ہے۔ اللہ تعالی دنیا اور آخرت کے جملہ امور میں ہم سب کی اصلاح فرمائے اور ہر قسم کی کجی اور ضلالت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور خلقِ خدا کیلئے اِس کتاب کو نافع اور سود مند بنائے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ. وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

بندہ محمدؐ سلمان غفرلہ

مئی 2018 - شعبان ۱۴۳۹

فِہرستِ مَضَامِین

نماز کے فضائل

﴿نماز ترک کرنے کے خود ساختہ حیلے اور اُن کے جوابات﴾

دوسری کوتاہی: نماز جماعت سے نہ پڑھنا

﴿ترکِ جماعت کی وعیدیں﴾

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل واِنعامات

تیسری کوتاہی: نماز سیکھ کر نہ پڑھنا

نماز صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی وعیدیں

نماز کی اِصلاح اور درستگی کا تفصیلی بیان

نماز کی خارجی اصلاح

استنجاء کے آداب

وضو کی درستگی کے چار اہم کام

ــــ﴿نماز کی داخلی اصلاح﴾ــــ

خشوع و خضوع کے ترک پر وعیدیں

نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے طریقے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُتَّبَعِ فِي الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالْأَحْوَالِ، وَعَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ، وَآلِهِ وَ صَحْبِهِ التَّابِعِيْنَ لَهُ فِي كُلِّ حَال.

نماز اِسلام کا ایک اہم رکن اور اُس کی اَساس و بنیاد ہے اِس کی اہمیت و عَظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہر طرح کی کوتاہیوں سے محفوظ رہتے ہوئے اِس طرح اداء کرنے کا اہتمام کیا جائے جیسا کہ اس کا حق ہے، اور اِس کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے ظاہر و باطن میں حتی الاِمکان سنت کی مطابقت اور موافقت اختیار کی جائے، جیسا کہ سَرورِ کونین حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم بھی یہی ہے:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"

ترجمہ: نماز اِس طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔(بخاری:7246)

لیکن سنّت کے مطابق نماز پڑھنے کیلئے سب سے پہلے اُسے سیکھنا اور سمجھنا بھی ضروری ہے، حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنہُم سنّت کے مطابق نماز کی ادائیگی کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ نماز سیکھنے سکھانے کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق وضو اور نماز کا طریقہ عملی طور پر سیکھنے اور سکھانے کا عمل کیا کرتے تھے، جس سے سنّت کے مطابق نماز پڑھنے کا ایک ماحول نظر آتا تھا اور

بچپن ہی سے بچوں کی تربیت مسنون نماز کے سیکھنے اور پڑھنے کے ساتھ ہوتی ہوئی نظر آتی تھی، یہی وہ مزاج اور ماحول ہے جسے بعد کے اَدوار میں سَلفِ صالحین نے اپنایا اور اختیار کیا، اور آج بھی اِسی مزاج اور ماحول کی مُعاشرے میں رَواج پانے کی اَشد ضرورت ہے۔

ذیل میں اِسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اور دوسروں کی اِصلاح کے پیشِ نظر نماز کی اہم کوتاہیاں ذکر کی جارہی ہیں تاکہ اُن کی اِصلاح کرکے اپنی نماز کو سنت کے سانچے میں ڈھالا جاسکے اور کسی بھی قسم کی ایسی کوتاہیوں سے اجتناب کیا جاسکے جو نماز میں خلل اور اَثر اَنداز ہو کر فساد یا اجر و ثواب کی کمی کا باعث بنتی ہیں۔

نماز سے متعلق تین بڑی کوتاہیاں:

نماز سے متعلق چھوٹی بڑی بہت سی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں، جنہیں بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) نماز نہ پڑھنا۔ (2) جماعت سے نہ پڑھنا۔ (3) سیکھ کر نہ پڑھنا۔

آنے والے صفحات میں اِن تینوں کوتاہیوں کو تین مختلف بابوں میں مفصل طور پر ذکر کیا جائے گا۔

بابِ اوّل

پہلی کوتاہی: نماز نہ پڑھنا

نماز نہ پڑھنے والے کئی طرح کے لوگ ہیں:

(1)۔۔۔ایک وہ جو نماز کو فرض ہی نہیں سمجھتے۔

(2)۔۔۔دوسرے وہ جو فرض تو سمجھتے ہیں لیکن عملاً اُس کی ادائیگی سے محروم ہیں۔

(3)۔۔۔تیسرے وہ جو کبھی پڑھتے اور کبھی ترک کر دیتے ہیں۔

(4)۔۔۔چوتھے وہ جو صرف جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔

ان میں سے پہلی صورت تو کفر ہے، اس لئے کہ نماز ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہے، جس کا اداء کرنا بہر حال ضروری ہے۔ قرآن کریم کی آیات میں واضح، صریح اور قطعی طور پر اِس کی فرضیت و اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، لہذا جو بھی اس کا انکار کرتا ہے وہ بلاشُبہ کافر ہے، اُس کے کفر میں کوئی شُبہ نہیں۔ اسی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض لوگ نماز کی دعوت دینے پر جو بڑی بے باکی اور بے خوفی سے کہہ دیتے ہیں کہ "نماز کوئی ضروری نہیں، اس کے علاوہ بھی دین کے بہت سے کرنے کے کام ہیں" انہیں ڈرنا چاہیے اور اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ اِس کے علاوہ باقی صورتوں میں اِنسان کافر تو نہیں ہوتا، البتہ یہ تمام صورتیں فسق و فجور

اور گناہ کی ہیں، جن کی وجہ سے اِنسان شریعت کی رو سے فاسق و فاجر کہلاتا ہے، اور اس کی شہادت بھی قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ نماز کا چھوڑنا گناہ کبیرہ اور موجب عذاب الٰہی ہے۔ جس پر احادیث میں بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

اِصلاح و دُرستگی:

اِس کوتاہی کی اِصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل چند کاموں کا اہتمام کریں:

(1)—پہلا طریقہ: مضبوط اور ٹھوس قوّتِ اِرادی کو کام میں لانا۔

(2)—دوسرا طریقہ: صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے نماز کی توفیق کی دعاء مانگنا۔

(3)—تیسرا طریقہ: نیک صحبت کو اپنانا۔

(4)—چوتھا طریقہ: ترکِ نماز کی وعیدوں کو پڑھتے اور سنتے رہنا۔

(5)—پانچواں طریقہ: نماز کے فضائل اور اِنعامات کو پڑھتے اور سنتے رہنا۔

(1) پہلا طریقہ: مضبوط اور ٹھوس قوّتِ اِرادی:

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اُنہی صلاحیتوں میں سے ایک اہم صلاحیت "قوّتِ اِرادی" بھی ہے، یقیناً قدرت کی جانب سے عطاء کردہ یہ ایسی بیش بہا طاقت ہے کہ اگر اِنسان اس کو صحیح طریقے سے کام میں لے آئے تو پہاڑوں کو بھی اُن کی جگہ سے سِرکا سکتا ہے، کسی زمانے میں ہواؤں میں اُڑنا

ایک خَرقِ عادت اور ناممکن کام سمجھا جاتا تھا لیکن آج اِسی صلاحیت کو استعمال کر کے اِنسان ہواؤں میں اُڑتا پھر رہا ہے اور مہینوں کی مَسافت کو "غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ" کے بمصداق صرف گھنٹوں میں طے کر رہا ہے۔

ذرا سوچیئے......!!

بھلا جو اِنسان ایسے مُحیّر العقول کاموں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے کیا وہ اپنے خالق و مالک کے سامنے پابندی کے ساتھ دن میں پانچ مرتبہ سر بسُجود نہیں ہو سکتا؟

کیوں نہیں ہو سکتا، یقیناً ہو سکتا ہے، بس اس کیلئے ضرورت اِس بات کی ہے کہ ایک مرتبہ مضبوط اور مصمّم عَزم اور اِرادہ کر کے یہ طَے کر لیا جائے کہ بھلے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے لیکن میں اپنی پیشانی اپنے خالق و مالک پروردگار کے سامنے زمین پر رکھنے میں کبھی کوتاہی نہیں کروں گا، پھر خود ہی دیکھ لیجئے گا کہ کیسے اور کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز کی توفیق ملتی ہے۔

اِن شاء اللہ جاڑوں کی ٹھٹھرتی ہوئی سردی اور گرمیوں کی چلچلاتی اور چبھتی ہوئی دھوپ اور بکھرے ہوئے مختلف مسائل کی اُلجھنیں یہ سب نماز کیلئے حاضر ہونے میں ہر گز رُکاوٹ نہ بن سکیں گی، اور اِن سب رُکاوٹوں کے ہوتے ہوئے بھی پانچ وقت مسجد میں حاضر ہونا نہ صرف آسان بلکہ پُر لطف بھی ہو جائے گا۔

(2)دوسرا طریقہ: اللہ تعالیٰ سے نماز کی توفیق کی دعاء:

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد و نصرت اگر شاملِ حال نہ ہو تو قوّتِ اِرادی اور کوشش بھی کارگر نہیں ہوتی، اِس لئے نماز ہو یا کوئی بھی دین و دنیا کا عمل، اُس میں سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق مانگنی چاہیئے، بیشک اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں۔

نماز کی توفیق کے بارے میں قرآن کریم کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بڑی بہترین اور جامع دعاء منقول ہے اُس میں صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی آنے والی نسلوں کیلئے بھی ”اِقامتِ صلوۃ“ کی بہت بہترین اَنداز میں دعاء مانگی گئی ہے، اُسے یاد کرکے کثرت سے مانگنا بلکہ مانگتے رہنا چاہیئے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾۔(ابراہیم:40)

ترجمہ:......یاربّ! مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنادیجئے اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ پیدا فرمایئے جو نماز قائم کریں) اے ہمارے پروردگار! اور میری دعاء قبول فرمالیجئے۔ اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا (یعنی قیامت کے دن) اُس دن میری بھی مغفرت فرمایئے، میرے والدین کی بھی اور اُن سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔(سورۃ اِبراہیم، آسان ترجمہ قرآن)

(3) تیسرا طریقہ: نیک صحبت:

اِنسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور خواہی نہ خواہی، شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے ملنے جلنے والوں اور دوستوں کے رنگ میں رنگنے لگتا ہے، اِس لئے نماز کی عادت بنانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنی صحبت اور اُٹھنا بیٹھنا نیک اور نمازی لوگوں کے ساتھ رکھیں، اِن شاء اللہ خود ہی نماز کی جانب رغبت ہوگی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔ (آسان ترجمہ قرآن)

(4) چوتھا طریقہ: نماز ترک کرنے کی وعیدوں کا پڑھنا اور سننا:

نماز کے حکم کو پورا کرنے کیلئے ایک بہترین اور بہت جلد اَثر کرنے والا نسخہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں نماز کو ترک کرنے پر وارد ہونے والی، وعیدوں، سزاؤں اور عذابوں کو پڑھا اور سنا جاتا رہے، کیونکہ سزا اور عذاب کا ڈر اور خوف بھی اِنسان کیلئے عمل کے راستے پر آنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ذیل میں اِس سلسلے کی چند وعیدیں اور عذابوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے، اِنہیں پڑھئے اور اپنے دل کو سمجھائیے کہ اگر دنیا کی عارضی اور فانی زندگی میں نماز کا اہتمام نہ کیا

تو آنے والی اِن سخت اور شدید سزاؤں اور سختیوں کا دنیا و آخرت میں کس طرح سامنا ہو سکے گا، کس میں اِتنا دَم ہے کہ وہ اللہ کے کسی بھی عذاب کے معمولی حصہ کو بھی سہہ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔

نماز ترک کرنے کی سخت اور شدید وعیدیں:

قرآن و حدیث کے اندر نماز کو ترک کرنے والوں کے بارے میں بڑی کثرت سے وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، ذیل میں اِس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نماز نہ پڑھنا کافرانہ طرزِ عمل ہے:

﴿أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَاتَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ نماز قائم کرو اور ان لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جو شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (سورہ روم، آسان ترجمہ)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنّت اور اہلِ جہنّم کا مکالمہ ذکر کیا ہے کہ اہلِ جنّت مجرموں سے اُن کے بارے میں دریافت کریں گے:

﴿مَاسَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ﴾ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا؟ وہ (مُجرمین) کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ (سورہ مدثر، آسان ترجمہ قرآن)

نماز کو قضاء کر دینا گناہِ کبیرہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتٰى بَابًا مِّنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ" جس نے دو نمازیں بلا عذر جمع کیں (یعنی وقت پر نہیں پڑھیں) وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آگیا۔ (مستدرکِ حاکم: 1020)

نماز نہ پڑھنے والوں کیلئے ہلاکت ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ پھر بڑی خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس آیت ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ﴾ کے بارے میں دریافت کیا کہ اِس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"هُمُ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا" وہ لوگ جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخّر (یعنی قضاء) کر دیتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب: 833)

نماز سے غفلت برتنے میں یہ بھی داخل ہے کہ نماز پڑھتے ہی نہیں، اور یہ بھی کہ اُس کو صحیح طریقے سے نہ پڑھے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

مشہور تابعی حضرت محمدؒ ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے کسی شخص سے اِرشاد فرمایا:

”صَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكَ لِوَقْتِهَا، فَإِنَّ فِي تَفْرِيْطِهَا الْهَلَكَةَ“ نماز کو اُس کے وقت پر پڑھو جو اللہ نے تم پر فرض کی ہے، اِس لئے کہ اس میں کوتاہی کرنا ہلاکت ہے۔(مصنّف عبد الرزاق:5013)

نماز ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ“ بیشک کسی شخص کے (ایمان) اور شرک و کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔(مسلم:82)

جان بوجھ کر نماز ترک کرنا کفر ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا“ جس نے (بغیر کسی عُذر کے) جان بوجھ کر نماز چھوڑی اُس نے کھلم کھلا کفر کیا ۔(طبرانی اوسط:3348)

حضرت ایّوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تَرْكُ الصَّلَاةِ كُفْرٌ لَا يُخْتَلَفُ فِيْهِ“ نماز کا ترک کرنا کفر ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(الترغیب والترہیب:831)

حضرت عبد اللہ بن شقیق عُقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ“ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے ۔(ترمذی:2622)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَيْسَ بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَبَيْنَ أَنْ يَكْفُرَ إِلَّا أَنْ يَّدَعَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً“

تم میں سے کسی شخص (کے مُسلمان) اور اُس کے کافر ہونے کے درمیان بس یہی فرق ہے کہ وہ فرض نماز چھوڑ دے۔(مصنف عبد الرزاق:5006)

سیدنا حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ” مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ“ جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔(سنن کبریٰ بیہقی:6499)

حضرت معقل خثعمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے پاس ایک شخص آیا، اور اُس نے دریافت کیا: یا امیر المؤمنین! آپ اُس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نماز نہ پڑھتی ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ“

جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔(شعب الایمان:41)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل نبی اکرم ﷺ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی:

(1)"لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتُمْ أَوْ حُرِّقْتُمْ أَوْ صُلِبْتُمْ" اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اگرچہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تمہیں جلا دیا جائے یا سُولی پر چڑھا دیا جائے۔(2)"وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ" جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا، جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ ملت سے خارج ہو گیا۔(3)"وَلَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ؛ فَإِنَّهَا سُخْطُ اللّٰهِ" اللہ کی نافرمانی نہ کرنا، کیونکہ یہ اللہ کی ناراضی کا سبب ہے۔(4)"وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ؛ فَإِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا كُلِّهَا" شراب نوشی نہ کرنا کیوں کہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(5)"وَلَا تَفِرُّوا مِنَ الْمَوْتِ وَإِنْ كُنْتُمْ فِيهِ" موت سے نہ بھاگنا اگرچہ تم موت کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔(6)"وَلَا تَعْصِ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا كُلِّهَا فَاخْرُجْ" اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا، اور اگر وہ تمہیں تمام دنیا (بھر کے سازو سامان) سے نکل جانے کا حکم دیں تو نکل جانا۔

(7)"وَلَا تَضَعْ عَصَاكَ عَنْ أَهْلِكَ وَأَنْصِفْهُمْ مِنْ نَفْسِكَ" اور اپنے

گھر والوں (کی اِصلاح و تربیت کیلئے اُن) سے اپنی لاٹھی کو رکھ مت دینا اور اُن کے ساتھ اپنی جانب سے اِنصاف کرنا۔(مجمع الزوائد:7114)

جان بوجھ کر نماز ترک کرنا شرک ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ إِلَّا أَنْ يَتْرُكَ الصَّلَاةَ" بندہ اور شرک کے درمیان صرف یہی فرق ہے کہ وہ نماز ترک کر دے۔(مصنف عبد الرزاق:5007)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِرشاد فرماتے ہیں:

"تَرْكُ الصَّلَاةِ شِرْكٌ" نماز کا چھوڑ دینا شرک ہے۔(مصنف عبد الرزاق:5009)

بے نمازی سے اللہ اور اُس کا رسول بری ء الذمّہ ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی:

"لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ" تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا اگرچہ تمہارے (جسم کے) ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تم کو جلا دیا جائے

اور فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا اس لئے کہ جو فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ تم شراب نہ پینا اس لئے کہ شراب ہر برائی کی کنجی ہے۔(ابن ماجہ:4034)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ“

جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی تو اللہ اور اس کے رسول اُس سے بری ء الذّمہ ہو جاتے ہیں۔(طبرانی کبیر:13023)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْ حَقِّهِنَّ شَيْئًا، جَاءَ وَلَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَنْقَصَهُنَّ مِنْ حَقِّهِنَّ شَيْئًا جَاءَ وَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ“

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس شخص نے ان کیلئے اچھے انداز میں وضو کیا اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کیا ان کے رکوع سجود پورے کئے اور خشوع کا اہتمام کیا اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اس کی مغفرت کرے گا اور جس

نے ایسا نہ کیا (یعنی نمازیں ادا نہ کیں) اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ: 6852)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی: (1) "لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ" اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ (2) "وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ، وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ" والدین کی نافرمانی نہ کرنا خواہ وہ تمہیں تمہارے اہل خانہ اور مال میں سے نکل جانے کا حکم دیدیں۔ (3) "وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا؛ فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَّكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ" فرض نماز جان بوجھ کر مت چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز کو ترک کر دیتا ہے اس سے اللہ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ (4) "وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا؛ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ" شراب نوشی مت کرنا، بیشک شراب ہر بے حیائی (کے کاموں) کی جڑ ہے۔ (5) "وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ؛ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" گناہوں سے بچنا کیونکہ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اترتی ہے۔ (6) "وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ" میدان جنگ سے

پیٹھ پھیر کر مت بھاگنا اگرچہ تمام لوگ ہلاک ہوچکے ہوں۔(7)"وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوتَانٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ"کسی علاقے میں موت(مثلاً طاعون وغیرہ) کی وباء پھیل پڑے اور تم وہاں پہلے سے موجود ہو تو وہیں ثابت قدم رہنا۔ (8)"وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ"اپنے اہل خانہ پر اپنا مال خرچ کرتے رہنا۔(9)"وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا"انہیں ادب سکھانے سے غافل ہوکر لاٹھی اُٹھا کے مت رکھ دینا۔(10)"وَأَخِفْهُمْ فِي اللهِ"اور اُنہیں اللہ سے ڈراتے رہنا۔(مسند احمد:22075)

نماز کا فوت ہوجانا اہل ومال سب کچھ لُٹ جانے کی طرح ہے:

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةٌ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ"

جس شخص کی ایک بھی نماز فوت ہوگئی وہ(نقصان اور خسارہ اُٹھانے کے اعتبار سے)ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب کچھ چھین لیا گیا ہو۔(شعب الایمان:2586)

ایک روایت میں "مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ" کے الفاظ ہیں،یعنی جس نے نماز چھوڑ دی اُس کے گویا گھر والے اور مال سب کچھ لٹ گیا۔(شعب الایمان:2584)

بے نمازی قیامت کے دن فرعون وہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا:

نماز ترک کرنے کی ایک بڑی سخت وعید یہ ذکر کی گئی ہے کہ ایسے شخص کے پاس نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہو گا اور اُس کا حشر قیامت کے دن دنیا کے سب سے بڑے بد بختوں یعنی فرعون، ہامان، اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا نَجَاةً وَلَا بُرْهَانًا، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ“

جو شخص نماز کی حفاظت کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گی، حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہو گی اور نجات کا سبب ہو گی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہو گا نہ اس کے پاس کوئی حجت ہو گی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ ہو گا، اور اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔(دارمی:2763)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے ترک کرنے والے کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر انہی وجوہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں

میں پائی جاتی ہے۔پس اگر اس کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہو گا،اور اگر حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ ، اور اگر وزارت ہے توہامان کے ساتھ ، اور اگر تجارت ہے تو اُبی بن خلف (جو کہ مکہ کا ایک تاجر تھا) کے ساتھ حشر ہو گا۔(الکبائر للذھبی:19)

اللہ تعالیٰ نماز نہ پڑھنے والے سے غصہ میں ملاقات کریں گے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”مَنْ تَرَكَ صَلَاةً لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ“نماز ترک کرنے والا اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اس پر غضبناک ہونگے۔(طبرانی کبیر:11782)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں جب پانی (یعنی موتیا)اُتر آیاتو اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ پانی نکلوانا چاہا،اُن سے کسی نے کہا:”إِنَّكَ تَسْتَلْقِي سَبْعَةَ أَيَّامٍ لَا تُصَلِّي إِلَّا مُسْتَلْقِيًا“آپ کو سات دن تک بستر پر آرام کرنا ہو گا اور نماز بھی لیٹے لیٹے ہی پڑھنی ہو گی، لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ پسند نہیں کیااور فرمایا کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے:

”مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُصَلِّيَ لَقِيَ اللهَ تَعَالَى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ“

جو نماز پڑھنے کی طاقت رکھتے ہوئے نماز ترک کردے وہ اللہ سے اِس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر غصہ ہونگے۔(سنن کبری بیہقی:3684)

نماز نہ پڑھنے والے کا اِسلام نہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَاسَهْمَ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَّاصَلَاةَ لَهُ"

جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔(مسند البزار:8539)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:"لَاحَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ" اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز کو ترک کردے۔(سنن کبریٰ بیہقی:6499)

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور جملہ ہے جو انہوں نے بسترِ مرگ پر شہادت سے پہلے زخمی ہونے کی حالت میں ارشاد فرمایا تھا۔ قصہ اس کا یہ ہے:

حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر منتقل کردیا تو آپ پر طویل بیہوشی طاری ہوگئی، پس ہم نے آپ کو آوازیں دے دے کر جگانا چاہا لیکن آپ کسی طرح نہیں جاگے تو کسی نے کہا کہ یہ ایسے نہیں جاگیں گے، ان کے سامنے نماز کا تذکرہ کرو، پس لوگوں نے نماز نماز کہنا شروع کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً آنکھ کھولی اور فرمانے لگے:

”الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ هَآ اللّٰهِ إِذًا وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ“

نماز... نماز.... آہ... اللہ !! اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو (بغیر کسی عُذر کے) نماز کو ترک کر دے۔(تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی:926)

نماز نہ پڑھنے والے کا ایمان نہیں:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ”لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَّا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا وُضُوءَ لَهُ“ اُس شخص کا ایمان نہیں جس کی نماز نہیں اور اُس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔(الابانۃ الکبریٰ لابن بطہ:887)

نماز نہ پڑھنے والے کا کوئی دین نہیں:

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا طُهُورَ لَهُ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا صَلَاةَ لَهُ، إِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ“ اُس شخص کا ایمان نہیں جس میں اَمانت داری نہیں، اور اُس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور جو نماز نہیں پڑھتا اس کا کوئی دین نہیں، نماز کا درجہ دین میں ایسا ہے جیسے سر کا درجہ جسم میں۔(طبرانی اوسط:2292)

یعنی نماز کو دین میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح سر کے بغیر کسی جسم کا کوئی وجود باقی نہیں رہتا اِسی طرح نماز کے بغیر دین کا بھی کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَلَا دِينَ لَهُ" جو نماز نہ پڑھے اُس کا کوئی دین نہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی: 6499)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور اُس نے دریافت کیا: "أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ عِنْدَ اللهِ فِي الْإِسْلَامِ؟" یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نزدیک اِسلام میں سب سے زیادہ محبوب کون سی چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا" نماز کو اُس کے وقت میں اداء کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ، وَالصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ" جو شخص نماز چھوڑ دے اُس کا کوئی دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے۔ (مصنّف عبد الرزاق: 2550)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"لَأَنْ أَزْنِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَشْرَبَ خَمْرًا، إِنِّي إِذَا شَرِبْتُ الْخَمْرَ تَرَكْتُ الصَّلَاةَ، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ" میرے نزدیک زنا کرنا شراب پینے کے مقابلے میں زیادہ اچھا (یعنی ہلکے درجہ کا گناہ) ہے، اِس لئے کہ اگر

میں شراب پیوں تو (اِس کے نتیجہ میں) نماز ترک کر دوں گا اور جس نے نماز ترک کر دی اُس کا کوئی دِین نہیں۔ (ابن ابی شیبہ: 24062)

نماز نہ پڑھنے والے کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے:

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مُتَعَمِّدًا كُتِبَ اسْمُهُ عَلَى بَابِ النَّارِ فِيمَنْ يَدْخُلُهَا"

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس کا نام جہنم کے دروازے پر ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے جو جہنم میں داخل ہونگے۔ (حلیۃ الاولیاء: 7/254)

نماز میں کوتاہی کرنے والا خائب و خاسر اور جہنمی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ"

قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے اس کی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر نماز پوری نکل آئی تو وہ کامیاب اور بامراد ہے، اور اگر نماز میں کمی نکلی تو وہ خائب و خاسر (یعنی بہت بڑے نقصان کا شکار) ہو جائے گا۔ (شعب الایمان: 3016)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے:

"أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ،فَإِنْ أَتَمَّهَا وَإِلَّا قِيلَ:انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَأُكْمِلَتِ الْفَرِيضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، فَإِنْ لَمْ تَكْمُلِ الْفَرِيضَةُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ تَطَوُّعٌ أُخِذَ بِطَرَفَيْهِ فَقُذِفَ بِهِ فِي النَّارِ"قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا،اگر وہ پوری نکل آئیں تو ٹھیک ہے ورنہ (فرشتوں سے) کہا جائے گا: دیکھو! کیا اس کے پاس نفل ہیں؟پس (اگر نفل نکل آئیں تو) نفل کے ذریعہ اُس کے فرض کو مکمل کر دیا جائے گا،اور اگر فرض مکمل نہ ہو اور نفل بھی نہ ہوں تو اُس کے دونوں اطراف(یعنی سر اور پاؤں) سے پکڑ کر جہنم مین پھینک دیا جائے گا۔(ابن ابی شیبہ:30422)

فرض نماز ترک کرنے والے کو سر کے کچلنے کا عذاب:

حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ (صبح کی نماز کے بعد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟اگر کوئی دیکھتا تو بیان کر دیتا(اور آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان کر دیتے)۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے حسب معمول دریافت فرمایا،اور اس کے بعد (اپنا خواب) ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے لمبا خواب ذکر کیا،

جس میں جنت ، دوزخ اور اس میں مختلف قسم کے عذاب کا دیکھنا بیان فرمایا۔ ان میں سے ایک عَذاب یہ بھی بیان فرمایا:

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جارہا ہے ، اور اُسے اِتنی زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا دور جاپڑتا ہے، اور جتنی دیر میں اس پتھر کو اٹھا کر لایا جاتا ہے وہ سر ویسا ہی ہو جاتا ہے، تو دوبارہ اس کو زور سے مارا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ (مسلسل یہ معاملہ اور) برتاؤ کیا جارہا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے (ساتھ چلنے والے) دونوں ساتھیوں (یعنی فرشتوں) سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے ؟ (اور اِس کے ساتھ یہ کیوں کیا جارہا ہے) تو انہوں نے بتایا:

"فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفَضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَة"

اس شخص نے قرآن کریم یاد کر کے اُسے چھوڑ دیا (یعنی بھلا دیا) تھا اور یہ فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا (یعنی قضاء کر دیتا) تھا۔ (الترغیب والترھیب:837)

شبِ معراج کے واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے عذاب کے مختلف واقعات اور اُن میں مبتلاء لوگوں کا دیکھنا بیان کیا ہے، اُنہی میں ایک عَذاب کا حال یہ بھی ہے:

"ثُمَّ أَتَى عَلَى قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوسُهُمْ بِالصَّخْرِ، كُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ، وَلَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ"

پھر نبی کریم ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جن کے سروں کو چٹان (نما بڑے پتھر) سے کچلا جارہا تھا، جب وہ سر کچل جاتا تو دوبارہ اپنی اصل حالت میں لوٹ آتا، اور اُن کے ساتھ اِس معاملہ میں کوئی نرمی نہیں برتی جارہی تھی، آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: "هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَثَاقَلَتْ رُءُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ" یہ وہ (بے نمازی) لوگ ہیں جن کے سر نماز (کے حکم کو پورا کرنے) سے بھاری ہو جایا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد:235)(مسند البزار:9518)

نماز کو قضاء کر دینے والا ایک حقب جہنم کی آگ میں جلے گا:

ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے:

"مَن تَرَكَ الصَّلَاةَ حَتَّى مَضٰى وَقْتُهَا ثُمَّ قَضَى عُذِّبَ فِي النَّار حَقباً، والْحَقبُ ثَمَانُونَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَّ سِتُّونَ يَوْماً ، كُلُّ يَومٍ كَانَ مِقْدَارُهُ اَلْفَ سَنَةٍ"

جو شخص نماز کو (بغیر کسی عُذر کے) قضا کردے، اگرچہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت میں نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا۔ اور حقب کی مقدار 80 برس کی ہوتی ہے اور ایک برس 360 دن کا، اور قیامت کا ایک دن ایک

1000 برس کا ہو گا(اس حساب سے ایک حقب کی مقدار ”دو کروڑ اٹھاسی لاکھ“ برس بنتی ہے۔(مجالس الابرار، مجلس 51، فی بیان فرضیۃ الصلاۃ، ص:320، مصطفائی دھلی)

نماز نہ پڑھنے والے کو اہلِ جہنم کا پسینہ پلایا جائے گا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً فَكَأَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلِبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَكَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ“ جس نے نشے کی حالت میں ایک مرتبہ نماز چھوڑی تو گویا اس کے پاس موجود دنیا کا سارا مال و متاع چھین لیا گیا، اور جس نے نشے کی حالت میں چار مرتبہ نمازیں چھوڑیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ اسے اہلِ جہنّم کا پسینہ پلائیں گے۔(سنن کبریٰ بیہقی:1829)

نماز ترک کرنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی دشمن ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”ثَلَاثٌ مَنْ حَفِظَهُنَّ فَهُوَ وَلِيِّي حَقًّا، وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ فَهُوَ عَدُوِّي حَقًّا: الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالْجَنَابَةُ“ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو ان کی حفاظت

کرے وہ میرا حقیقی دوست ہے اور جو انہیں ضائع کردے وہ میرا حقیقی دشمن ہے: ایک نماز، دوسرا روزہ اور تیسرا جنابت (کا غسل)۔(طبرانی اوسط:8961)

نماز کو ترک کردینے والے کا عمل ضائع ہوجاتا ہے:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

”مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ“ جس نے بغیر عُذر کے فرض نماز چھوڑدی اُس کا عمل ضائع ہوگیا۔(ابن ابی شیبۃ:30400)

روایات میں بطورِ خاص عصر کی نماز کے ترک کرنے کی بھی یہی وعید ذکر کی گئی ہے، چنانچہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا أَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهُ“

جو جان بوجھ کر عصر کی نماز ترک کردے اللہ تعالیٰ اُس کے عمل کو ضائع کردیتے ہیں۔(مصنف عبد الرزاق:5005)

نماز نہ پڑھنے والا اُمّتِ محمّدیہ سے بَری ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کی یہ قیمتی نصیحت منقول ہے:”لَا تَتْرُكِ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَتَبْرَأُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ“ نماز کو ترک مت کرنا ورنہ تم اُمّتِ محمّدیہ سے بَری ہوجاؤگے۔(الدعاء للطبرانی:1649)

یہ ایک طویل روایت کا جُملہ ہے جس میں نماز کی کس قدر تاکید اور تلقین کی گئی ہے۔ مکمل حدیث کئی اہم نصائح پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ذکر کی جارہی ہے:

حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أَوْصَانِي خَلِيْلِي أَنْ أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِي وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِي" مجھے میرے دوست نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وصیّت فرمائی کہ میں (دنیا کے اعتبار سے) اپنے سے نیچے کے لوگوں کو دیکھوں اور اپنے اوپر کے لوگوں کو نہ دیکھوں۔ "وَأَوْصَانِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں مسکینوں سے محبّت رکھوں اور اُن کے قریب رہوں۔ "وَأَوْصَانِي بِقَوْلِ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ کڑوِی ہی کیوں نہ ہو۔ "وَأَوْصَانِي بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنْ أَدْبَرَتْ" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں رشتہ داروں کے ساتھ صِلہ رحمی کروں اگرچہ وہ پیٹھ کیوں نہ پھیر لیں۔ "وَأَوْصَانِي أَنْ لَا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ "وَأَوْصَانِي أَنْ لَا تَأْخُذَنِي فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کروں۔ "وَأَوْصَانِي أَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنْ قَوْلِ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ" اور یہ وصیّت فرمائی کہ میں کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھا کروں کیونکہ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ہے۔

پھر اَنصار میں سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اُس نے بھی آپ ﷺ سے وصیّت کی درخواست کی، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "أُوصِيكَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ أَوْ حُرِّقْتَ أَوْ عُذِّبْتَ" میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں کاٹ دیا جائے، جلا دیا جائے یا عذاب دیا جائے۔ اُس نے مزید وصیّت کرنے کی درخواست کی، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "بِرَّ وَالِدَيْكَ، وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْلَعَ مِنْ مَالِكَ كُلِّهِ فَافْعَلْ" اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اگرچہ وہ تمہیں اِس بات کا حکم دیں کہ تم اپنے سارے مال کو چھوڑ کر دستبردار ہو جاؤ۔ اُس نے کہا یارسول اللہ! اور وصیت فرما دیجیے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "لَا تَتْرُكِ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَتَبْرَأَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ" نماز کو ترک مت کرنا ورنہ تم اُمّتِ محمّدیہ سے بَری ہو جاؤ گے۔ اُس نے مزید وصیّت کی درخواست کی، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "لَا تَفِرَّ مِنَ الزَّحْفِ فَإِنَّهُ مَنْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ

مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" میدانِ جہاد سے مت بھاگنا اِس لئے کہ جو میدانِ جہاد سے بھاگے گا وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے گا۔ اُس نوجوان نے کہا یارسول اللہ! مزید کچھ اور وصیّت فرمادیجئے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: "أَخِفْ أَهْلَكَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَرْفَعْ عَصَاكَ عَنْهُمْ" اپنے گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو اور اُن سے (غافل ہو کر) لاٹھی اُٹھا کے مت رکھنا۔ (الدعاء للطبرانی: 1649)

نمازترک کر دینے والا ائمہ اربعہ کی نگاہ میں:

نماز کا ترک کر دینا کس قدر بڑا اور کبیرہ گناہ ہے، اِس بارے میں چاروں اِماموں کے اَقوال ملاحظہ کیجئے:

❀—امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نماز ترک کرنے والا کافر ہے۔ اُسے تین دن تک قید میں ڈالا جائے گا اور نماز کی تلقین کی جائے گی، اگر پڑھ لے تو ٹھیک ہے ورنہ باعتبار کافر ہونے کے قتل کر دیا جائے گا۔

❀—اِمام مالک اور اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

فاسق و فاجر ہے، اُسے حد کے طور پر قتل کر دیا جائے گا۔

❀—اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، اُسے قتل تو نہیں کیا جائے گا، لیکن قید میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ خود ہی مر جائے یا توبہ کر لے۔ (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، مادہ: صلوۃ)

(5) پانچواں طریقہ: نماز کے فضائل اور انعامات کا پڑھنا اور سننا:

اِنسان کی طبیعت میں لالچ رکھی گئی ہے، چنانچہ جب وہ کسی کام کی فضیلتیں اور اُس پر ملنے والے اِنعام کو سنتا ہے تو فطرتاً اُس کی جانب راغب اور مائل ہوتا ہے اور اُس کے حصول کیلئے آگے بڑھتا ہے، کوششیں کرتا ہے۔ پس اِسی اُصول کے مطابق نماز کی عادت بنانے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے کہ وقتاً فوقتاً قرآن و حدیث میں بیان کردہ نماز کے فضائل پر مشتمل نصوص کو پڑھا سنا جاتا رہے تاکہ دلوں میں نماز کی اہمیت اور اُس کی ادائیگی کا شوق اور جذبہ پیدا ہو۔

ذیل میں نماز کے فضائل پر مشتمل احادیث کا ایک جامع اور مرتب مجموعہ ذکر کیا جارہا ہے، جن کو پڑھتے اور سنتے رہنے سے اِن شاء اللہ نماز کے حکم کو پورا کرنا آسان ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

نماز کے فضائل:

نمازوں کے فضائل میں جو احادیث مَروی ہیں اُنہیں آسانی کیلئے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1)— عمومی فضائل پر مشتمل احادیث:

یعنی وہ فضائل جو عمومی طور پر تمام نمازوں کے مشترکہ طور پر بیان کیے گئے ہیں۔

(2)__خصوصی فضائل پر مشتمل احادیث:
یعنی وہ فضائل جو کسی خاص نماز کے بارے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

عمومی فضائل:

یعنی نماز کے وہ فضائل جو عمومی طور پر نماز پڑھنے کے بارے میں ذکر کیے گئے ہیں اُن میں کسی مخصوص اور متعیّن نماز کی فضیلت کا بیان نہیں ہے، ایسے فضائل کو نماز کے ”عُمومی فضائل“ کہا جاتا ہے۔ ذیل میں اِس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی فضیلت: نماز کا گناہوں کا کفارہ ہونا:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:
”الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ،وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ“ پانچوں نمازیں اور (نمازِ جمعہ اداء کرنا) ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور (رمضان کے روزے رکھنا) ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اُن تمام گناہوں کو مٹادیتے ہیں جو اُن کے درمیان ہوئے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔(مسلم:233)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ:ذَلِكَ

يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ" کیا خیال ہے تمہارا اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اُس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا ؟حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:"لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا" میل کچیل میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:"فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الخَطَايَا" اسی طرح پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کی وجہ سے (نماز پڑھنے والے کے) گناہوں کو مٹادیتے ہیں۔(بخاری:528)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شخص (سے گناہ صادر ہو گیا کہ اُس) نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس گناہ کے بارے میں بتایا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

اور (اے پیغمبر!) دن کے دونوں کناروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو، یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔

اُس شخص نے کہا:"أَلِي هٰذَا؟"یارسول اللہ!کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:"لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ"نہیں،یہ حکم میری ساری اُمّت کیلئے ہے۔(بخاری:526)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:"لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي"یعنی میری اُمّت میں جو شخص اس پر عمل کرے اُس کے لئے یہ حکم ہے۔(بخاری:4687)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ ایک دفعہ سردی کے زمانے میں آپ ﷺ نکلے جبکہ پتے جھڑ رہے تھے،آپ ﷺ نے درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں تو اُس کے پتے(اور زیادہ)جھڑنے لگے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:اے ابوذر!،میں نے کہا:"لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ"یارسول اللہ!میں حاضر ہوں،اِرشاد فرمایئے،آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ، فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ"بیشک مسلمان بندہ اللہ کی رضاء و خوشنودی کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے ہی جھڑنے لگتے ہیں جیسا کہ درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔(مسند احمد:21556)

حضرت زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ، لَا يَسْهُو فِيهِمَا، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" جس نے دو رکعت پڑھی اور اُس میں (قصداً) کوئی غفلت اختیار نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیں گے۔(مسند احمد:21691)

دوسری فضیلت: سب سے زیادہ افضل عمل:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟" یارسول اللہ! کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: "الصَّلَاةُ عَلَى مِيقَاتِهَا" نماز کو اُس کے اوقات میں پڑھنا۔ میں نے کہا: "ثُمَّ أَيٌّ؟" پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: "ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" پھر والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا۔ میں نے کہا: "ثُمَّ أَيٌّ؟" پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: "الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ" اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اگر میں آپ سے اور زیادہ پوچھتا تو آپ اور بھی بتاتے۔(بخاری:2782)

تیسری فضیلت: نماز مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے:

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَصَلَّاهَا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ"

جس نے اچھے طریقے سے کامل وضو کیا اور فرض نماز پڑھنے کیلئے چلا اور جا کر نماز پڑھی اُس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔(مسند احمد:483)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ اِرشاد فرمارہے تھے :"خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ" اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو ان کیلئے اچھی طرح سے وضو کرکے اُن کو اُن کے (مستحب) اوقات میں اداء کرے اور رکوع و خشوع بھی مکمل کرے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ اُس کی ضرور مغفرت کریں گے، اور جو ایسا نہیں کرے گا اُس کیلئے اللہ نے اپنے اوپر کچھ لازم نہیں کیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اُس کی مغفرت کر دیں اور چاہیں تو عذاب دیدیں۔(ابوداؤد:425)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:"إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ جُمِعَتْ ذُنُوبُهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا رَكَعَ تَفَرَّقَتْ" بیشک جب کوئی بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے گناہوں کو اُس کے سر پر جمع کر دیا جاتا

ہے اور جب وہ رکوع کرتا ہے تو وہ (گر کر) بکھر جاتے ہیں۔(طبرانی اوسط:7314)

چوتھی فضیلت: نماز جنّت میں داخلے کا بہترین ذریعہ ہے:

نبی کریم ﷺ کے خطبہ حج میں ایک نصیحت یہ بھی تھی:

"اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ"

اللہ سے ڈرو جو کہ تمہارا پروردگار ہے، پانچ نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوۃ اداء کرو، حاکم کی اِطاعت کرو، تم اپنے پروردگار کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔(ترمذی:616)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک صبح جبکہ میں آپ کے قریب ہی چل رہا تھا، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: "أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ" یارسول اللہ! مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنّت میں داخل کردے اور جہنم سے دور کردے۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ تم نے ایک بڑی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے، لیکن یہ اُس شخص کیلئے نہایت آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان کردے، اور وہ عمل یہ ہے:

”تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ البَيْتَ“تم اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوۃ اداء کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ شریف کا حج کرو۔(ترمذی:2616)

پانچویں فضیلت: نماز روزِ قیامت نور، حجّت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہو گی:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا، كَانَتْ لَهُ نُورًا، وَبُرْهَانًا، وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا، لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا، وَلَا نَجَاةً، وَلَا بُرْهَانًا، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ“جس نے نماز کی حفاظت کی اُس کیلئے قیامت کے دن یہ نماز نور، حجت اور جہنم سے نجات کا باعث بنے گی۔ اور جس نے نماز کی حفاظت نہیں کی اُس کیلئے نماز نہ نور ہو گی، نہ حجّت اور نہ نجات کا ذریعہ بنے گی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان اور ابیّ بن خلف کے ساتھ ہو گا۔(دارمی:2763)

چھٹی فضیلت: فرض نماز جماعت سے پڑھنے کیلئے جانا حج کے برابر ہے:

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ مَشٰى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فِي الْجَمَاعَةِ فَهِيَ كَحَجَّةٍ، وَمَنْ مَشٰى إِلَى صَلَاةِ تَطَوُّعٍ فَهِيَ كَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ“

جو فرض نماز جماعت سے پڑھنے کیلئے جائے تو اُس کی نماز حج کی طرح ہے اور جو نفل نماز کے لئے جائے تو اُس کی نماز مکمل عمرہ کی طرح ہے۔(طبرانی کبیر:7578)

ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:”مَنْ مَشٰى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ وَهُوَ مُتَطَهِّرٌ، فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ،وَمَنْ مَشٰى إِلَى تَسْبِيْحِ الضُّحَى، فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ“جو فرض نماز پڑھنے کیلئے وضو کرکے چلے تو اُس کا اجر احرام باندھ کر حج کرنے والے کی طرح ہے، اور جو چاشت کی نماز پڑھنے کیلئے چلے اُس کا اجر عمرہ کرنے والے کے اجر کی طرح ہے۔(طبرانی کبیر:7734)

ساتویں فضیلت: مساجد کی طرف آنا جانا جہاد کی طرح ہے:

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”الْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ إِلَى الْمَسَاجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ“صبح شام مسجدوں کی جانب جانا جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔(طبرانی کبیر:7739)

آٹھویں فضیلت: نماز دین کا ستون ہے:

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا:

"أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ عِنْدَ اللهِ فِي الْإِسْلَامِ؟" اللہ کے نزدیک اِسلام میں کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِينَ لَهُ، وَالصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ" نماز کو اُس کے وقت میں پڑھنا، جس نے نماز کو ترک کردیا اُس کا کوئی دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے۔(شعب الایمان:2550)

نویں فضیلت: نماز نور ہے:

حضرت ابومالک اَشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: پاکی ایمان کا آدھا حصہ ہے، "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے، "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلے کو بھر دیتا ہے۔ نماز نور ہے، صدقہ بُرہان (یعنی حجّت اور دلیل) ہے، صبر روشنی ہے، قرآن کریم تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حُجّت ہے ہر شخص صبح کے وقت اپنے آپ کو بیچ رہا ہوتا ہے، پس یا تو اُسے (عذابِ الٰہی یا جہنّم سے) آزاد کر رہا ہوتا ہے یا پھر اُسے ہلاک کر رہا ہوتا ہے۔(مسلم:223)

دَسویں فضیلت: سب سے بہترین عمل نماز ہے:

حضرت ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مرفوعاً مروی ہے:

"اِسْتَقِيمُوا، وَنِعِمَّا إِنِ اسْتَقَمْتُمْ، وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ"

اِستقامت کے ساتھ دین پر جمے رہو اور اگر تم یہ کر سکو تو بہت ہی خوب ہے! اور تمہارے اَعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور وضو پر سوائے مؤمن (کامل) کے کوئی مُحافظت (پابندی) نہیں کر سکتا۔ (ابن ماجہ: 279)

گیارہویں فضیلت: نماز ایک ترازو ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"الصَّلَاةُ مِيزَانٌ فَمَنْ أَوْفَى اسْتَوْفَى" "نماز ایک ترازو ہے، جس نے اِسے پورا پورا اداء کیا وہ پورا پورا وصول کرے گا۔ (شعب الایمان: 2882)

خصوصی فضائل:

خصوصی فضائل سے مراد وہ فضائل ہیں جو احادیثِ طیّبہ میں بطورِ خاص کسی مخصوص اور متعیّن نماز کے بارے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

ذیل میں ایسے مخصوص فضائل کو دو حصوں میں ذکر کیا جارہا ہے:

(1) —پانچوں نمازوں میں سے ہر ہر نماز کے امتیازی اور خصوصی فضائل۔

(2) —پانچ نمازوں کے علاوہ دیگر نمازوں کے خصوصی فضائل۔

پہلا حصہ: پانچوں نمازوں کے بارے میں خصوصی فضائل:

فجر کی نماز کے فضائل:

(1)__حضرت جُندب بن عبد اللہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ" جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمّہ میں آجاتا ہے، پس (خیال رکھنا کہ) اللہ تعالیٰ تم سے اپنے ذمّہ کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں، اِس لئے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ کا مطالبہ کر دیا اُسے پکڑ لیں گے پھر اُسے اُوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے۔(مسلم:657)

(2)__حضرت عُمارہ بن رُویبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ" جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے یعنی فجر کی نماز اور سورج غرب ہونے سے پہلے یعنی عصر کی نماز پڑھی وہ شخص ہر گز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔(مسلم:634)

(3)__حضرت ابو بکر اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی فجر اور عصر یا فجر اور عشاء کی نماز) پڑھی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (مسلم:635)

فائدہ: دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے، بعض نے اِس کا مصداق فجر اور عشاء کی نماز کو قرار دیا ہے۔ (مرقاۃ:2/540)

(4)— حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ، وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيْسَ" جو صبح سویرے فجر کی نماز کے لئے جاتا ہے وہ ایمان کا جھنڈا لیکر جاتا ہے اور جو صبح بازار کی جانب جاتا ہے وہ ابلیس کا جھنڈا لیکر جاتا ہے۔ (ابن ماجہ:2234)

(5)— حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور (کے حاصل ہونے) کی بشارت دیدو۔ (ابن ماجہ:781)

(6)— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"الْمَشَّاءُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ، أُولَئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللهِ"

اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جانے والے لوگ در اصل اللہ کی رحمت میں ڈوب جانے والے ہیں۔(ابن ماجہ:779)

(7)— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

تمہارے پاس یکے بعد دیگرے دن رات فرشتے آتے رہتے ہیں (جو تمہارے اعمال لکھتے اور بارگاہِ الٰہی میں پہنچاتے رہتے ہیں)اور فجر اور عصر کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور تمہارے پاس رہنے والے فرشتے (جس وقت) آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال جاننے کے باوجود ان فرشتوں سے (بندوں کے احوال و اعمال) پوچھتے ہیں: ”كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟“ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں: ”تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ“ ہم نے اُنہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم اُن کے پاس آئے تھے اُس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔(بخاری:555)

ظہر کی نماز کے فضائل:

(1)— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ عَبْدٍ يُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُسْبِغُهُ، وَيُكَمِّلُهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ يُؤَذَّنُ بِهَا فَيُكْمِلُ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَخُشُوعَهَا، إِلَّا

كَفَّرَتْ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ"کوئی بندہ اچھی طرح کامل وضو کرکے ظہر کی نماز کیلئے اَذان کے وقت مسجد جائے اور اُس کا رکوع، سجدہ اور خشوع ہر چیز کا مکمل خیال رکھے تو یہ نماز اُس کیلئے اُس دن کے اگلے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔(شعب الایمان:2847)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا"

اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت جان لیں پھر وہ اِس کے حصول کے لئے سوائے قرعہ اندازی کے کوئی راستہ نہ پائیں تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں، اور اگر لوگوں کو اوّل وقت میں (یا دوپہر کی سخت گرمی میں) نماز کے لئے جانے کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ ایک دوسرے سے (اِس کے حصول کے لئے) سبقت کرنے لگ جائیں، اور اگر لوگوں کو عشاء کی اور فجر کی نماز کا اجر معلوم ہو جائے تو وہ اِن دونوں نمازوں کے لئے ضرور آئیں اگرچہ اُنہیں کولہوں کے بَل ہی کیوں نہ گھسٹنا پڑے۔(بخاری:615)(مرقاۃ:2/542)

عصر کی نماز کے فضائل:

(1)—اللہ تعالیٰ نے پانچوں نمازوں کی حفاظت کی تلقین فرمائی ہے اور بطور خاص عصر کی نماز کو اہمیت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمایا۔ چنانچہ اِرشاد فرمایا: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو اور (خاص طور پر) بیچ کی نماز کا۔ بیچ کی نماز سے مراد "عصر" نماز ہے، اِس کا خاص طور پر اِس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ عام طور سے اس وقت لوگ اپنا کاروبار سمیٹنے میں مشغول ہوتے ہیں اور اِس مشغولیت میں بے پرواہی ہونے کا اِمکان زیادہ ہے۔(آسان ترجمہ قرآن مع تشریح)

(2)—حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے: "صَلَاةُ الوُسْطَى صَلَاةُ العَصْرِ" قرآن کریم میں جو "صلاۃ الوُسطیٰ" کہا گیا ہے، اُس سے مراد عصر کی نماز ہے۔(ترمذی:181)

(3)—حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ" جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی وہ ایسا ہے جیسے گویا کہ اُس کا گھر اور مال سب کچھ چھین لیا گیا۔(مسلم:626)

(4)—حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے:

"مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ العَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ" جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اُس کا عمل ضائع ہو گیا۔ (بخاری:553)

(5)—حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کی جانب دیکھا اور فرمایا:

"إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا"

تم لوگ اپنے ربّ کا دیدار اِس طرح کرو گے جیسا کہ تم اِس چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی تمہیں اللہ کے دیدار میں کوئی مشقت نہیں ہو گی، پس اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز یعنی فجر اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز یعنی عصر میں کوئی کوتاہی نہ ہو تو ضرور کرو۔

اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ قٓ:39 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الغُرُوبِ﴾

اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی۔ (بخاری:554)

مغرب کی نماز کے فضائل:

(1)— حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ عِنْدَ اللهِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ، وَمَنْ صَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، يَغْدُو فِيهِ وَيَرُوحُ“

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل نماز مغرب کی نماز ہے، اور جس نے مغرب کے بعد دو رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں محل بنادیں گے، جس میں وہ صبح شام کرے گا۔(طبرانی اوسط:6449)

(2)— حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

”مَا مِنْ صَلَاةٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِهَا يَفْتَحُ الْعَبْدُ لَيْلَهُ وَيَخْتِمُ بِهَا نَهَارَهُ“

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نماز مغرب کی نماز سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے، اِسی نماز کے ذریعہ بندہ اپنی رات کی ابتداء کرتا ہے اور اِسی نماز کے ذریعہ بندہ اپنے دن کا اختتام کرتا ہے۔(الترغیب فی فضائل الأعمال:74)

عشاء کی نماز کے فضائل:

(1)— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا"

منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر وہ اِن دونوں نمازوں میں رکھے گئے اَجر کو جان لیتے تو اس میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ اُنہیں (کولہوں کے ذریعہ) گھسٹ گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑتا۔(بخاری:657)

(2)__حضرت عُثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ"

جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔(مسلم:656)

(3)__حضرت ابواُمامہ باہلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:"مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَقَدْ أَخَذَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے اُسی کے بقدر لیلۃ القدر میں سے حصہ پایا۔(طبرانی کبیر:7745)

یعنی اُس نے گویا شبِ قدر میں چار رکعت پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔

(4)—سیّد التّابعین حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے: ”بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ شُهُوْدُ الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيْعُونَهُمَا“ ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی نماز میں (جماعت کے ساتھ) حاضر ہونے کا فرق ہے، کیونکہ منافقین اِن دونوں (عشاء اور فجر کی) نمازوں میں حاضر ہونے کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔(شعب الایمان:2596)

دوسرا حصہ: پانچ نمازوں کے علاوہ دیگر نمازوں کے خصوصی فضائل:

پانچوں نمازوں کے علاوہ بھی بہت سی سنت اور نفل نمازیں ایسی ہیں جن کی احادیث طیبہ میں فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ذیل میں اُن کے فضائل ملاحظہ کیجئے۔

یہاں مندرجہ ذیل آٹھ نمازوں کے فضائل ذکر کیے جارہے ہیں:

(1)نوافل کے فضائل۔ (2)سنن رواتِب کے فضائل۔

(3)اِشراق کے فضائل۔ (4)چاشت کے فضائل۔

(5)تہجد کے فضائل۔ (6)اوّابین کے فضائل۔

(7)تراویح کے فضائل۔ (8)صلاۃ التسبیح کے فضائل۔

نوافِل کے فضائل:

(1)—حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ“ نوافل کی وجہ سے بندہ مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، تو پھر میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطاء کرتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری:6502)

(2)—حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ العَبْدُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذٰلِكَ“ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا اور نماز

بے کار ثابت ہوئی تو وہ نامراد اور خسارہ میں ہو گا، اور اگر نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہو گا: دیکھو اِس بندے کے پاس کہ کیا کچھ نفلیں بھی ہیں کہ جن کے ذریعہ اس کے فرضوں کو پورا کر دیا جائے؟ اگر نفلیں نکل آئیں تو اُن سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی اُس کے بعد پھر اِسی طرح باقی اعمال یعنی روزہ زکوۃ وغیرہ کا حساب ہو گا(یعنی پہلے فرضوں کا حساب ہو گا اور اُس میں ہونے والی کمی کوتاہی کو نفل کے ذریعہ مکمل کیا جائے گا)۔(ترمذی:413)

سننِ رواتِب کے فضائل:

سننِ رواتب سے مراد نمازوں کی قبلیہ اور بعدیہ سنتیں ہیں، خواہ مؤکّدہ ہوں یا غیر مؤکّدہ۔ احادیث میں ان کی بڑی فضیلت وارِد ہوئی ہے، جن میں اجتماعی طور پر دن بھر کی نمازوں کی قبلیہ اور بعدیہ سنتوں کا اہتمام کرنے کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے اور ایک ایک کر کے ہر نماز کی سنتوں کی الگ الگ فضیلت بھی ذکر کی گئی ہے۔ ذیل میں دونوں طرح کے فضائل احادیثِ طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

بارہ رکعت سننِ مؤکّدہ کے فضائل:

(1)—حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ“

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعات (مؤکّدہ سنتیں) پڑھیں اُس کے لئے ان کی برکت سے جنّت میں محل بنادیا جاتا ہے۔(مسلم:728)

(2)—سنن نسائی کی روایت میں اِس پر جنّت میں داخلہ کی بشارت ذکر کی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ“

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعات (مؤکّدہ سنتیں) پڑھنے کا پابندی سے اہتمام کیا وہ جنّت میں داخل ہوگیا۔(نسائی:1794)

فائدہ: اُن بارہ رکعات مؤکّدہ سنتوں کی تفصیل ایک دوسری روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مَروی ہے، اس میں یہ بیان کی گئی ہے:

”مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الفَجْرِ“

جس نے 12 رکعات سنت پر پابندی اختیار کی اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں محل بنادیں گے۔ 4 رکعت ظہر سے پہلے، 2 رکعت ظہر کے بعد، 2 رکعت مغرب کے بعد، 2 رکعت عشاء کے بعد اور 2 رکعت فجر سے پہلے۔(ترمذی:414)

حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ اِرشاد سنا ہے میں نے کبھی اِن بارہ رکعات سنتوں کو ترک نہیں کیا، اُن سے یہ حدیث نقل کرنے والے حضرت عَنبسہ بن اَبی سُفیان ہیں اور اُن سے عَمرو بن اَوس نے نقل کیا ہے اور اُن سے حضرت نعمان بن سَالم نے یہ روایت نقل کی ہے، سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ جب سے ہم نے یہ روایت سنی ہے کبھی بھی ہم نے اِن بارہ رکعات سنتوں کو ترک نہیں کیا۔

اللہ کرے کہ ہم بھی اِس عظیم فضیلت کو سن کر قولاً اور عملاً اِس بات کا تہیّہ کریں کہ ہم بھی ان شاء اللہ کبھی اِن سنتوں کو ترک نہیں کریں گے۔ واللہ ھو الموفّق

فجر کی دو رکعت سنت کی فضیلت:

(1)—حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" فجر کی دو رکعت سنت پڑھنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اُن سب سے بہتر ہے۔ (مسلم:725)

(2)—ایک روایت میں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: "لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا"

فجر سے پہلے کی یہ دونوں سنت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم:725)

(3)__حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ" نبی کریم ﷺ نوافل میں کسی بھی نماز کا اِتنا زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے جتنا فجر کی دو رکعت (سنّت) کا اہتمام کرتے تھے۔(بخاری:1169)

(4)__حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَا تَدَعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ" فجر کی دو رکعت (سنت) کو ترک نہ کیا کرو اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالے۔(ابو داؤد:1258)

(5)__حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَا يُحَافِظُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِلَّا أَوَّابٌ" فجر کی دو رکعتوں کی حفاظت صرف وہی کر سکتا ہے جو بہت زیادہ رجوع کرنے والا ہے۔(شعب الایمان:2802)

ظہر کی سنتوں کی فضیلت:

(1)__امُ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں:

"مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ"

جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیں گے۔(ترمذی:428)

(2)__حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے:

”أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ“

ظہر سے پہلے کی چار رکعت (سنّتیں) ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی برکت سے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(ابو داؤد:1270)

(3)__حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ،وَقَالَ:إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ،وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ“نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے: یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور مجھے یہ پسند ہے کہ اِس گھڑی میں میرا نیک عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو۔(ترمذی:478)

(4)__حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلَاةِ السَّحَرِ“

چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھنا اپنے مثل (یعنی چار رکعت) رات کے آخری پہر (تہجد) کی نماز شمار کی جاتی ہیں۔(ترمذی:3128)

(5)—حضرت قاسم بن صفوان اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ قَالَ: أَرْبَعِ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام" جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت (سنت) پڑھی اُس کیلئے ایک غلام یا ایک اور روایت کے مطابق حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی اَولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہے۔(طبرانی اوسط:6052)

عصر کی چار رکعت سنت کی فضیلت:

(1)—حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے والے کو دعاء دیتے ہوئے فرمایا: "رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا" اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت نازل فرمائے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھے۔(ابوداؤد:1271)

(2)—حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ" جس نے عصر سے پہلے چار رکعت (سنّت) پڑھی اُسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔(طبرانی اوسط:2580)

(3)__حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ حَرَّمَ اللهُ بَدَنَهُ عَلَى النَّارِ“ جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے بدن کو جہنم کی آگ پر حرام کردیں گے۔(طبرانی کبیر:23/281)

(4)__حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا تَزَالُ أُمَّتِي يُصَلُّونَ هٰذِهِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ حَتَّى تَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ مَغْفُورًا لَهَا مَغْفِرَةً حَتْمًا“ میری امّت عصر سے پہلے اِن چار رکعت کو مستقل پڑھتی رہے گی یہاں تک کہ وہ لوگ زمین میں یقینی طور پر مغفرت یافتہ ہو کر چلیں گے۔(طبرانی اوسط:5131)

(5)__حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ“ جس نے عصر سے پہلے چار رکعت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں گھر بنادیں گے۔(مسند ابو یعلیٰ موصلی:7137)

مغرب کی سنتوں کی فضیلت:

(1)__حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مُرسلاً نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رُفِعَتْ صَلَاتُهُ فِي عِلِّيِّينَ“ جس نے مغرب کے بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھی اور ایک روایت میں چار پڑھنے کا ذکر ہے، اُس کی نماز علّیین میں اُٹھالی جاتی ہے۔(مشکوۃ:1184)

(2)__حضرت حذیفہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”عَجِّلُوا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَإِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوبَةِ“ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کو جلدی پڑھا کرو اِس لئے کہ یہ دونوں رکعتیں فرض کے ساتھ اُٹھائی جاتی ہیں۔(مشکوۃ:1185)

(3)__حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ“

نبی کریم ﷺ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں طویل قراءت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اہلِ مسجد متفرّق ہو جاتے۔(ابو داؤد:1301)

عشاء کی سنتوں کی فضیلت:

(1)__حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ كَعِدْلِهِنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَأَرْبَعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ كَعِدْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں عشاء کے بعد کی چار رکعت کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد کی چار رکعتیں ایسی ہیں جیسے اتنی ہی (یعنی چار رکعتیں) لیلۃ القدر میں پڑھی جائیں۔(طبرانی اوسط:2733)

(2)—حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ کر کبھی چار یا چھ رکعات پڑھے بغیر میرے پاس داخل نہیں ہوئے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد ہمیشہ چار یا چھ رکعت پڑھا کرتے تھے)۔(ابوداؤد:1303)

اِشراق کے فضائل:

فجر کی نماز کے بعد کچھ دیر مسجد ہی میں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ذکر و تلاوت میں مشغول رہنا چاہیئے اور جب سورج طلوع ہو جائے تو دو دو کر کے چار رکعت یا صرف دو رکعت اِشراق کی نیت سے پڑھ لینی چاہیئے۔ یہ ایسا مُبارک اور اجر و ثواب کا حامل عمل ہے کہ انسان کو بیٹھے بیٹھے مفت میں بغیر کسی مشقت کے مُختصر سے وقت میں درج ذیل بڑے بڑے فضائل حاصل ہو جاتے ہیں:

(1)— مکمل حج اور عُمرے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔(ترمذی:586)

(2)— اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو اُس پر حرام کر دیتے ہیں۔(شعب الایمان:2697)

(3)— اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت کر دیتے ہیں۔(طبرانی اوسط:5940)

(4)— اُس کے دن بھر کے کاموں کی کفایت ہو جاتی ہے۔(ترمذی:475)

اب اِن فضائل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی فضیلت: حج و عُمرہ کا ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ“ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ کے ذکر میں لگا رہے، پھر دو رکعت پڑھے تو اُس کے لئے ایک مکمل حج اور عُمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”تَامَّةٍ“ کا لفظ تین مرتبہ اِرشاد فرمایا یعنی اُسے مکمل حج اور مکمل عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔(ترمذی:586)

دوسری فضیلت: جہنّم کی آگ کا حرام ہونا:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي مَجْلِسِهِ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَلْفَحَهُ أَوْ تَطْعَمَهُ“ جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اُسی مجلس میں بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس پر (جہنم کی) آگ کے جلانے یا چکھنے کو بھی حرام کردیں گے۔(شعب الایمان:2697)

شعب الایمان کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

”مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَهُ النَّارُ“ جس نے صبح کی نماز پڑھی پھر طلوعِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا رہا اُس کے بعد دو یا چار رکعات پڑھی تو اُس کی جلد کو آگ چھوئے گی بھی نہیں۔(شعب الایمان:3671)

تیسری فضیلت: بکثرت گناہوں کی مغفرت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں: ”مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ، وَقَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ“ جو صبح کی نماز پڑھ کر طلوعِ آفتاب تک اپنے مصلّیٰ ہی پر بیٹھا (ذکر و تلاوت میں مشغول) رہے پھر چار رکعات پڑھے تو اللہ تعالیٰ

اُس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔(طبرانی اوسط:5940)

حضرت سہل بن مُعاذ بن انس الجُہنی اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحَى، لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ“جو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا(ذکر و تلاوت میں مشغول)رہے،زبان سے صرف خیر کی بات نکالے،یہاں تک کہ اِشراق کی دو رکعت پڑھ لے تو اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔(ابوداؤد:1287)

نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ آپ ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں:

”مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ،أَوْ قَالَ:الْغَدَاةَ،فَقَعَدَ فِي مَقْعَدِهِ فَلَمْ يَلْغُ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، وَيَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يُصَلِّيَ الضُّحَى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ لَا ذَنْبَ لَهُ“جو فجر کی نماز پڑھ کر اُسی جگہ بیٹھے اللہ کا ذکر کرتا رہا اور دنیا کی کوئی لغو بات نہیں کی یہاں تک کہ 4 رکعات پڑھی تو وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا،یعنی اُس کا کوئی گناہ نہیں رہتا۔(مسند ابی یعلیٰ الموصلی:4365)

چوتھی فضیلت: دن بھر کے کاموں کی کفایت:

حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِبْنَ آدَمَ! ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ"

اے ابنِ آدم! دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لے مَیں تیرے دن بھر کے کاموں کیلئے کافی ہو جاؤں گا۔(ترمذی:475)

فائدہ : دن کے شروع میں پڑھی جانے والی چار رکعات سے کون سی نماز مراد ہے، اِس بارے میں تین قول ہیں: ① صلوۃ الضحیٰ۔ ② صلوۃ الاِشراق ③ فجر کی دو سنتیں اور دو فرض۔(مرقاۃ المفاتیح:3/980)

لہٰذا یہ مذکورہ فضیلت یعنی دن بھر کے کاموں کی کفایت تینوں نمازوں کی ہو سکتی ہے۔اِس لئے ہمت اور کوشش کر کے تینوں ہی نمازوں کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے۔اللہ پاک عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

چاشت کے فضائل:

سورج کے اچھی طرح روشن ہو جانے کے بعد جبکہ اُس میں گرمی اور حدّت آجائے اُس وقت پڑھی جانے والی نماز "چاشت" کہلاتی ہے، جس کو "صلاۃ الضحیٰ" بھی کہاجاتاہے۔اور بعض روایات میں اِسے "صلاۃ الاَوّابین" یعنی بہت رجوع

کرنے والوں کی نماز بھی کہا گیا ہے۔"صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ" یعنی صلاۃ الاَوّابین اُس وقت پڑھی جاتی ہے جب اُونٹنی کے بچوں کے پیر جلنے لگیں (یعنی اچھی طرح دھوپ تیز ہوجائے)۔(سنن الدّارمی:1498)

اس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ثابت ہیں۔(الدر المختار:2/23)

البتہ درمیانہ درجہ آٹھ رکعتیں پڑھنے کا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک چار رکعات پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔(زُبدۃ الفقہ:282)

پہلی فضیلت: چاشت کی نماز ہر جوڑ کے صدقہ کی ادائیگی کیلئے کافی ہے:

حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"يُصْبِحُ عَلَىٰ كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذَالِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى"

تم میں سے ہر شخص کے جسم کے ہر جوڑ پر صبح کے وقت صدقہ لازم ہوتا ہے، پس ہر "سُبحَان اللهِ" کہنا صدقہ ہے، ہر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ" کہنا صدقہ ہے، ہر "لا إِلٰه إِلَّا اللّٰہُ" کہنا صدقہ ہے، ہر "اَللّٰہُ أَكْبَرُ" کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ

ہے اور بُرائی سے روکنا صدقہ ہے، اور اِن سب (صدقات) کی طرف سے چاشت کی دو رکعت پڑھ لینا کافی ہو جاتا ہے۔(مسلم:720)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”فِي الْإِنْسَانِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ مَفْصِلٍ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهَا صَدَقَةً“ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اُن میں سے ہر جوڑ کے بدلے میں صدقہ لازم ہوتا ہے، لوگوں نے کہا: ”فَمَنِ الَّذِي يُطِيقُ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟“ یارسول اللہ! اِس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا أَوِ الشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ، فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُ عَنْكَ“ مسجد میں پڑی ہوئی ریزش کو دفن کر دو یا کسی (تکلیف دہ) چیز کو راستے سے ہٹا دو، اگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو دو رکعت چاشت کی تمہاری طرف سے کافی ہو جائیں گی۔(مسند احمد:22998)

دوسری فضیلت: چاشت کی نماز پڑھنے والوں کیلئے جنت کا ایک دروازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بے شک جنّت کا ایک دروازہ ہے جسے ”ضُحیٰ“ کہا جاتا ہے، جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک

پکارنے والا پکارے گا:”أَيْنَ الَّذِينَ كَانُوا يُدِيْمُونَ عَلَى صَلَاةِ الضُّحَى؟ هٰذَا بَابُكُمْ فَادْخُلُوهُ بِرَحْمَةِ اللهِ“ وہ لوگ کہاں ہیں جو چاشت کی نماز کو پابندی سے پڑھا کرتے تھے؟ (پھر اُن سے کہا جائے گا) یہ تمہارا دروازہ ہے اِس میں اللہ کی رحمت سے داخل ہو جاؤ۔(طبرانی اوسط:5060)

تیسری فضیلت: نبی کریم ﷺ کی چاشت کی نماز پڑھنے کی وصیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”أَوْصَانِي خَلِيْلِي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ“

مجھے میرے خلیل حضور ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے جنہیں موت تک کبھی میں نہیں چھوڑوں گا: ایک ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، دوسرا چاشت کی نماز پڑھنا اور تیسرا وتر پڑھ کر سونا۔(بخاری:1178)

چوتھی فضیلت: چاشت کی نماز میں مقبول حج اور عُمرے کا ثواب ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:”رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى تَعْدِلَانِ عِنْدَ اللهِ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مُتَقَبَّلَتَيْنِ“ چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول حج اور مقبول عُمرے کے برابر ہے۔(الجامع الصغیر:6877)

پانچویں فضیلت: چاشت کی نماز فرشتوں کی نماز ہے:

حضرت عبد اللہ بن زید سے مَروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:
مَیں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ میری امّت پر چاشت کی نماز لازم ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ”تِلْكَ صَلاَةُ المَلاَئِكَةِ مَنْ شاءَ صَلَّاهَا وَمَنْ شاءَ تَرَكَهَا وَمَنْ صَلَّاهَا فَلاَ يُصَلِّهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ“ یہ فرشتوں کی نماز ہے جو پڑھنا چاہے پڑھے اور جو ترک کرنا چاہے ترک کردے، اور جو پڑھے اُسے سورج کے بلند ہونے کے بعد پڑھنا چاہیئے۔(الجامع الصغیر:6969)

چھٹی فضیلت: چاشت کی نماز رجوع کرنے والوں کی نماز ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ أُصَلِّيَ صَلَاةَ الضُّحَى فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ“ مجھے میرے دوست نبی کریم ﷺ نے اِس بات کی وصیّت فرمائی کہ میں چاشت کی نماز پڑھا کروں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:7800)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مَروی ہے:
”صَلَاةُ الضُّحٰى صَلَاةُ الْأَوَّابِيْن“ چاشت کی نماز اوّابین یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔(الجامع الصغیر:7275)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا يُحَافِظُ عَلَى صَلَاةِ الضُّحَى إِلَّا أَوَّابٌ، قَالَ: وَهِيَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ“

چاشت کی نماز کی حفاظت صرف وہی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع ہونے والا ہو، اور یہ رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔(مستدرکِ حاکم:1182)

ساتویں فضیلت: چاشت کی نماز نفع بخش اور نیک لوگوں کی نماز ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑا آپ کے ہاتھوں پر (وضو وغیرہ کیلئے) پانی ڈال رہا تھا کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا:

”أَلَا أُعَلِّمُكَ ثَلَاثَ خِصَالٍ تَنْتَفِعُ بِهَا؟“ کیا میں تمہیں تین خصلتیں ایسی نہ بتاؤں جن سے تم خوب نفع حاصل کر سکو؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”بَلٰى، بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ“ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ لَقِيتَ مِنْ أُمَّتِي فَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَطُلْ عُمُرُكَ، وَإِذَا دَخَلْتَ بَيْتَكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ يَكْثُرْ خَيْرُ بَيْتِكَ، وَصَلِّ صَلَاةَ الضُّحَى فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَبْرَارِ“ میری امّت (مسلمہ) میں سے جس سے بھی تمہاری

ملاقات ہو اُس سے سلام کرو اِس سے تمہاری عُمر طویل ہو گی، جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اِس سے تمہارے گھر میں بکثرت خیر و بھلائی ہو گی اور چاشت کی نماز پڑھا کرو کیونکہ یہ "صلوۃ الابرار" یعنی نیک لوگوں کی نماز ہے۔(شعب الایمان:8383)

آٹھویں فضیلت: چاشت کی دو رکعت پر جنت میں محل تیار ہونا:

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الجَنَّةِ" جس نے بارہ رکعات چاشت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں سونے کا محل بنادیں گے۔(ترمذی:473)

حضرت کعب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً، مَنْ صَلَّاهَا فِي يَوْمٍ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، وَرَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى، وَأَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ"

جو فرض نمازوں کے علاوہ دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لے وہ جنّت میں داخل ہو گا یا جنت میں اُس کا محل بنادیا جائے گا (اور وہ یہ ہیں) فجر سے پہلے دو سنتیں، چاشت کی

دو رکعت، ظہر سے پہلے کی چار سنتیں، ظہر کے بعد کی دو سنت، اور مغرب کے بعد کی دو سنت۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:5978)

نویں فضیلت: چاشت کی دو رکعت کی حفاظت پر بکثرت گناہوں کی مغفرت:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ“

جس نے چاشت کی دو رکعت کی حفاظت کی اُس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔(ترمذی:476)

دسویں فضیلت: چاشت کی دو سے لے کر بارہ رکعات تک پڑھنے کی فضیلتیں:

چاشت کی زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں اور احادیث میں دو سے لیکر بارہ رکعات تک الگ الگ فضیلتیں بھی ذکر کی گئی ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے:

☆دو رکعت: غافل ہونے والوں میں نہیں لکھا جائے گا۔

☆چار رکعت: قانتین (لمبے قیام کرنے والوں میں) لکھا جائے گا۔

☆چھ رکعت: اُس دن کے کاموں کی کفایت کر دی جائے گی۔

☆آٹھ رکعت: اللہ تعالیٰ اُسے عبادت گزاروں میں سے لکھ دیں گے۔

☆دس رکعت: جس نے دس رکعت نماز پڑھی اُس دن گناہ نہیں لکھا جاتا۔

☆بارہ رکعت: اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں محل بنادیں گے۔

احادیثِ ذیل میں مذکورہ بالا تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

"مَنْ صَلَّى الضُّحَى سَجْدَتَيْنِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ صَلَّى أَرْبَعًا كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ صَلَّى سِتًّا كُفِيَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَمَنْ صَلَّى ثَمَانِيًا كَتَبَهُ اللهُ مِنَ الْعَابِدِينَ، وَمَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" جس نے 2 رکعت چاشت پڑھی وہ غافل ہونے والوں میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے 4 رکعت پڑھی وہ قانتین یعنی لمبے قیام کرنے والوں میں سے لکھا جائے گا، جس نے 6 رکعت پڑھی اُس کے لئے اُس دن کے کاموں کی کفایت کردی جائے گی، جس نے 8 رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُسے عبادت گزاروں میں سے لکھ دیں گے اور جس نے 12 رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں محل بنادیں گے۔(السنن الصغیر للبیہقی:825)

مذکورہ روایت میں چاشت کی دو، چار، چھ، آٹھ اور بارہ رکعات پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے، دس کا ذکر نہیں، لیکن ایک دوسری روایت میں دس رکعت چاشت

پڑھنے کی یہ فضیلت ذکر کی گئی ہے:"وَإِنْ صَلَّيْتَهَا عَشْرًا لَمْ يُكْتَبْ لَكَ ذَلِكَ الْيَوْمَ ذَنْبٌ"اُس دن گناہ نہیں لکھا جاتا۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:4906)

تہجد کے فضائل:

تہجّد کے فضائل پر کئی احادیث ہیں جن کا خلاصہ اِجمالی طور پر یہ ہے:

(1)—تہجّد کی نماز فرائض کے بعد سب سے افضل نماز ہے۔

(2)—تہجّد پڑھنا اللہ کے نیک اور صالح بندوں کا طریقہ ہے۔۔

(3)—تہجّد کی نماز اللہ تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ ہے۔

(4)—تہجّد کی نماز گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔

(5)—تہجّد کی نماز گناہوں سے انسان کو روکنے والی ہے۔

(6)—تہجّد کی نماز جسم سے بیماریوں کو دو کرنے والی ہے۔

(7)—تہجّد کی نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

(8)—تہجّد میں کھڑے بندے کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

(9)—تہجّد میں بندے کی دعاء سب سے زیادہ سنی جاتی ہے۔

(10)—تہجّد پڑھنے والے کے لئے جنت کے عظیم بالا خانے ہیں۔

(11)—تہجّد پڑھنے والے امّت کے سب سے زیادہ عزّت والے ہیں۔

(12)—تہجّد پڑھنے والوں کیلئے جنّت میں سلامتی کے ساتھ داخلہ ہو گا۔

(13)—تہجّد کثرت سے پڑھنے والوں کا چہرہ حَسین اور پُر نور ہو تا ہے۔

(14)—تہجّد کی دو رکعت پڑھنا دنیا و فیہا (یعنی دنیا کی ہر چیز سے) بہتر ہے۔

اب اِن مذکورہ فضائل کو احادیثِ طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

☆—ایک روایت میں تہجد کو فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز بتلایا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

اِرشاد ہے: "أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ"

فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے درمیان پڑھی جائے۔(مسند احمد:8507)(مسلم:1163)

☆—حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل کرتے ہیں:

"عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ"

رات کے قیام یعنی تہجد کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، تمہارے رب کے قُرب کا ذریعہ ہے، گناہوں کو مٹانے والی اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔(ترمذی:3549)

ایک روایت میں اِس کے ساتھ ”وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الجَسَدِ“ کے الفاظ بھی ذکر کیے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز جسم سے بیماریوں کو دور کردینے والی ہے۔(ترمذی:3549)

☆ــــ حضرت عمرو بن عبسہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ العَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ“

بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ رات کے آخری پہر اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے، پس اگر تم اُن لوگوں میں شامل ہونے کی طاقت رکھتے ہو جو اُس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو ضرور شامل ہو جاؤ۔(ترمذی:3579)

☆ــــ حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللهُ إِلَيْهِمْ: الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي الصَّلَاةِ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ“

تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جب وہ رات کو نماز میں کھڑا ہوتا ہے دوسرے (نماز پڑھنے والے) لوگ جب وہ نماز میں

صف باندھتے ہیں، تیسرے (جہاد کرنے والے) لوگ جب وہ جہاد میں دشمن سے قتال کرتے ہوئے صف باندھتے ہیں۔(مشکوۃ المصابیح:1228)

☆ ـــ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاؤں میں سب سے زیادہ کون سی دعاء سنی جاتی (یعنی قبول ہوتی) ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ“

رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعاء۔(ترمذی:3499)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا“ بیشک جنت میں ایسے (قیمتی اور شفّاف) بالا خانے ہیں جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ ایک اَعرابی کھڑے ہوئے اور سوال کیا: ”لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟“

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کِس کیلئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ“

اُس کیلئے جو کلام میں نرمی رکھے، کھانا کھلائے، دائمی روزے رکھے اور رات کو اُس وقت نماز پڑھے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔(ترمذی:1984)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "أَشْرَافُ أُمَّتِيْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ" میری امّت کے سب سے معزّز لوگ قرآن کریم کے حافظ اور تہجد گزار ہیں۔(شعب الایمان:2447)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلی مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تو فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہرگز نہیں ہو سکتا، اور سب سے پہلی وہ بات جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِرشاد فرماتے ہوئے سنی وہ یہ تھی: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" اے لوگو! آپس میں سلام کو خوب پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔(ابن ماجہ:1334)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے: "مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ" جو شخص رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے دن کو اُس کا چہرہ حسین اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔(شعب الایمان:2447)

حضرت حسان بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً مروی ہے:

”رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُما ابْنُ آدَمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِخَيْرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْياوَمَا فِيهَا“ابنِ آدم کا رات کے آخری پہر میں دو رکعت پڑھنا اُس کے لئے دنیا اور اُس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔(الجامع الصغیر:6882)

اوّابین کے فضائل:

ایک عظیم عمل مغرب کی نماز کے بعد اوّابین کی نماز پڑھنے کا ہے جس کی کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں۔اَوّابین کی نماز کے فضائل درج ذیل ہیں:

پہلی فضیلت:چھ رکعت پر بارہ سال کی عبادت کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً“جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت اِس طرح اداء کی کہ اُن کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی ہو تو اُن کا ثواب 12 سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔(ترمذی:435)

دوسری فضیلت:10 یا20 رکعت پڑھنے پر جنّت میں محل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"مَنْ صَلَّى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں ایک گھر بنائیں گے۔(ابن ماجہ:1373)

ایک روایت میں دس رکعت پر بھی یہی فضیلت ذکر کی گئی ہے، چنانچہ حضرت عبد الکریم بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً مروی ہے:

"مَنْ رَكَعَ عَشَرَ رَكعَاتٍ فِيمَا بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي الجَنَّةِ" جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان دس رکعت پڑھی اُس کے لئے جنّت میں ایک محل بنادیا جائے گا۔(الجامع الصغیر:12378)

تراویح کے فضائل:

تراویح رمضان المُبارک میں عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جانے والی وہ عظیم نماز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے قرآن کریم از اوّل تا آخر پڑھتے اور سنتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے سنّت قرار دیا ہے اور اِس کے پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ اِسی لئے جمہور فقہاء و محدّثین کے نزدیک تراویح "سنّتِ مؤکّدہ علی العین" ہے، یعنی مَرد و عورت سب کیلئے مسنون ہے۔

ذیل میں اِس کی اہمیت و عظمت کو سمجھنے کیلئے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی فضیلت: تراویح کا اہتمام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

جس نے رمضان المُبارک میں ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا یعنی تراویح پڑھی اُس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(بخاری:2009)

حضرت قتیبہ رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ایک روایت میں "وَمَا تَأَخَّرَ" کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے گناہوں کے ساتھ ساتھ اگلے گناہوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔(السنن الکبریٰ للنسائی:2523)

اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا مطلب :

محدّثِ کبیر علّامہ ابن حجر عسقلانی رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پچھلے گناہوں کی معافی تو واضح ہے، اگلے گناہوں کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر گناہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے معاف کر دیا جائے گا اور یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطاء فرمائیں گے۔(فتح الباری:4/252)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”شَهْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“
جس نے رمضان کے مہینہ میں ایمان کی حالت میں اجر و ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اور تراویح پڑھی وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔(ابن ماجہ:1328)(نسائی:2210)

دوسری فضیلت: تراویح پڑھنے والا صدّیقین و شہداء میں سے ہے:

حضرت عمرو بن مرّہ جُہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دریافت کیا:

”يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ،وَصُمْتُ الشَّهْرَ، وَقُمْتُ رَمَضَانَ، وَآتَيْتُ الزَّكَاةَ“ یارسول اللہ! اگر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دوں پانچ نمازیں پڑھوں، رمضان کے روزے رکھوں، رمضان میں تراویح پڑھوں اور زکوۃ اداء کروں تو میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ“

جو شخص اِن مذکورہ کاموں کو کرتے ہوئے مَر جائے وہ (اللہ کے حضور) صدّیقین اور شہداء میں سے ہے۔(صحیح ابن خزیمہ: 2212)

تیسری فضیلت: تراویح سنّتِ نبویہ اور ایک قابلِ رغبت عمل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيْمَةٍ“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المُبارک کے قیام (یعنی تراویح پڑھنے) کو لازم قرار دیے بغیر اُس کے پڑھنے کی رغبت دلاتے تھے۔(ابن ابی شیبہ: 7698)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ تراویح اگرچہ فرض وواجب نہیں لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اِس سے لاپرواہی اختیار کی جائے، جیسا کہ بہت سے لوگ یہ کہہ کر تراویح چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ کوئی فرض وواجب تھوڑی ہے!

صلاۃ التسبیح کے فضائل:

ایک بہت اہم اور عظیم عمل جس کے بارے میں احادیثِ طیبہ کے اندر بہت کثرت سے فضائل وارِد ہوئے ہیں وہ ”صلوۃ التسبیح“ کا عمل ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم اجر و ثواب کی حامل نماز ہے جس کی ادائیگی میں صرف بیس سے پچیس منٹ لگتے ہیں لیکن اِس کے فضائل اِس قدر زیادہ ہیں کہ اگر پورا دن بھی لگ جائے تو سودا مہنگا نہیں۔ اِس کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اِس کے

بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: اِس نماز کو روزانہ پڑھو، روزانہ اگر نہیں پڑھ سکتے تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو مہینے میں ایک دفعہ پڑھ لو، اور یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی مُمکن نہ ہو تو کم از کم پوری زندگی میں ہی ایک مرتبہ پڑھ لو ۔(ابوداؤد:1297)

اِس لئے سال بھر وقتاً فوقتاً اِس کو پڑھنے اور پڑھتے رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور یہ کوئی مشکل نہیں، بس دل میں نیکی کے حصول کا شوق اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہونی چاہیئے، پھر خود ہی مشقت برداشت کرنا آسان ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)صلاۃ التسبیح کے فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی فضیلت: صلوۃ التسبیح سے دس قسم کے گناہوں کا معاف ہونا:

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں:

(1)اگلے گناہ۔ (2)پچھلے گناہ۔

(3)پُرانے گناہ۔ (4)نئے گناہ۔

(5)غلطی سے کیے ہوئے گناہ۔ (6)جان کر کیے ہوئے گناہ۔

(7)چھپ کر کیے ہوئے گناہ۔ (8)کھلم کھلا کیے ہوئے گناہ۔

(9)چھوٹے گناہ۔ (10)بڑے گناہ۔(ابوداؤد:1297)

دوسری فضیلت: صلوۃ التسبیح سے بکثرت گناہوں کا معاف ہونا:

صلوۃ التسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندوں کے بکثرت گناہ معاف کرتے ہیں، احادیث طیّبہ میں اِس کثرت کی کئی مثالیں ذکر کی گئی ہیں:

(1) کُل اِنسانیت کی تعداد سے بھی زیادہ گناہ ہوں تو مغفرت ہوجائے گی۔(ابوداؤد:1298)

(2) ریت کی تعداد سے زیادہ بھی گناہ ہوں تو معاف ہوجائیں گے۔(ابن ماجہ:1386)

(3) سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ گناہ ہوں تو معاف ہوجائیں گے۔(طبرانی کبیر:987)

(4) ستاروں کی تعداد سے زیادہ گناہ ہوں تو معاف ہوجائیں گے۔(مصنّف عبد الرزاق:5004)

(5) قطروں کی تعداد سے زیادہ گناہ ہوں تو معاف ہوجائیں گے۔(مصنّف عبد الرزاق:5004)

(6) دنیا کے کُل ایّام سے زیادہ گناہ ہوں تو معاف ہوجائیں گے۔(مصنّف عبد الرزاق:5004)

تیسری فضیلت: ایک بہترین تحفہ، بخشش اور خوشخبری:

نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جب اِس نماز کے بارے میں تلقین فرمائی تو اُنہیں اِس نماز کی تاکید بھی فرمائی اور اِس نماز کو تحفہ، بخشش اور خوشخبری قرار دیا۔(ابوداؤد:1297—1298)

چوتھی فضیلت: 300 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنے کی سعادت:

صلوۃ التسبیح کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اِسے اداء کرتے ہوئے بندے کو تین سو مرتبہ تیسرے کلمہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل بہترین کلمہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، اور تیسرا کلمہ بذاتِ خود ایک انتہائی بابرکت اور عظیم الشان اجر و ثواب کا حامل کلمہ ہے، جن کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

(1) تیسرا کلمہ ایک مرتبہ پڑھنے پر جنت میں درخت لگ جاتا ہے۔(مستدرکِ حاکم:1887)

(2) تیسرا کلمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلمہ ہے۔(مسلم:2137)

(3) جنت ایک چٹیل میدان ہے اور تیسرا کلمہ جنّت کے پودے ہیں۔(ترمذی:3462)

(4) تیسرے کلمہ کے اندر پائے جانے والے ہر ایک کلمہ کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔(طبرانی کبیر:10604)

(5) تیسرے کلمہ کے پڑھنے پر ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(طبرانی اوسط:6491)

(6) تیسرا کلمہ کا وِرد جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے بہترین ڈھال ہے۔(طبرانی اوسط:4027)

(7) تیسرا کلمہ پڑھنے والے کیلئے فرشتے اِستغفار (دعائے مغفرت) کرتے ہیں۔(مستدرکِ حاکم:3589)

(8) تیسرے کلمہ کا کثرت سے وِرد کرنے والا افضل ترین مؤمن ہے۔(سنن کبریٰ نسائی:10606)

(9) تیسرا کلمہ کا پڑھنا گناہوں کی مغفرت اور بخشش کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔(ترمذی:3533)

(10) تیسرے کلمہ کا ہر کلمہ صدقہ کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔(مسلم:720)

(11) تیسرا کلمہ میزانِ عمل میں بہت بھاری ثابت ہونے والا

کلمہ ہے۔(صحیح ابن حبان:833)

(12)تیسرا کلمہ قرآن کریم پڑھنے سے عاجز شخص کیلئے بہترین بدل ہے۔(ابوداؤد:832)

صلوۃ التسبیح کے بارے میں اَسلاف کے چنداقوال:

(1)......حضرت عبدالعزیز بن ابی روّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کا جنت میں جانے کا ارادہ ہواُس کیلئے ضروری ہے کہ صلاۃ التسبیح کو مضبوطی سے پکڑے۔

(2)......حضرت ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالے کے لئے صلاۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

(3)......علّامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص اِس نماز کی فضیلت و اہمیت کو سُن کر بھی غفلت اختیار کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے، اس کو پکا(دین میں چست) آدمی نہ سمجھنا چاہیئے۔(فضائلِ ذکر، شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

نماز ترک کرنے کے خود ساختہ حیلے اور اُن کے جوابات:

شیطان نے نماز چھوڑنے کے کچھ ایسے حیلے سکھا رکھے ہیں، جن کے دھوکے میں آکر لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نماز سے غافل ہے۔ نماز کیلئے کہنے پر جھٹ سے

ان اعذار کو پیش کر دیا جاتا ہے ،حالآنکہ اِن حیلے بہانوں کی شرعی اور دینی کوئی حیثیت نہیں۔ذیل میں ایسے چند خود ساختہ اعذاراور اُن کے جوابات پیش کیے جارہے ہیں:

(1)......پہلا بہانہ:فرصت نہیں ملتی:

(الف)غور کیا جائے تو یہ صرف ایک بہانہ ہے کیونکہ عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ایسے لوگ جس دن فرصت ملتی ہے اُس دن بھی نماز نہیں پڑھتے ، چنانچہ چھٹی کا پورا دن سوتے ، گھومتے ، گپ شپ اور خریداری میں گزار دیتے ہیں لیکن نماز کی توفیق نہیں ہوتی، معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔

(ب)اگر وقت پر اداء کرنے کی فرصت نہیں ملتی تو کم از کم بعد میں قضا پڑھ لیتے ، لیکن ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ کئی کئی سالوں کی نمازیں چھوٹی رہتی ہیں، جن کی قضاء کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔

(ج)اگر واقعی یہ عذر ہوتا تو کم از کم اس کا غم اور قلق ہوتا، جیسے دنیا کی دوسری چیزوں کے چھوٹ جانے پر ہوتا ہے،حالآنکہ ایسا کچھ بھی دیکھنے میں نہیں آتا، بلکہ زندگی ہنسی خوشی اور ٹھاٹ باٹ کے ساتھ گزرتی رہتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال اور نفسانی دھوکہ ہے۔

(دال) عین مصروفیت اور مشغولیت میں بھی کیا پیشاب پاخانہ کیلئے وقت نہیں نکالا جاتا؟ کھانے پینے اور چائے پانی کی ضرورت پوری نہیں کی جاتی؟ اگر کی جاتی ہے، اور یقیناً کی جاتی ہے تو کیا نماز کی ضرورت اس سے بھی گئی گزری ہے...؟ اس کیلئے وقت نہیں نکالا جاسکتا...؟ معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔

(2)......دوسرا بہانہ: پاک نہیں رہتے:

بہت سے لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ "لباس یا بدن پاک نہیں رہتا"۔

(الف) پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تو "عذرِ لنگ بد تر از لنگ" والی بات ہو گئی، یعنی غلطی کا عُذر ایسا پیش کرنا جو خود اُس غلطی سے بھی بدتر ہو، کیونکہ نماز نہ پڑھنا ایک گناہ ہے اور کسی شخص کا مسلسل پاک نہ رہنا دوسرا گناہ ہے۔ ناپاکی کی حالت میں رہنا اور اسی حالت میں کئی کئی دن گزار دینا تو ایمان کی شان کے بھی خلاف ہے، ایسی حالت میں تو فرشتے بھی انسان سے دور رہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔

(ب) دوسری بات یہ ہے کہ یا تو وہ اُس ناپاکی کو دور کرنے پر قادر ہیں، اور یا قادر ہی نہیں ہیں، اگر قادر ہیں تو عذر کیسا؟ اور اگر قادر ہی نہیں تو وہ معذور ہیں، انہیں اسی حالت میں نماز پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ معذور کے بارے میں شریعت کا حکم یہ

ہے کہ وقت کے اندر وضو کر کے جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔

(3)...... تیسرا بہانہ: اللہ معاف کرنے والا ہے:

بہت سے لوگ نماز اس آسرے پر چھوڑتے ہیں کہ اللہ معاف کرنے والا ہے۔

(الف) سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالی اگر معاف کرنے والے ہیں تو رِزق دینے والے بھی تو ہیں، تو رزق کی تلاش میں کیوں نکلا جاتا ہے، کیوں کاروبار و ملازمت کے دھکے کھائے جاتے ہیں، اُس کے حصول کیلئے زرِ کثیر خرچ کر کے کیوں ڈگریاں جمع کی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی تو دیکھئے کہ اللہ تعالی شفاء بھی تو دینے والے ہیں، پھر بیماری میں کیوں ڈاکٹروں کے پاس جاکر پانی کی طرح پیسہ بہایا جاتا ہے، اور ایک جگہ سے فائدہ نہ ہونے کی صورت میں دوسری اور پھر تیسری بلکہ بیسیوں جگہ اور اُس سے بھی آگے بڑھ کر بیرونِ شہر اور بیرون ملک کئی کئی طرح کے علاج کیے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی غفاریت کے آسرے پر نماز کا ترک کر دینا صرف ایک شیطانی خیال اور نفسانی دھوکہ ہے۔

(ب) یہ بھی تو سوچنے کی بات ہے کہ ترکِ صلوۃ یا ترکِ عمل میں اگر اس بہانے کی کوئی حیثیت ہوتی تو نماز کو ترک کرنے کے بارے میں اس قدر خطرناک وعیدیں

بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور پھر جہنم ہی کی کیا ضرورت تھی، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر کہ پھر نبی کریم ﷺ کی بعثت، نزول قرآن اور سارے کے سارے دین ہی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ (العیاذ باللہ العظیم)

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے عذاب پر دلالت کرنے والی صفات بھی تو ہیں، انہیں کیوں فراموش کر دیا جاتا ہے۔ ذیل میں وہ آیات ملاحظہ کیجئے جن میں ایک ہی جگہ اللہ تعالیٰ کے غفور و رحیم ہونے کو بھی اور عذاب و عقاب لینے کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

﴿اِعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

یہ بات بھی جان رکھو کہ اللہ عذاب دینے میں سخت ہے، اور یہ بھی کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ (المائدہ:98، آسان ترجمہ قرآن)

﴿نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ﴾ یہ بات بھی جان رکھو کہ اللہ عذاب دینے میں سخت ہے، اور یہ بھی کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے اور یہ بھی بتا دو کہ میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔ (الحجر:49، 50، آسان ترجمہ قرآن)

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ﴾ جو گناہ کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا۔ (المومن:3، آسان ترجمہ قرآن)

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَّذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ﴾ تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے، اور دردناک سزا دینے والا بھی ۔(حٰم السجدہ:43، آسان ترجمہ قرآن)

حقیقت یہ ہے کہ ہم عمل نہ کر کے بھی اللہ تعالی سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا ہم سے پچھلے لوگ عمل کر کے اللہ تعالی سے ڈرا کرتے تھے۔

(4)......چوتھا بہانہ: بیماری، بڑھاپا:

بہت سے لوگ بیماری یا بڑھاپے کا عذر پیش کرتے ہیں، کہ ہم جوڑوں وغیرہ کی تکلیف کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہیں ہیں۔

(الف) شریعت نے ایسے وقت میں بہت آسانی کا پہلو رکھا ہے۔ مسجد نہیں جاسکتے تو گھر میں پڑھیں ، کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر رکوع سجدہ سے نماز پڑھیں، یہ بھی قدرت میں نہیں تو رکوع سجدہ کا اشارہ کریں، اور یہ بھی بس میں نہ ہو تو لیٹ کر پڑھیں۔ اتنی تخفیف کے بعد بھی نماز نہ پڑھنا ہمارا ہی قصور ہے۔

(ب) اگر واقعی نماز چھوڑنے کا یہ عذر ہوتا تو شریعت میں بیماروں کی نماز کا طریقہ اور اس سے متعلق مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

(ج) اس حالت میں نماز چھوڑنا اور بھی محلِّ افسوس ہے۔ کیونکہ بیماری یا بڑھاپا تو موت کا پیغام ہوتا ہے، اس حالت میں تو نماز اور رجوع الی اللہ کا اور زیادہ اہتمام

کرنا چاہیئے، تا کہ موت آئے تو خاتمہ بالخیر ہو۔ ایسی حالت میں بھی نماز سے غافل رہنا بڑے تعجب کی بات ہے۔

(5)......پانچواں بہانہ: آنکھ نہیں کھلتی :

فجر کی نماز کا یہ ایک ایسا عام بہانہ ہے، جو تقریباً سب ہی لوگ پیش کرتے ہیں۔

(الف) ذرا صدق دل سے بتائیے کہ آنکھ کھلتی نہیں یا کھولنے کی فکر نہیں کی جاتی، اگر فکر ہی نہیں کی جاتی تو عذر کیسا؟ اور اگر کھلتی نہیں تو جس طرح نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی دنیا کے بھی تمام کاموں کے لئے نہیں کھلنی چاہیئے، حالآنکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ تمام کاموں کے لئے آنکھیں کھل رہی ہوتی ہیں ایک نماز ہی کے لئے نہیں کھلتی۔ مثلاً:

☆ ـــملازمت کے لئے مقررہ وقت پر آنکھ کھل جاتی ہے، بلکہ فجر کی نماز سے پہلے بھی آنکھ کھلنا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔

☆ ـــچار پانچ بجے کی فلائٹ ہو تو قبل از وقت ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

☆ ـــ صبح پیپر دینے جانا ہو تو وقت سے بہت پہلے ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک شیطانی خیال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھ کھولنے اور نماز پڑھنے کی فکر نہیں کی جاتی، ورنہ آنکھ کھلنا کوئی مشکل نہیں۔

(ب) بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ آنکھ نہیں کھلتی تب بھی یہ بات سوچنے اور غور کرنے کی ہے کہ آنکھ کھلنے کے لئے کیا انتظام اور تدبیر اختیار کی جاتی ہے:

☆ — کیا اُسی طرح اُٹھنے کی فکر کی جاتی ہے جیسے دنیاوی کاموں کے لئے اُٹھنے کی فکر ہوتی ہے.....؟

☆ — کیا باقاعدگی سے روزانہ نماز کے وقت کا الارم لگایا جاتا ہے.....؟

☆ — کیا رات کو جلدی سونے کا اہتمام ہوتا ہے.....؟

☆ — کیا گھر یا محلے میں سے (جو نماز کے پابند ہوں) کسی کو تاکید کے ساتھ جگانے کا کہا جاتا ہے.....؟

☆ — کیا ان کے جگانے پر خوشی اور نہ جگانے پر ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے.....؟

☆ — کیا کسی دن نہ اُٹھنے کی وجہ سے غم اور مَلال محسوس ہوتا ہے کہ اگلے دن کی فکر کی جاسکے.....؟

☆ — کیا سوتے رہ جانے کی صورت میں اُٹھ کر قضاء کی جاتی ہے.....؟

اگر نہیں اور یقیناً آپ بھی یہی کہیں گے کہ ان چیزوں کا اہتمام نہیں ہوتا، تو ثابت ہوا کہ آنکھ نہ کھلنے کا عذر صرف ایک بہانہ ہے۔

باب دوم

دوسری کوتاہی: نماز کو جماعت سے نہ پڑھنا

نماز کے بارے میں دوسری بڑی کوتاہی جو اچھے خاصے نماز کے پابند لوگوں کے اندر بھی نظر آتی ہے، وہ یہ کہ معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ترک کر دیتے ہیں، حالآنکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے اور بغیر کسی عُذر کے اس کو ترک کر دینا گناہ کبیرہ ہے۔ احادیثِ کثیرہ میں اِس کی بڑی سختی کے ساتھ مُمانعت وارد ہوئی ہے اور اس پر بڑے سخت الفاظ میں وعیدیں اور سزائیں بیان کی گئی ہیں۔

اِصلاح ودُرستگی:

اِس کوتاہی کی اِصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل چند کام کریں:

(1)۔۔۔مضبوط اور ٹھوس قوّتِ اِرادی کا اِستعمال۔

(2)۔۔۔اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعاء۔

(3)۔۔۔نیک صحبت اختیار کرنا۔

(4)۔۔۔جماعت ترک کرنے کی وعیدوں کا پڑھنا اور سننا۔

(5)۔۔۔جماعت کے فضائل اور اِنعامات کا پڑھنا اور سننا۔

پہلے تین کاموں کی تفصیل بابِ اوّل پہلی کوتاہی کے ضمن میں گزر چکی ہے، البتہ آخری دونوں چیزیں یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل اور وعیدوں کو یہاں ذکر کیا جارہا ہے۔ انہیں وقتاً فوقتاً پڑھنا اور پڑھتے رہنا چاہیئے، اِس سے دل میں نماز باجماعت کی اہمیت وعَظمت پیدا ہوتی ہے۔

ترکِ جماعت کی وعیدیں:

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کس قدر ضروری ہے، اِس کا کچھ اندازہ اِس کے ترک کرنے کی صورت میں بیان کردہ وعیدوں کو پڑھ کر کیا جاسکتا ہے، اِس لئے یہاں جماعت ترک کردینے کی وعیدیں ذکر کی جارہی ہیں:

بغیر جماعت کے نماز قبول نہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ، عُذْرٌ، قَالُوا: وَمَا الْعُذْرُ؟، قَالَ: خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى“

جو شخص اذان کی آواز سنے اور بغیر کسی عُذر کے نماز پڑھنے کیلئے نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوف یا مرض۔ (ابوداؤد: 551)

جماعت کا ترک کر دینا ظلم، کفر اور نفاق ہے:

حضرت معاذ بن اَنس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ، وَالْكُفْرُ، وَالنِّفَاقُ، مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ يَدْعُو إِلَى الْفَلَاحِ، وَلَا يُجِيبُهُ“

سراسر ظلم، کفر اور نفاق پر مبنی ہے اس شخص کا فعل جو اللہ تعالیٰ کے منادی (یعنی مؤذّن) کی آواز سنے اور نماز کے لئے نہ جائے۔(مسند احمد:15627)

جماعت چھوڑ دینے والوں کے گھر جلا دینے کے قابل ہیں:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ، فَتُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ“

میرا دل چاہتا ہے کہ میں چند نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیاں جمع کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں آگ لگا دوں۔(ابوداؤد:548)

حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَیَنْتَهِیَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ، أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُیُوتَهُمْ“

لوگ (بغیر کسی عُذر کے) جماعت کو چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں اُن کے گھروں کو آگ لگادوں گا۔(ابن ماجہ:795)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَیْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِینَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ یَعْلَمُونَ مَا فِیهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ، فَیُقِیمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا یَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لاَ یَخْرُجُ إِلَى الصَّلاَةِ بَعْدُ“

منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں ہے، اور اگر وہ اُس اَجر کو جان لیں جو اِن دونوں نمازوں میں رکھا گیا ہے تو (جیسے تیسے ہر صورت میں) اِن دونوں نمازوں میں حاضر ہوں اگرچہ گھسٹتے ہوئے ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَیُقِیمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا یَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا یَخْرُجُ إِلَى الصَّلاَةِ بَعْدُ“ میرا اِرادہ ہوا کہ میں مؤذّن کو حکم دوں کہ وہ اِقامت کہے اور کسی کو کہہ دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں آگ کا ایک شُعلہ لیکر

جاؤں اور ایسے لوگوں کے گھروں کو جلاڈالوں جو اَذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں جماعت کیلئے حاضر نہیں ہوتے۔(بخاری:657)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا اِرادہ ہوا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا کہوں، پھر میں نماز کا حکم دوں کہ اُس کیلئے اَذان دی جائے، پھر میں کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود جاکر ایسے لوگوں کے گھروں کو جلاڈالوں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے)۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ العِشَاءَ“

قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر وہ یہ جان لیتے کہ اُنہیں (جماعت میں حاضر ہونے کے بدلہ میں) ایک موٹی (گوشت والی) ہڈی ملے گی یا بکری کے دو اچھے کُھر ملیں گے تو (وہ اُس حقیر اور ادنیٰ سی چیز کو حاصل کرنے کی غرض سے) عشاء میں حاضر ہوتے۔(بخاری:7224)

جماعت چھوڑدینے والوں پر شیطان مسلّط ہوجاتا ہے:

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ“جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت کے ساتھ نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو کیونکہ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے۔(نسائی:847)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:”إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَعَلَيْكُمْ بِالْمَسْجِدِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْجَمِيعِ مُحِيطَةٌ مِنْ وَرَائِهِمْ“

شیطان اِنسان کا ایسا ہی ایک بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، وہ دور نکل جانے والی اور ایک کنارے پر چلنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، لہٰذا (شیطان سے بچنے کیلئے) تم لوگ مسجد اور جماعت کو اچھی طرح سے تھام لو، بیشک مسلمانوں کی اکٹھے دُعاء چاروں جانب سے اُن کا احاطہ کرنے والی ہے۔(شعب الایمان:2600)

جماعت چھوڑنے والا جہنمی ہے:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے لیکن جمعہ اور

جماعت میں شریک نہیں ہوتا اِس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”هُوَ فِي النَّارِ“ وہ جہنمی ہے۔(ترمذی:218)

بد نصیبی اور بد بختی کیلئے جماعت کا چھوڑ دینا ہی کافی ہے:

حضرت معاذ بن اَنس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”حَسْبُ الْمُؤْمِنِ مِنَ الشِّقَاءِ وَالْخَيْبَةِ أَنْ يَسْمَعَ الْمُؤَذِّنَ يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ فَلَا يُجِيبَهُ“ مومن کی بد بختی اور بد نصیبی کیلئے یہی بات کافی ہے کہ مؤذن کی اَذان کی آواز سنے اور نماز کو نہ ہو جائے۔(طبرانی کبیر:20/183)

جماعت کے ترک کرنے سے دلوں پر مُہر لگ جاتی ہے:

ایک روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ،ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ“ لوگ نماز باجماعت ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالی اُن کے دلوں پر مہر لگادیں گے، پھر وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے۔(ابن ماجہ:794)

جماعت کا چھوڑنا کھلے نفاق کی علامت ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ، أَوْ مَرِيضٌ، إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ

لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ" ہمیں اپنے بارے میں یاد ہے کہ نماز سے صرف وہی پیچھے رہتا تھا جو کھلا منافق یا مریض ہوتا تھا، یہاں تک کہ مریض بھی دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر نماز میں آجاتا تھا۔ اور فرماتے: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ" نبی کریم ﷺ نے ہمیں "سننِ ھدیٰ" سکھلائی ہیں اور بے شک سننِ ھدیٰ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس مسجد میں جاکر نماز اداء کی جائے جہاں اذان دی جاتی ہو۔ (مسلم: 654)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "لَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ" فجر اور عشاء میں منافق حاضر نہیں ہوتا۔ (مسند احمد: 20580)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الْإِنْسَانَ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَالصُّبْحِ أَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ" ہم کسی کو عشاء اور فجر میں موجود نہ پاتے تو اُس کے (نفاق) بارے میں ہمیں بُرا گمان ہونے لگتا تھا۔ (ابن خزیمہ: 1485)

حضرت ابو الشَّعثاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم لوگ مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں مؤذّن نے اَذان دی تو ایک شخص کھڑا ہو کر مسجد سے جانے لگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُسے جاتا ہوا دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ

چلتا ہوا مسجد سے نکل گیا، تو حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: "أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ" اِس شخص نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔(مسلم:655)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ فِي مَسْجِدِيْ هٰذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ، إِلَّا لِحَاجَةٍ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ" میری اِس مسجد میں اَذان کی آواز سننے کے بعد بغیر کسی حاجت کے نکل جانے اور پھر واپس نہ آنے والا منافق ہے۔(طبرانی اوسط:3842)

جماعت کا چھوڑنا سنّتِ نبویہ سے اِنحراف اور گمراہی ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِرشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُّسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ"

جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ (یعنی مسجد میں) اداء کرنے کا اہتمام کرے جہاں اَذان ہوتی ہے، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کیلئے ایسی سنّتیں جاری فرمائی

ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، اُن میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگوگے جیساکہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی کریم ﷺ کی سنّت کو چھوڑنے والے بن جاؤگے، اور یہ سمجھ لوکہ اگر تم نبی کی سنّت کو چھوڑدوگے تو گمراہ ہوجاؤگے۔ اُس کے بعد فرمایا: ”وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً، وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً، وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ“ جو شخص اچھی طرح وضو کرکے مسجد کی جانب جائے تو ہر ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک خطاء معاف ہوتی ہے۔ ہم تو اپنا یہ حال دیکھا کرتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا تھا وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا(ورنہ حضور ﷺ کے پاکیزہ زمانے میں تو عام مُنافقین کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی)اور بیمار شخص کو دو آدمیوں کے سہارے لاکر صف میں کھڑا کردیا جاتا تھا۔(مسلم:654)

حضرت اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے، وہ نہایت غصہ میں تھے، میں نے دریافت کیا: ”مَا أَغْضَبَكَ؟“ آپ غصہ میں کیوں ہیں؟ اُنہوں نے اِرشاد فرمایا:

"وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا"
اللہ کی قسم! میں اُمّتِ محمّدیہ کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ وہ ایک ساتھ (یعنی جماعت سے) نماز پڑھتے ہیں (لیکن اب سستی نظر آرہی ہے)۔(بخاری:650)

نماز با جماعت سے روکنے والے والدین کی اِطاعت درست نہیں:

بخاری شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول تعلیقاً مروی ہے:

"إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا" اگر کسی شخص کو اُس کی والدہ شفقت کی وجہ سے عشاء کی نماز با جماعت میں حاضر ہونے سے روکے تو اُس کیلئے اپنی والدہ کی اِطاعت درست نہیں۔(بخاری، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل واِنعامات:

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں احادیثِ طیّبہ کے اندر بڑی کثرت سے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، ذیل میں چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

با جماعت کم افراد کی نماز اکیلے زیادہ افراد کی نماز سے افضل ہے:

حضرت قَباث بن اَشیم لیثی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"صَلَاةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ أَزْكَى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ أَرْبَعَةٍ تَتْرَى، وَصَلَاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ أَزْكَى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ

ثَمَانِيَةٍ تَتْرَى، وَصَلَاةُ ثَمَانِيَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ أَزْكَى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ مِائَةٍ تَتْرَى" دو آدمیوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کے اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور چار آدمیوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کے نزدیک آٹھ آدمیوں کے اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور آٹھ آدمیوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سو آدمیوں کے اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔(طبرانی کبیر:19/36)

جماعت کی نماز اِنفرادی نماز سے پچیس یا ستائیس گنا افضل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"صَلَاةُ الجَمِيعِ تَزِيدُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً" جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اجر اپنے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں پچیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔(بخاری:477)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"صَلَاةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً"

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(بخاری:646)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”صَلاَةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً“ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(بخاری:645)

ایک روایت میں چوبیس گنا فضیلت ذکر کی گئی ہے، چنانچہ مشہور تابعی حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

”صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمِيعِ، تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ، أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً“ انسان کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں چوبیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(مصنف عبد الرزاق:2002)

ایک اور روایت میں بیس سے کچھ زائد درجہ فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِضْعٌ وَّعِشْرُونَ دَرَجَةً“ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز کے مقابلے میں بیس سے کچھ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(مصنف عبد الرزاق:2003)

فائدہ: انفرادی نماز کے مقابلے میں جماعت کا ثواب کتنا ہے، اس بارے میں مندرجہ بالا روایات سے چار درجے معلوم ہوتے ہیں:

☆— 27 گنازیادہ ثواب ملتاہے۔(بخاری:646)

☆— 25 گنازیادہ ثواب ملتاہے۔(بخاری:645)

☆— 24 گنازیادہ ثواب ملتاہے۔(مصنف عبد الرزاق:2002)

☆— 20 سے کچھ گنازائد ثواب ملتاہے۔(مصنف عبد الرزاق:2003)

لیکن چونکہ زیادہ صحیح تر روایات میں جماعت کی نماز کا درجہ 25 اور 27 گنا زیادہ بیان کیا گیاہے، لہٰذا 25 اور 27 کی روایات ہی کو ترجیح دی گئی ہے۔ البتہ 25 اور 27 کی روایتوں میں جو تعارض ہے اُس میں ترجیح اور تطبیق کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1)—بعض نے 25 گنا کی روایت کو ترجیح دی ہے، اِس لئے کہ اُس کے روایت کرنے والے کثرت سے ہیں، اور بعض نے 27 گنا کی روایت کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ وہ زیادتی کو ثابت کرنے والی ہے اور جب کسی عادل اور ضابط راوی کی جانب سے زیادتی کی جائے تو وہ زیادتی مقبول ہوتی ہے۔(مرعاۃ المفاتیح:3/480)

(2)—اصل فضیلت 25 گنا زیادہ کی ہے، اور دوسری روایت میں جو 27 گنا زیادہ فضیلت ذکر کی گئی ہے اُس میں اِنفرادی نماز اور جماعت سے ہونے والی نماز کو بھی ذکر کیا گیاہے، پس گویا فضیلت کے صرف پچیس درجات ہیں اور اگر اُس کے

ساتھ اِنفرادی اور جماعت کے ساتھ ہونے والی نماز کو بھی شامل کرلیا جائے تو ستائیس گنا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ توجیہ بعید تر ہے۔(فتح الباری لابن رجب:6/14)

(3)—پہلے 25 گنا فضیلت کا حکم نازل ہوا تھا، بعد میں اس فضیلت کو بڑھا کر 27 درجہ کر دیا گیا، گویا 27 گنا کی روایت راجح ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:3/831)

(4)—نمازیوں کے خشوع و خضوع یا مسجد کے دور اور قریب ہونے یا صفِ اول میں جگہ ملنے یا نہ ملنے کی وجہ سے یا تکبیرِ تحریمہ کو پانے یا نہ پانے کے اعتبار سے روایات میں درجہ کے اعتبار سے فرق کیا گیا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:3/831)

(5)—پچیس کی روایت سرّی (یعنی ظہر اور عصر کی) نمازوں کے اعتبار سے ہے اور ستائیس کی روایت جہری (یعنی فجر، مغرب اور عشاء کی) نماز کے اعتبار سے ہے، پس اِس توجیہ کے اِعتبار سے ظہر اور عصر میں 25 گنا زیادہ اور فجر، مغرب اور عشاء میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔(مرعاۃ:3/481)

(6)—ستائیس کی روایت کا تعلّق فجر و عشاء کے ساتھ ہے کیونکہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر بہت بھاری ہوتی ہیں، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: ”أَثْقَلُ الصَّلَاةِ

عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ" اور پچیس کی روایت کا تعلّق ظہر، عصر اور مغرب سے ہے۔(مرعاۃ:3/481)

(7)ستائیس درجہ فضیلت کا تعلّق عصر اور فجر کی نماز سے ہے، اِس لئے کہ اِن دونوں وقتوں میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، اور پچیس کی روایت کا تعلّق ظہر، مغرب اور عشاء سے ہے۔(مرعاۃ:3/481)

جماعت کیلئے جانے والے کے ہر ہر قدم پر نیکی اور گناہ معاف:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي-يَعْنِي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ-مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ"

بیشک تم میں سے کوئی شخص جب اچھے طریقے سے وضو کرکے صرف نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد آئے تو مسجد میں داخل ہونے تک اُس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اُس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف کردیتے ہیں، اور جب وہ مسجد میں داخل

ہو جاتا ہے تو جب تک وہ نماز کی وجہ سے مسجد میں رُکا رہے وہ نماز میں ہی ہوتا ہے اور (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے اور اُس کا وضو نہ ٹوٹے، فرشتے اُس کیلئے مسلسل رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے، اے اللہ! اِس پر رحم فرمادے۔(بخاری:477)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَا يَنْزِعُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ تَزَلْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى إِلَّا تَمْحُو عَنْهُ سَيِّئَةً، وَتَكْتُبُ لَهُ الْيُمْنَى حَسَنَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ“

تم میں جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرکے نماز کیلئے مسجد کی طرف نکلے اور اِس (نکلنے سے اُس) کا مقصد صرف نماز پڑھنا ہو تو مسجد میں داخل ہونے تک (اٹھنے والے قدموں میں) ہر بائیں قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ہر دائیں قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے۔(مستدرکِ حاکم:790)

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اَنصاری صحابی کی جب وَفات کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا: میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور اِس حدیث کے بیان کرنے سے میرا مقصود صرف اللہ تعالیٰ سے اَجر و

ثواب حاصل کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا:

"إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرَى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُمْ أَوْ لِيُبَعِّدْ فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلَّى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ كَانَ كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ كَانَ كَذَالِكَ"

جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کر کے نماز کیلئے جائے تو اُس کے اُٹھنے والے ہر دائیں قدم پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتے ہیں اور ہر بائیں قدم پر ایک گناہ مٹا دیتے ہیں، پس تم میں سے جو چاہے قدم قریب قریب رکھے یا دور دور۔ پھر جب وہ مسجد آتا ہے اور نماز باجماعت اداء کرتا ہے تو اُس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اگر وہ (کچھ تاخیر سے) مسجد آئے جبکہ لوگ کچھ نماز پڑھ چکے ہوں اور کچھ باقی رہ گئی ہو اور وہ مل جانے والی نماز کو اداء کرے اور بقیہ نماز کو (اِمام کے فارغ ہو جانے کے بعد) مکمل کرلے تب بھی اِسی طرح (مغفرت کا معاملہ) ہوتا ہے اور اگر وہ مسجد آئے جبکہ لوگ نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے ہوں اور یہ (اِنفرادی طور پر ہی) نماز پڑھ لے تب بھی اِسی طرح (مغفرت کا معاملہ) ہوتا ہے۔ (ابوداؤد: 563)

صبح شام جماعت میں حاضر ہونے والے کیلئے جنّت میں مہمانی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ غَدَا إِلَى المَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ" جو شخص صبح شام مسجد آتا جاتا رہتا ہو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں ہر صبح وشام کے بدلے میں مہمانی کا انتظام فرمائیں گے۔ (بخاری:662)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی مغفرت:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ" جس نے نماز کیلئے مکمل اور اچھے طریقے سے وضو کیا پھر فرض نماز کیلئے چلا اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں (راوی کا شک ہے کہ کون سے الفاظ کہے تھے) نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخش دیتے ہیں۔ (مسلم:232)

جماعت میں شریک ہونے والوں کی کثرت سے فضیلت بڑھتی ہے:

حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور کچھ لوگوں کے بارے میں دریافت کیا کہ فلاں شخص حاضر ہے؟ ہم نے

کہا: نہیں، پھر فرمایا: فلاں شخص حاضر ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى“

یہ دونوں (یعنی فجر اور عشاء کی) نمازیں منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری ہیں اور اگر تم لوگ اِن دونوں نمازوں کے اجر و ثواب کو جان لو تو اِن دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہو اگرچہ تمہیں گھٹنوں کے بَل ہی کیوں نہ آنا پڑے اور بیشک پہلی صف (فضیلت میں) فرشتوں کی صف کی طرح ہے، اور اگر تم لوگ اِس پہلی صف کی فضیلت کو جان لو تو اِس کے حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے ضرور سبقت کرو۔ بیشک کسی شخص کا ایک آدمی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ پاکیزہ (اور افضل) ہے اور اُس کا دو آدمیوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ پاکیزہ ہے اور جس قدر (جماعت میں شریک ہونے والوں کی) کثرت ہو گی اُتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو گا۔ (ابوداؤد:554)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ إِلَى الْمَسَاجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ“ صبح شام نماز کیلئے مسجد میں آتے جاتے رہنا جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔(طبرانی کبیر:7739)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا اللہ کی ضمانت میں ہوتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

”سِتُّ مَجَالِسِ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُ فِي مَجْلِسٍ مِّنْهَا إِلَّا كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ:فِي سَبِيلِ اللّٰهِ،أَوْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، أَوْ عِنْدَ مَرِيْضٍ، أَوْ تَبِعَ جِنَازَةً، أَوْ فِي بَيْتِهِ، أَوْ عِنْدَ إِمَامٍ مُقْسِطٍ“ چھ مجلسیں ایسی ہیں جن میں سے کسی بھی مجلس میں اگر مؤمن ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ،جماعت سے نماز ہونے والی مسجد میں ، مریض کے پاس، جنازے کے پیچھے جانے میں ،میت کے گھر میں ، امامِ عادل کے پاس (اِس غرض سے ہونا تاکہ اُس کی مدد و نصرت اور تعظیم کی جائے)۔(کشف الاستار:435)

اِمام کے ساتھ نماز پڑھنے والے کیلئے رات بھر عبادت کا ثواب:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ" بیشک جب کوئی شخص امام کے ساتھ (جماعت میں) کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہوجائے تو اُس کیلئے رات بھر قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔(مسند احمد:21419)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے جانے والا نماز ہی میں ہوتا ہے:

بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اِرادہ لیکر مسجد کی جانب جاتا ہے تو نماز سے فارغ ہونے تک نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے یعنی اُسے اُس وقت تک مسلسل نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے جب تک وہ نماز پڑھ کر فارغ نہ ہوجائے۔اِس سلسلے کی چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ" جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرکے نماز پڑھنے کے اِرادے سے مسجد کی جانب جائے تو اُسے اپنی اُنگلیوں (کو ایک دوسرے) کے درمیان (داخل کرکے) تشبیک نہیں کرنی چاہیئے اِس لئے کہ وہ نماز کی حالت ہی میں ہوتا ہے۔(ترمذی:386)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا یَزَالُ العَبْدُ فِي صَلاَةٍ مَا کَانَ فِي المَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ مَا لَمْ یُحْدِثْ“ بندہ مسلسل نماز کی حالت میں ہوتا ہے جب تک وہ مسجد میں نماز کا اِنتظار کر رہا ہو اور اُس کا وضو نہ ٹوٹے۔(بخاری:176)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا یَزَالُ أَحَدُکُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا یَمْنَعُهُ أَنْ یَّنْقَلِبَ إِلَی أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ“ تم میں سے کوئی شخص مسلسل نماز کی حالت میں ہوتا ہے جب تک نماز اُس کو روک کر رکھے اور اُسے گھر واپس ہونے سے سوائے نماز کے کوئی چیز نہ مانع نہ ہو۔(مسلم:1/460، فضل صلاۃ الجماعۃ وانتظار الصلاۃ)

ایک اور روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”أَحَدُکُمْ مَا قَعَدَ یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، فِي صَلَاةٍ، مَا لَمْ یُحْدِثْ، تَدْعُو لَهُ الْمَلَآئِکَةُ:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ“ تم میں سے کوئی شخص جب تک بیٹھے نماز کا منتظر رہے اور اُس کا وضو نہ ٹوٹے وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے اور فرشتے اُس کیلئے دُعاء کرتے رہتے ہیں:”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ“ اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے، اے اللہ! اِس پر رحم فرما۔(ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ“
جو شخص کسی جگہ بیٹھے نماز کا اِنتظار کر رہا ہو تو وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔(ابوداؤد:1046)

جماعت کے ساتھ فرض نماز اداء کرنا حج کرنے کی طرح ہے:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى أَثَرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ“
جو فرض نماز کیلئے وضو کرکے چلے اُس کا اجر احرام باندھ کر حج کرنے والے کی طرح ہے، اور جو چاشت کی نماز کیلئے چلے اور اُس کا کوئی مقصد نہ ہو تو اُس کا اجر عمرہ کرنے والے کی طرح ہے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز جبکہ اُن کے درمیان کوئی لغو(بات یا کام)نہ ہو تو یہ عمل ”عِلّیّین“ میں لکھ دیا جاتا ہے۔(ابوداؤد:558)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ مَشٰى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فِي الْجَمَاعَةِ، فَهِيَ كَحَجَّةٍ، وَمَنْ مَشٰى إِلَى صَلَاةِ تَطَوُّعٍ فَهِيَ كَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ“جو فرض نماز جماعت سے

پڑھنے کیلئے جائے تو اُس کی نماز حج کی طرح ہے اور جو نفل نماز کے لئے جائے تو اُس کی نماز مکمل عمرہ کی طرح ہے۔(طبرانی کبیر:7578)

فجر کی نماز باجماعت اداء کرنے والوں کیلئے مکمّل نور کی بشارت:

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور (کے حاصل ہونے) کی بشارت دے دو۔(ابن ماجہ:781)

فجر کی نماز باجماعت اداء کرنے والوں پر اللہ کی رحمت کی برسات:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”الْمَشَّاءُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ،أُولَئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللّٰهِ“

اندھیروں میں (فجر کی نماز پڑھنے کیلئے) مسجدوں کی طرف جانے والے دراصل اللہ کی رحمت میں ڈوب جانے والے ہیں۔(ابن ماجہ:779)

فجر کی نماز باجماعت اداء کرنا پورے دن نماز پڑھنے کے برابر ہے:

حضرت عُثمان بن عفّان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى النَّهَارَ كُلَّهُ“

جس نے فجر باجماعت پڑھی اُس نے گویا پورے دن نماز پڑھی۔(طبرانی کبیر:148)

عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے والے کیلئے آدھی رات عبادت کا ثواب:

عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ اداء کرنے والے کیلئے آدھی رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے:

حضرت عُثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ“جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔(مسلم:656)

ایک روایت میں عشاء کی نماز باجماعت اداء کرنے کا ثواب پوری رات نماز پڑھنے کے برابر بھی ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے:”مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ“جس نے عشاء کی نماز باجماعت اداء کی اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔(طبرانی کبیر:148)

عشاء کی نماز باجماعت پڑھنا لیلۃ القدر میں نماز پڑھنے کی طرح ہے:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَقَدْ أَخَذَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ“ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے اُسی کے بقدر (یعنی چار رکعات پڑھنے کا) لیلۃ القدر میں سے حصہ پایا۔(طبرانی کبیر:7745)

اِمام کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ“ بیشک اللہ تعالیٰ جماعت کے ساتھ پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں۔(مسند احمد:5112)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کے نبی کو پسند ہے:

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اَصحاب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صَلَاةُ الْمُسْلِمِينَ-أَوْقَالَ-الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةً“ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ مسلمانوں اور مؤمنوں کی نماز (جماعت کے ساتھ) ایک ہی ہو۔(ابو داؤد:506)

باجماعت نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ“ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔(ترمذی:2166)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی دُعاء قبول ہوتی ہے:

کنز العمال میں ابن النجار کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ:

”إِنَّ اللهَ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ سَأَلَ حَاجَتَهُ أَن يَّنْصَرِفَ حَتَّى يَقْضِيَهَا“ جب کوئی بندہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی حاجت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس بات سے شرماتے ہیں کہ اُس کی حاجت پوری کیے بغیر اُس کو لوٹا دیں۔(کنز العمال:20243)

40 دن تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے پر جہنم اور نفاق سے بَراءَت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ“ جس نے اللہ کیلئے چالیس دن تک تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی اُس کیلئے دو پروانے لکھ دیے جاتے ہیں: ایک جہنم سے خلاصی کا پروانہ، اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا پروانہ۔(ترمذی:241)

جماعت کے حصول کیلئے کوشش کرنے والا بھی محروم نہیں ہوتا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا، أَوْ حَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا" جو اچھے طریقے سے وضو کرکے نماز کیلئے گیا اور لوگوں کو اِس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس شخص کی طرح اجر عطاء فرمائیں گے جس نے نماز میں حاضر ہو کر (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھی ہو، اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں کی جائے گی۔(مسند احمد:8947)

جماعت ترک کرنے کے شرعی اَعذار:

یعنی عُذر کی وہ صورتیں جن میں جماعت کو ترک کردینے کی اِجازت ہے:

(1)—مرضِ شدید۔یعنی ایسی شدید بیماری جس میں مسجد جاکر جماعت میں شریک نہ ہوسکتے ہوں۔لہٰذا ہلکی پھلکی بیماری عذر نہیں ہے۔

(2)—تیز بارش۔ اور اسی میں برف باری بھی داخل ہے۔

(3)—تیمار داری۔ یعنی مریض کو چھوڑ کر جماعت میں شرکت نہ کی جاسکتی ہو۔

(4)—خوف۔ مثلاً کسی درندے اور دشمن کا خوف یا جان ومال کی ہلاکت کا خوف۔

(5)۔۔۔سخت تاریکی۔یعنی ایسا شدید اندھیرا ہو جس میں مسجد پہنچنے میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور روشنی کا کوئی انتظام نہ ہو۔

(6)۔۔۔قید ہونا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں جماعت میں نکلا نہیں جاسکتا۔

(7)۔۔۔اندھا ہونا۔خواہ مسجد تک لے جانے کیلیئے کوئی خادم دستیاب ہو یا نہ ہو۔

(8)۔۔۔اپاہج ہونا۔یعنی ایسا شخص جو پاؤں نہ ہونے کی وجہ سے یا پاؤں بیکار ہو جانے کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکتا ہو۔

(9)۔۔۔بہت زیادہ بوڑھا ہونا۔یعنی وہ ضعیف جو مسجد جانے سے عاجز ہو گیا ہو۔

(10)۔۔۔کھانا حاضر ہونا۔ جبکہ بھوک شدید ہو، کھانا لگ چکا ہو، اور نماز کا وقت نکل نہ رہا ہو۔ورنہ اِن شرائط کے نہ پائے جانے کی صورت میں عذر نہیں۔

(11)۔۔۔سفر کا ارادہ ہونا۔اِس سے مراد یہ ہے کہ قافلہ نکل جانے کا اندیشہ ہو، ورنہ اکیلے سفر کرنے کا ارادہ ہونا عذر نہیں۔

(12)۔۔۔طوفانی ہوائیں۔یعنی اس قدر تُند و تیز طوفانی ہوائیں کہ جس کے اندر نکلنے کی وجہ سے اُس میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔(الفقہ الاسلامی:1187/2)

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں:

یعنی وہ شرائط جن کے پائے جانے سے کسی پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ چھ شرطیں ہیں:

(1)۔۔۔مسلمان ہونا: پس کافر پر جماعت واجب نہیں۔

(2)۔۔۔مرد ہونا: پس عورت پر جماعت واجب نہیں۔

(3)۔۔۔بالغ ہونا: پس نابالغ پر جماعت واجب نہیں۔

(4)۔۔۔عاقل ہونا: پس مجنون پر جماعت واجب نہیں۔

(5)۔۔۔آزاد ہونا: پس غلام پر جماعت واجب نہیں۔

(6)۔۔۔قادر ہونا: یعنی جماعت ترک کردینے کے اعذار جو پہلے گزر چکے ہیں، اُن سب سے محفوظ اور سالم ہونا۔(شامیہ:1/555)(عُمدۃ الفقہ:2/183)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی حکمتیں اور فوائد:

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بہت سے اِنفرادی اور اجتماعی فوائد ہیں جن کا اِحاطہ کرنے سے عقلِ انسانی قاصر و عاجز ہے، البتہ جو ظاہری طور پر چند بڑی حکمتیں نظر آتی ہیں وہ یہ ہیں:

(1)ایک نماز پر ستائیس نماز کا ثواب ملنا۔(2) آپس میں محبت اور اتفاق بڑھنا اور دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا شوق اور رغبت پیدا ہونا نیک لوگوں اور کاملوں کے قلبی انوار سے دوسروں کے قلوب اور لطائف کا منور ہونا۔(3)بزرگ و نیک لوگوں کے ساتھ گناہگاروں کی نماز کا بھی قبول ہو جانا۔(4)ناواقفوں کو واقفوں سے مسائل پوچھنے میں آسانی ہونا اور اپنی غلطیوں کی اصلاح اور دوسروں کی اچھائی و عمدگی حاصل کرنا پس یہ نماز کی صحت و تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔(5) نماز میں خوب دل لگنا۔(6) ایک دوسرے کے حال کی اطلاع ہونا اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکنا جس سے اخوت و محبت ایمانی میں کمال حاصل ہوتا ہے۔(7) بے نمازیوں کا پتہ چلنا اور ان میں تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا موقع ملنا۔(8)نزول رحمت و قبولیت کے لئے خاص اثر رکھنا۔(9)جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا عبادت اور اسل ام کی شان اور کلمتہ اللہ کی بلندی اور کفر کی پستی کا ذریعہ ہے۔(10)جماعت پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔(11)جماعت کے انتظار کے وقت کا عبادت میں شمار ہونا وغیرہ۔(زبدۃ الفقہ)

باب سوم

تیسری کوتاہی: نماز کو سیکھ کر نہ پڑھنا

نمازیوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے، اور نماز کا صحیح اور سنت طریقہ کیا ہے؟اس کے نتیجے میں بسا اوقات کوئی ایسی بڑی غلطی واقع ہو جاتی ہے جس سے نماز ہی نہیں ہوتی، یا اگر ہو بھی جاتی ہے تو مسنون طریقے کے خلاف ہونے کی وجہ سے اجر و ثواب اور برکات سے عاری ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث میں جس طرح نماز کے پڑھنے کا تاکیدی حکم موجود ہے اسی طرح نماز کو صحیح صحیح ادا کرنے کی بھی حد درجہ تلقین کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَحْسِنُوا صَلَاتَكُمْ وَأَتِمُّوا رُكُوعَكُمْ وَسُجُودَكُمْ“ اپنی نماز اچھے طریقے سے اداء کرو اور اپنے رکوع اور سجدوں کو مکمل کیا کرو۔(ابن خزیمہ:664)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَقِيمُوا الرُّكُوعَ، وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي“

(نماز میں) رکوع اور سجدہ کو خوب اچھے طریقے سے اداء کیا کرو، اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے سے بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں۔(مسلم:425)

ایک شخص کو آپ ﷺ نے نماز میں کسی کوتاہی کا شکار دیکھا تو فرمایا:

"أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ؟ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي؟"

کیا تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھ سکتے؟ کیا نماز پڑھتے ہوئے کوئی یہ نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے؟۔(مسلم:423)

علاوہ ازیں قرآن کریم میں جگہ جگہ نماز کے حکم میں "اِقامت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور "اقامت" کا لفظ خود اس بات کی جانب راہنمائی کرتا ہے کہ نماز کو صرف سر سے ایک بوجھ کی طرح اُتار دینا ہی کافی نہیں بلکہ اُسے آداب و شرائط کی رعایت کرتے ہوئے وقت پر جماعت کے ساتھ پابندی سے کما حقہ اداء کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قرآن و سنت کی اصطلاح میں اقامت صلاۃ کے معنی نماز کو اس کے وقت میں پابندی کے ساتھ اس کے پورے آداب و شرائط کی رعایت کر کے ادا کرنا ہیں مطلق نماز پڑھ لینے کا نام اقامت صلاۃ نہیں ہے، نماز کے جتنے فضائل اور آثار و برکات قرآن و احادیث میں آئے ہیں وہ سب اقامت صلاۃ کے ساتھ مقید ہیں"۔(معارف القرآن:1/160)

اِصلاح و دُرستگی:

اِس کوتاہی کی اِصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل کاموں کو ملحوظ رکھئے، اِن شاء اللہ رفتہ رفتہ آپ کی نماز سنت کے مطابق ہوتی چلی جائیں گی:

(1)—نماز کو سنّت کے مطابق پڑھنے کا طریقہ سیکھئے۔

(2)—مسائلِ صلوۃ سے آگاہی حاصل کیجئے۔

(3)—نماز کی اہمیت و عظمت کو سمجھ کر مستحضر رکھئے۔

(4)—اپنی نمازوں کو سنوارنے کی مسلسل اور پیہم کوشش کیجئے۔

(5)—نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی وعیدیں پڑھئے۔

(1) پہلا طریقہ: نماز کو سنّت کے مطابق پڑھنے کا طریقہ سیکھئے:

کسی عمل کے قبول ہونے کیلئے اُس میں اخلاصِ نیّت کے ساتھ ساتھ سنّت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے، نماز بھی دین کا ایک اہم بلکہ بنیادی حکم ہے اور جس کی حیثیت دینِ اِسلام کے اندر ایک رکن کی ہے، لہٰذا اِس میں سنّت کی مطابقت کیوں ضروری نہ ہوگی۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا اُسے سنّت کے مطابق اداء کرنے کی بھی تعلیم و تلقین فرمائی۔

حضرت مالک بن حُوَیرِث رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"

نمازاِس طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔(بخاری:7246)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ نماز کا اہتمام اور فکر کرنے کے ساتھ حتی الاِمکان اِس بات کی بھی کوشش کرے کہ اُس کی نماز اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ سنّت کے مطابق ہو جائے، جتنی زیادہ وہ سنّت کے مطابق ہو گی اُتنی ہی وہ بابرکت، مقبول اور اجر و ثواب کا باعث ہو گی۔

ذیل میں سنّت کے مطابق نماز پڑھنے کا تفصیلی طریقہ ذکر کیا جارہاہے، اسے پڑھیئے اور اس کے مطابق نماز اداء کرنے کا اہتمام کیجئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے۔

نماز کا مسنون طریقہ:

۞سب سے پہلے اپنے بدن کو حقیقی اور حکمی نجاست سے پاک کرلیں یعنی جسم پر ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو، جنابت لاحق نہ ہو اور وضو بھی کیا ہوا ہو، کپڑے پاک ہوں، ستر چھپا ہوا ہو اور قبلہ کی جانب رُخ کیا ہو۔

۞جو نماز مثلاً فجر یا ظہر وغیرہ پڑھنے کا اِرادہ ہے دل میں اُس کی نیت کریں، اور اگر زبان سے بھی کہہ دیں زیادہ بہتر ہے۔ اِمام کے پیچھے پڑھنے کی صورت میں اِقتداء کی بھی نیت کریں۔

پہلی رکعت:

۞ تکبیرِ تحریمہ کہنے کیلئے دونوں ہاتھ کانوں تک اِس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیاں اور اُنگلیاں قبلہ رُخ ہوجائیں اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے سامنے آجائیں اور" اَللّٰہُ أَکْبَرُ" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اِس طرح باندھ لیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر ہو اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی اُنگلی سے حلقہ بناکر بائیں ہاتھ کے گٹّے کو پکڑ لیا جائے، اور باقی تینوں اُنگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر کُہنیوں کے رُخ پر بچھی ہوئی ہوں۔

۞ پھر آہستہ سے ثناء، تعوّذ اور تسمیہ پڑھیں۔

☆—ثناء یعنی: "سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ" پڑھیں۔

☆— تعوّذ یعنی: "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھیں۔

☆—تسمیہ یعنی: "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھیں۔

۞ اُس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں اور آہستہ سے آمین کہیں۔

۞ پھر قرآن کریم کی کوئی بھی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھیں۔

اگر اِمام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثناء پڑھنے کے بعد تعوّذ، تسمیہ اور فاتحہ اور

سورت وغیرہ کچھ نہ پڑھیں بلکہ خاموش رہیں۔

❁ اُس کے بعد "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے ہوئے رکوع کریں یعنی کمر کو جھکائیں اور اپنی اُنگلیاں کھول کر اُن سے گھٹنے پکڑ لیں، پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھنے کا اہتمام کریں، سر کو پیٹھ کی سیدھ میں رکھیں، نہ اُٹھا کر رکھیں کہ سامنے نظر آئے اور نہ اِتنا جھکائیں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔

❁ پھر رکوع کی تسبیح: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم" 3، 5 یا 7 مرتبہ پڑھیں۔

❁ پھر تسمیع، یعنی: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہتے ہوئے اچھی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں اور تحمید، یعنی: "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہیں۔

اِمام کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت میں صرف "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہیں، اِس صورت میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" نہیں کہا جائے گا۔

❁ پھر "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں، سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک اور پھر آخر میں پیشانی زمین پر رکھیں۔ سجدہ میں چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اِس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے مقابل آجائیں۔ سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھیں، کہنیاں پسلیوں سے اور پیٹ رانوں سے الگ رہنا چاہیئے۔

۞ پھر سجدہ کی تسبیح: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" 3، 5، یا 7 مرتبہ پڑھیں۔

اُس کے بعد سجدہ سے اُٹھتے ہوئے پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ، اور پھر آخر میں گھٹنے اٹھاتے ہوئے پنجوں کے بل دوسری رکعت کیلئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

یہاں آکر آپ کی پہلی رکعت مکمل ہو گئی۔

دوسری رکعت:

۞ دوسری رکعت بھی بالکل پہلی رکعت ہی کی طرح ہے البتہ اُس میں ثناء اور تعوّذ نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ کھڑے ہو کر پہلے بسم اللہ آہستہ سے پڑھیں، پھر سورہ فاتحہ اور سورت ملائیں اور پھر پہلی رکعت کی طرح رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ کریں۔

۞ دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر قعدہ میں بیٹھیں، اور قعدہ کا طریقہ یہ ہے:

بایاں پاؤں بچھا کر اِس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں، دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کے سرے قبلہ رُخ رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھیں۔

اُس کے بعد التحیات پڑھیں۔ یعنی: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔ (ترمذی: 289)

۞تشہد میں جب "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ" پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیانی یعنی بڑی اُنگلی کے ذریعہ حلقہ باندھ لیں اور چھوٹی اُنگلی اور اُس کے برابر والی اُنگلی بند کرلیں اور صرف شہادت کی ایک اُنگلی اُٹھاکر توحید کااِشارہ کریں۔ "لَا إِلٰهَ" کہتے ہوئے شہادت کی اُنگلی اُٹھائیں اور "إِلَّا اللّٰهُ" پر جھکادیں۔اور پھر آخر تک حلقہ اسی طرح بنائے رکھیں۔

۞تشہّد سے فارغ ہونے کے بعد اگر دورکعت والی نماز ہے تو درودِ ابراہیمی پڑھیں، اور پھر کوئی بھی منقول دعاپڑھیں۔ مثلاً حدیث کے مطابق یہ دُعاءپڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ"۔(بخاری:834)

۞پھر دائیں بائیں دونوں جانب سر کو اچھی طرح موڑتے ہوئے سلام پھیر لیں۔

۞اگر تین یاچار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھیں، بلکہ تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں اور پہلی دوسری رکعت کی طرح تیسری اور چوتھی رکعت اداء کریں۔البتہ فرض نماز ہونے کی صورت میں تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع کرلیں،فاتحہ کے بعد سورت نہ ملائیں اور فرض

کے علاوہ دوسری واجب یا سنّت نمازوں میں فاتحہ کے بعد سورت بھی ملائیں اور آخری رکعت میں قعدہ کریں اور اُس میں تشہد، درود اور دعاء سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیں۔

(2)دوسرا طریقہ: مسائلِ صلوۃ سے آگاہی حاصل کیجئے:

نماز کی اِصلاح اور درستگی کا دوسرا اہم طریقہ یہ ہے کہ نماز سے متعلّق اہم اور ضروری مسائل کو جانا اور سمجھا جائے، جیسے:

- ۞ پاکی ناپاکی، وضو، غسل اور تیمم وغیرہ کے بنیادی مسائل کو سیکھنا چاہیئے۔
- ۞ نماز کے فرائض، شرائط، واجبات اور سنن وغیرہ کو جاننا چاہیئے۔
- ۞ نماز کو فاسد اور مکروہ کر دینے والی چیزوں کا علم ہونا چاہیئے۔
- ۞ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت کے ضروری مسائل سے آگاہی ہونی چاہیئے۔
- ۞ نمازوں کے جائز و ناجائز اور مکروہ و مستحب اوقات کی پہچان ہونی چاہیئے۔
- ۞ نمازوں میں اداء اور قضاء اور اُس سے متعلّقہ مسائل کا علم ہونا چاہیئے۔
- ۞ اِجتماعی اور اِنفرادی نماز میں فرق اور اُن کی بنیادی معلومات ہونی چاہیئے۔
- ۞ سفر اور حضر کی نماز میں فرق اور اُن کے ضروری مسائل کا علم ہونا چاہیئے۔
- ۞ مَرد و عورت کی نماز میں پائے جانے والے فرق کو سمجھنا چاہیئے۔

اِس کیلئے ضروری ہے کہ کسی مستند کتاب یا عالمِ دین کے ذریعہ نماز کے مسائل کو اچھی طرح سیکھا اور سمجھا جائے۔ نماز سے متعلّق پیش آمدہ مسائل میں خود سے فیصلہ کرنے یا خاموش رہنے کے بجائے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیئے تاکہ بروقت صحیح راہنمائی حاصل ہو اور ہر طرح کی گمراہیوں سے بچا جاسکے۔

(3) تیسرا طریقہ: نماز کی اہمیت و عظمت کا اِستحضار:

اِنسان کی فطرت اور اُس کی طبیعت میں یہ رکھا گیا ہے کہ جب کسی چیز کی عَظمت اور اس کی اہمیت اُس کے دل میں ہوتی ہے تو اِنسان اُس کو صرف حاصل کرنے ہی کی فکر میں نہیں رہتا بلکہ اُس کے اندر بہتر سے بہتر صورت کو پانے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ ایک مؤمن کے نزدیک نماز سے زیادہ قیمتی اور اہم چیز اور کون سی ہوسکتی ہے کہ جس کے ذریعہ بندے کو اپنے پیدا کرنے اور پالنے والے ربّ سے ہمکلامی کا شَرف حاصل ہوتا ہے۔ وہ نماز جسے دین کا ستون اور اِسلام کا بنیادی رکن کہا گیا ہے، جس پر دینِ اِسلام کی عمارت قائم ہے، وہ نماز جسے نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، وہ نماز جس کی اہمیت و عظمت کو آپ ﷺ نے دنیا سے جاتے جاتے اپنے قول اور عمل کے ذریعہ واضح کیا۔ لہٰذا مؤمن ہونے کی حیثیت سے ہر صاحبِ اِیمان کا اخلاقی اور شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ نماز کی

عظمت و اہمیت کو سمجھے اور اُس کو اچھے سے اچھے طریقے سے پڑھنے بلکہ قرآن کریم کے مطابق "قائم کرنے" کا اہتمام کرے۔

(4)چوتھا طریقہ: اپنی نمازوں کو سنوارنے کی مسلسل کوشش کیجئے:

کسی عظیم مقصد کو پانے کیلئے ہمّت و کوشش کے ساتھ ساتھ "جہدِ مسلسل" یعنی مسلسل کوشش میں لگے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ جہدِ مسلسل اِتنی طاقتور اور مؤثر ہے کہ اِس کے ذریعہ پہاڑوں کو بھی ریزہ ریزہ کیا جاسکتا ہے۔

نماز کی اِصلاح و درستگی اور اُسے ظاہر و باطن کے اعتبار سے سنّت کے مطابق کرنا یہ بھی محنت کا ایک وَسیع و عَریض میدان ہے اور اس کیلئے بھی صرف کوشش کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ساری زندگی کوشش کرتے رہنا اور اُسے خوبصورت سے خوبصورت تر بنانے کیلئے پُر عزم ہو کر جہدِ مسلسل کے ساتھ لگے رہنا ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ اگر طلب سچی ہو تو منزل خود قدموں پر آکر نچھاوَر ہو جاتی ہے، اِسی طرح اگر اِنسان طلبِ صادق کے ساتھ اپنی نماز کی اِصلاح و درستگی کیلئے محنت کرے تو یقیناً وہ محروم نہیں رہے گا، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی کوشش کو ضائع نہیں فرماتے۔ سَلفِ صالحین نے نماز پر محنت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِس کا بہترین ثَمرہ عطاء کیا اور نماز کی وہ حلاوت اور لذّت عطاء فرمائی کہ دوسری تمام لذتیں اُن

کے سامنے ہیچ ہو گئیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے "إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهُ عُودٌ" جب وہ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا جیسے کوئی لکڑی کھڑی ہے۔(حلیۃ الاولیاء:1/335)

حضرت سلّام بن ابی مُطیع رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے:"إِذَا قَامَ يُصَلِّي كَأَنَّهُ شَيْءٌ مُلْقًى لَا يَتَحَرَّكُ" جب وہ نماز پڑھتے تو ایسا لگتا جیسے کوئی چیز ہے جو زمین پر ڈال دی گئی ہے یعنی بالکل حرکت نہیں کرتے تھے۔(حلیۃ الاولیاء:6/188)

(5)پانچواں طریقہ:نماز صحیح طریقے سے نہ پڑھنے کی وعیدیں پڑھیے:

نماز کی اِصلاح اور درستگی کیلئے ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً اُن وعیدوں اور عذابوں کو پڑھا اور سنا جاتا رہے جو نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کے بارے میں بیان کی گئی ہیں۔ ذیل میں ایسی وعیدیں ذکر کی جارہی ہیں:

نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی وعیدیں:

احادیث طیبہ میں ایسی نمازوں کے بارے میں جن میں آداب و شرائط کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو، اور جلدی جلدی پڑھ کر جان چھڑالی گئی ہو، بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، چند احادیث ذکر کی جارہی ہیں جن سے اِس کوتاہی کے سخت اور شدید ہونے کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

نماز صحیح نہ پڑھنے سے نماز بد دُعاء دیتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت میں پڑھے، وضو بھی اچھی طرح کرے، کھڑا بھی وقار سے ہو، خشوع خضوع سے بھی پڑھے، اور رکوع و سجود بھی مکمل کرے تو وہ نماز نہایت روشن اور چمکدار بن کر (اللہ کے حضور) جاتی ہے اور نمازی کو دعاء دیتی ہے:

"حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِي" اللہ تعالی تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔

اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے، وقت کو بھی ٹال دے وضو بھی اچھی طرح نہ کرے، نماز میں خشوع کا بھی خیال نہ رکھے اور رکوع و سجود بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بُری صورت میں سیاہ رنگ میں بد دعاء دیتی ہوئی جاتی ہے:

"ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِي" اللہ تعالی تجھے بھی ایسے ہی برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح سے لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (طبرانی اوسط:3095)

نماز صحیح نہ پڑھنا بدترین چوری ہے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ" بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کرے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ؟" نماز میں سے کیسے چوری کرے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا" اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔ (سنن دارمی:1367)

نماز صحیح نہ پڑھنے سے اُس کی تکمیل نہیں ہوتی:

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی، نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا، تو مجھے اتنی زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی، پھر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا:

"إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَكِّنْ أَطْرَافَهُ وَلَا يَتَمَيَّلُ تَمَيُّلَ الْيَهُودِ فَإِنَّ تَسْكِينَ الْأَطْرَافِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ" جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو اپنے بدن کو بالکل سکون سے رکھے، یہود کی طرح نہ ہلے، بیشک بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کی تکمیل اور تمامیت (یعنی اُس کے مکمل ہونے) میں سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء:9/304)

نماز صحیح نہ پڑھنے سے نماز قبول نہیں ہوتی:

نبی کریم ﷺ ایک دفعہ اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تو ایک شخص کو مسجد میں دیکھا جو نماز میں اچھی طرح رکوع وسجدہ اداء نہیں کررہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:"لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ رَجُلٍ لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ" اس شخص کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو رکوع سجدہ مکمل(یعنی اچھی طریقے سے اداء) نہیں کرتا۔(طبرانی اوسط:4863)

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"لَوْ كَانَ لِأَحَدِكُمْ هَذِهِ السَّارِيَةُ لَكَرِهَ أَنْ تُجْدَعَ، كَيْفَ أَنْ يَعْهَدَ أَحَدُكُمْ فَيَجْدَعُ صَلَاتَهُ الَّتِي هِيَ لِلّٰهِ، فَأَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا تَامًّا"

اگر تم میں سے کسی کے پاس یہ ستون ہوتا تو وہ اس کے خراب ہوجانے کو ناپسند کرتا،(جب اُسے ایک ستون کا خراب ہونا پسند نہیں)تو وہ ایسا کام کیوں کرتا ہے کہ جس سے اس کی وہ نماز ہی خراب ہوجاتی ہے جو خالص اللہ ہی کیلئے ہے، پس تم اپنی نمازوں کو کامل طریقے سے پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف کامل چیز کو قبول فرماتے ہیں۔(طبرانی اوسط:6296)

نماز صحیح نہ پڑھنے والا فطرتِ محمدی سے ہٹا ہوا ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع سجدہ صحیح طور پر نہیں کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: "مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا" تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر اس حالت میں تمہارا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے اس کے خلاف پر مروگے۔ (بخاری: 791)

مصنف ابن ابی شیبہ میں اس پر یہ اضافہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: "مُذْ كَمْ هٰذِهِ صَلَاتُكَ؟" کتنے سالوں سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: "مُذْ أَرْبَعِينَ سَنَةً" چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مَا صَلَّيْتَ مُذْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَوْ مُتَّ وَهٰذِهِ صَلَاتُكَ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فُطِرَ عَلَيْهَا مُحَمَّدٌ" چالیس سال سے تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی، اور اگر تم اِسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو فطرتِ محمدی (یعنی دینِ محمدی) کے خلاف پر مَروگے۔ (ابن ابی شیبہ: 2966)

نماز صحیح نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز کے اَجر میں کمی ہوتی ہے:

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدْسُهَا خُمْسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَ“

بیشک کوئی شخص نماز سے فارغ ہوتا ہے اور (نماز میں پائی جانے والی کوتاہیوں کی وجہ سے) اُس کیلئے نماز کا صرف دَسواں حصہ لکھا جاتا ہے، کبھی نَواں حصہ، کبھی آٹھواں حصہ، کبھی ساتواں حصہ، کبھی چھٹا حصہ، کبھی پانچواں حصہ، کبھی چوتھا حصہ، کبھی تیسرا حصہ اور کبھی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔(ابوداؤد:796)

نماز صحیح نہ پڑھنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا ڈانٹنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر کر آپ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے آخری صف کے کسی شخص کو پکار کر اِرشاد فرمایا:”يَا فُلَانُ! أَلَا تَتَّقِي اللهَ أَلَا تَنْظُرُ كَيْفَ تُصَلِّي؟إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي إِنَّمَا يَقُومُ يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ يُنَاجِيْهِ“ اے فلاں! کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ کیسے نماز پڑھ رہے ہو ؟ بیشک تم میں سے کوئی شخص جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ دراصل اپنے پروردگار سے مناجات کررہا ہوتا ہے، لہٰذا اُسے چاہیئے کہ دیکھ لے کہ وہ کیسے مناجات کررہا ہے۔(صحیح ابن خزیمہ:474)(مسلم:423)

حضرت ابو عبد اللہ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کر نماز پڑھائی اور اُن کی ایک جماعت میں بیٹھ گئے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز کیلئے کھڑا ہو گیا اور رکوع اور سجدہ میں ٹھونگے مارنے (یعنی جلدی کرنے) لگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”أَتُرَوْنَ هٰذَا، مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ، يَنْقُرُ صَلَاتَهُ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ“ اِس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، جو شخص اِس حالت میں مر گیا وہ ملّتِ محمّدیہ (یعنی اِسلام) کے خلاف پر مرا۔ یہ اپنی نماز میں اِس طرح ٹھونگے مار رہا ہے جیسے کوّا خون (یعنی مردار) میں ٹھونگے مارتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: 665)

نماز صحیح نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی:

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّهُ لَاصَلَاةَ لِمَنْ لَايُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ“ اے مسلمانو! بیشک اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدوں میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھے۔ (صحیح ابن خزیمہ: 667)

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَاتُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ“

کسی شخص کی نماز کافی نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ رکوع اور سجدوں میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھے۔(ابوداؤد:855)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا (جلدی جلدی) نماز پڑھی اور آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص گیا اور اُسی طرح دوبارہ نماز پڑھ کر آیا اور سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی اِرشاد فرمایا: "اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ یہ واقعہ تین مرتبہ پیش آیا، تیسری مرتبہ میں اُس شخص نے عرض کیا: "وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي" قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اِس سے زیادہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا، لہٰذا آپ مجھے نماز سکھادیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي

صَلاَتِكَ كُلِّهَا" جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو تکبیرِ تحریمہ کہو، پھر جو آسانی کے ساتھ میسّر آئے قرآن کریم پڑھو، اُس کے بعد اِطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر رکوع سے اُٹھ کر اِعتدال (اِطمینان) کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ پھر اِطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اِطمینان کے ساتھ اُٹھو اور اِسی طرح (اِطمینان کے ساتھ) اپنی پوری نماز اداء کرو۔ (بخاری:757)

نماز صحیح نہ پڑھنے والا ٹھونگے مارنے والے کی طرح ہے:

حضرت عبد الرحمن بن شِبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوّے کی طرح ٹھونگے مارنے (یعنی جلدی جلدی پڑھنے) سے منع فرمایا۔ (ابو داؤد:862)

نماز صحیح نہ پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ دیکھتے بھی نہیں:

حضرت طَلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيمُ فِيهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا" اللہ تعالیٰ اُس بندے کی نماز کی طرف (رحمت اور قبولیت کی نگاہ سے) دیکھتے نہیں جو اپنی کمر کو رکوع اور سجدے کے درمیان (یعنی قومہ کی حالت میں) سیدھا نہیں رکھتا۔ (مسند احمد:16283)

نماز صحیح نہ پڑھنا منافق کا طرزِ عمل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا“

یہ منافق کی نماز ہوتی ہے کہ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان (یعنی غروب ہونے کے قریب) پہنچ جائے تو وہ کھڑا ہوتا اور چار ٹھونگے مارلیتا ہے (یعنی جلدی جلدی چار رکعت عصر کی پڑھ لیتا ہے) اور اُس میں اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔ (مسلم:622)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کو سیکھ کر پڑھنا بہت ضروری ہے، ورنہ ہماری نمازیں ہمارے لئے اجر و ثواب کا باعث بننے کے بجائے الٹا وبال کا باعث بن جائیں گی۔

اب یہاں سے نماز کی درستگی کا تفصیلی طور پر تذکرہ کیا جارہا ہے، اِسے خوب اچھی طریقے سے پڑھیئے، سمجھیئے، عمل کیجیئے اور اپنی نمازوں کو سنوارنے کا بھرپور اہتمام کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی نمازوں کو درست فرمائے اور سنّت کے مطابق صحیح صحیح نماز پڑھنے کی توفیق عطاء کرے۔ (آمین)

نماز کی اِصلاح ودرستگی کا تفصیلی بیان

نماز کی اِصلاح و درستگی کے دو حصے ہیں:

(1)خارجی اصلاح۔ (2)داخلی اصلاح۔

خارجی اصلاح: اِس سے مراد نماز کے بیرونی افعال کو درست کرنا ہے یعنی وہ افعال جو نماز سے پہلے سرانجام دیے جاتے ہیں اور وہ نماز کی تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں۔

داخلی اصلاح: اِس سے مراد نماز کے اندرونی افعال کو درست کرنا ہے یعنی وہ افعال جو نماز کے دوران سرانجام دیے جاتے ہیں۔

اب اِن دونوں حصوں کی تفصیل بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

نماز کی خارجی اصلاح

نماز کے بیرونی اَفعال کی اِصلاح و درستگی سے متعلّق مندرجہ ذیل چار اُمور اہم اور قابلِ اِصلاح ہیں:

(1)—اِستنجاء کی درستگی۔

(2)—وضو کی درستگی۔

(3)—لباس کی اصلاح۔

(4)—صف کی درستگی۔

پہلی چیز اِستنجاء کی درستگی:

نماز سے متعلّق خارجی اِصلاح کیلئے بہت ضروری ہے کہ اِنسان کا اِستنجاء کرنے کا طریقہ درست ہو اور اُس میں کوئی ایسی کوتاہی اور خلافِ شرع فعل کا اِرتکاب نہ ہو جس کی وجہ سے اِنسان کی طہارت متاثر ہوتی ہو، کیونکہ اِس کا براہِ راست نماز کی صحت اور اُس کی روحانیت پر اَثر پڑتا ہے، کبھی نماز ہی نہیں ہوتی اور کبھی نماز تو ہو جاتی ہے لیکن اُس کی روحانیت اور خشوع و خضوع متاثر ہو کر رہ جاتا ہے۔

اِستنجاء کی درستگی کو حاصل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل تین کاموں کا خیال رکھئے:

(1)— اِستنجاء کا مسنون طریقہ اختیار کیجئے۔

(2)— اِستنجاء کے آداب کا خیال رکھئے۔

(3)— پیشاب اور اُس کی چھینٹوں سے اجتناب کیجئے۔

(1) پہلا کام: اِستنجاء کا مسنون طریقہ:

جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ ہو تو داخل ہونے سے پہلے یہ دعاء پڑھیں:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“۔

ترجمہ:...اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنات اور شَیاطین سے خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔

اس کے بعد بایاں پاؤں اندر رکھیں، قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ کیے بغیر بیٹھیں۔ جب بیٹھنے کے قریب ہوں تو کپڑا بدن سے ہٹائیں اور ضرورت سے زیادہ بدن نہ کھولیں پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر قدرے زور دیکر بیٹھیں۔ اس کے بعد خاموشی سے فراغت حاصل کریں۔ اور اس دوران بلا ضرورت اپنی شرمگاہ اور بول وبَراز کو نہ دیکھیں۔ جب فارغ ہو جائیں تو بائیں ہاتھ سے اپنے عُضوِ تناسل کو جڑ کی طرف سے سِرے کی طرف سُونتیں تاکہ جو قطرے رُکے ہوئے ہوں وہ نکل جائیں، جب قطرے آنا بند ہو جائیں تو اب طہارت حاصل کریں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے پانی بہائیں اور بائیں ہاتھ سے دھوئیں، دھونے میں انگلیوں کا چوڑائی میں اندرونی حصہ استعمال کریں، پشت یا انگلیوں کے سِروں سے استنجاء نہ کریں۔ پانی کا لوٹا اونچا نہ رکھیں تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ دھونے کی کوئی حد مقرر نہیں، مقام کو بس کو اتنا دھوئیں کہ اطمینان ہو جائے کہ اچھی طرح صفائی ہو گئی ہے۔ وہمی ہونے کی صورت میں تین دفعہ کی مقدار مقرر کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے ستر چھپالیں، اور باہر آجائیں۔ نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں اور باہر نکل کر یہ دعا پڑھیں:

”غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَ عَافَانِي“

اے اللہ! میں آپ کی مغفرت کا سوال کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

فارغ ہو کر ہاتھوں کو اچھی طرح صابن وغیرہ سے دھولیں، نبی کریم ﷺ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر زمین یا مٹی وغیرہ سے ہاتھ رگڑ کر پانی سے دھولیا کرتے تھے۔(نسائی:50)(عالمگیری:1/49)(شامیہ:1/337)(عُمدۃ الفقہ:1/284،285)

(2)دوسرا کام: اِستنجاء کے آداب کا خیال رکھئے:

اِستنجاء کی درستگی کیلئے ضروری ہے کہ حتی الاِمکان اُن آداب کا بھرپور خیال رکھا جائے جو احادیثِ نبویہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں تلقین کیے ہیں، کیونکہ اُن میں طہارت و نظافت کا فائدہ بھی ہے، اور حیاء و شائستگی بھی۔

استنجاء کے آداب :

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو اَشرف المخلوقات بنایا ہے، زندگی گزارنے کیلئے اُسے بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات اور اِمتیازی صفات عطاء کی ہیں جو دوسری کسی مخلوق کو حاصل نہیں، اُنہی میں سے ایک خصوصیت اور امتیاز یہ بھی ہے کہ جسم سے گندگی

کا اِخراج جو ہر حیوان اور جاندار کا فطری اور طبعی تقاضا ہے، اُس کے طریقہ کار میں اِنسان کو دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز اور منفرد رکھا گیا اور اُسے اِس فطری عمل کے ایسے خوبصورت اور باوقار آداب دیے گئے کہ جن کو اختیار کرکے اِنسان اپنے اِس فطری عمل کو بھی عبادت اور اجر و ثواب کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔

احادیث طیّبہ کی روشنی میں اِستنجاء کے اُن خوبصورت آداب کو ملاحظہ کیجئے، اور عمل میں لانے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین

پہلا اَدب: بیت الخلاء جانے کی دعاء پڑھنا:

بیت الخلاء ایک ایسا مقام ہے جہاں اِنسان کا ستر کھلتا ہے، گندگی ہوتی ہے، اِس لئے وہاں شیاطین و جنّات حاضر ہوتے ہیں، اور اگر کوئی اللہ کا نام لے کر وہاں نہ گیا ہو تو اُسے شیاطین و جنّات کی جانب سے نقصان پہنچ سکتا ہے، اِسی لئے ہمیں بیت الخلاء جاتے ہوئے دعاء کا اہتمام کرنے اور اللہ کی پناہ لے کر جانے کی تلقین گئی ہے تاکہ ہم شیطان کے ہر طرح کے تصرّفات سے محفوظ و مأمون رہیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ بیشک یہ قضاءِ حاجت کے مقام(یعنی بیت الخلاء)شیاطین و جنّات کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو اُسے چاہیئے کہ یوں کہے:

”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ میں خبیث جنات اور خبیث جنیوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔(ابوداؤد:6)

حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰهِ“ بنی آدم جبکہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں تو اُن کی شرمگاہوں اور جنات کے درمیان حائل ہونے والی چیز یہ ہے کہ وہ ”بسم اللہ“ کہیں۔(ابن ماجہ:279)

گویا ”بسم اللہ“ کہہ کر بیت الخلاء جانا ایک ایسا عمل ہے جس کی برکت سے جنات اور اِنسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ ہوجاتا ہے اور وہ ”بسم اللہ“ پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہونے والوں کی شرمگاہ کو دیکھنے پر قادر نہیں ہوتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا اِرادہ فرماتے تو یہ دُعاء پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ" اے اللہ ! میں خبیث جنات اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔(ترمذی:6)

ایک اورروایت میں اِسی دعاء پر بسم اللہ کا اِضافہ بھی منقول ہے،چنانچہ صحابی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

"بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ ! میں خبیث جنات اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔(ابن ابی شیبہ:5)

مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً مَروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء داخل ہوتے تو یہ دُعاء پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ
الرِّجْسِ النَّجِسِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان مَردود سے جو خود بھی گندا ہے، دوسروں کو بھی گندا کرنے والا ہے اور پلید اور نجس ہے۔(المراسیل لأبی داؤد:2)(ابن سنی:18)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم قضاءِ حاجت کیلئے بیت الخلاء میں جاؤ اور ستر کھولو تو یہ کہہ لیا کرو:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ، وَالْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، وَالشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" اے اللہ! میں پلید اور نجس سے، خبیث جنات اور خبیث جنیوں سے اور شیطان مَردود سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:3)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو "يَا ذَا الْجَلَالِ" کہا کرتے تھے۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:19)

بیت الخلاء جانے کی دُعائیں:

سابقہ احادیث سے بیت الخلاء جانے کی مندرجہ ذیل دُعائیں معلوم ہوئیں:

(1)"أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"۔(ابوداؤد:6)

(2)"بِسْمِ اللهِ"۔(ابن ماجہ:279)

(3)"اَللّٰهُمَّ إِنِي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"۔(ترمذی:6)

(4)"بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"۔(ابن ابی شیبہ:5)

(5)"اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ، الرِّجْسِ النَّجِسِ، الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"۔(المراسیل لأبی داؤد:2)(ابن سنی:18)

(6)— "يَا ذَا الْجَلَالِ"۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:19)

بیت الخلاء داخل ہوتے ہوئے دعاء پڑھنے کی حکمت:

بیت الخلاء اور اس جیسی نجس جگہوں میں شیاطین کا ہجوم رہتا ہے، ایک تو اِس وجہ سے کہ وہاں گندگی ہوتی ہے جس سے شیاطین اور شریر جنات کو مناسبت ہے، نیز وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا اِس وجہ سے بھی شیاطین وہاں رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

"إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ" بیت الخلاء شیاطین و جنّات کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں۔(ابوداؤد:6)(مرقاۃ:1/375)

اِسی طرح ایک جگہ فرمایا: "فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ" یعنی شیاطین بنی آدم کے مقعد (شرمگاہ) سے کھیلتے ہیں۔(ابوداؤد:35)

لہٰذا مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں جاتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی محفوظ اور پُر اَمن پناہ میں آجائے تا کہ شیاطین اُس کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں اور اِسی کیلئے ہمیں دعاؤں کے اہتمام کی تعلیم دی گئی ہے۔(نفحات التنقیح:2/92)

دوسرا اَدب: چپل پہن کر جانا:

ایک ادب یہ ہے کہ بیت الخلاء جاتے ہوئے چپل وغیرہ پہننے کا اہتمام کیا جائے، اِس لئے کہ وہ ایک گندی جگہ ہے، وہاں ننگے پاؤں جانا نظافت اور ستھرائی کے تو خلاف ہے ہی، طبیعتِ سلیمہ بھی اِس کو ہرگز گوارہ نہیں کرتی۔

نبی اکرم ﷺ کا عمل بھی یہی تھا، حضرت حبیب بن صالح فرماتے ہیں:

”كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ لَبِسَ حِذَاءَهُ، وَغَطَّى رَأْسَهُ“

نبی کریم ﷺ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو اپنے جوتے پہن لیتے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔(سنن کبریٰ بیہقی:456)

تیسرا اَدب: سر ڈھانک کر جانا:

ماقبل کی روایت سے بیت الخلاء کا ایک ادب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیت الخلاء جاتے ہوئے سر کو ڈھانک لینا چاہیئے، چنانچہ حدیث میں ”وَغَطَّى رَأْسَهُ“ کے

الفاظ مذکور ہیں یعنی آپ ﷺ بیت الخلاء جاتے ہوئے اپنے سر کو ڈھانک لیا کرتے تھے۔(سنن کبریٰ بیہقی:456)

چوتھا اَدب: داخل ہوتے ہوئے دایاں اور نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے رکھنا:

بیت الخلاء جاتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں داخل کرنا چاہیئے، اِس لئے کہ وہ گندگی کی جگہ ہے، لہٰذا بایاں پاؤں داخل کرنا ہی اس مقام کے مناسب ہے، اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے نکالنا چاہیئے، کیونکہ گندگی کی جگہ سے باہر نکلنے کیلئے یہی زیادہ مناسب ہے۔(طحطاوی علی المراقی:51،55)(عالمگیری:1/50)

فائدہ: واضح رہے کہ بیت الخلاء جاتے ہوئے بایاں پاؤں داخل کرنے اور نکلتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے رکھنے کا احادیث میں تو تذکرہ نہیں ملتا، تاہم فقہاء کرام نے اِس سلسلے کی دیگر روایات سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے، چنانچہ مسجد میں داخل ہونے کے بارے میں روایات کے اندر دایاں پاؤں پہلے داخل کرنے اور نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالنے کی صراحت ملتی ہے۔(مستدرکِ حاکم:791)اور مسجد چونکہ پاکیزہ اور مقدّس جگہ ہے لہٰذا اُس جگہ کیلئے یہی مناسب ہے جبکہ بیت الخلاء کا معاملہ اس کے

بالکل برعکس ہے اِس لئے بیت الخلاء میں مسجد کے برعکس کیا جاتا ہے،یعنی داخل ہوتے ہوئے بایاں اور نکلتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں رکھنے کو ادب قرار دیا گیا ہے۔

پانچواں اَدب: پردے کا اِہتمام کرنا:

بیت الخلاء کا ایک اہم اور ضروری ادب یہ ہے کہ قضاءِ حاجت کے وقت ستر کے چھپانے کا مکمل اہتمام کیا جائے، چنانچہ آپ ﷺ کا اِرشاد ہے:

”مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ يَجْمَعُهُ، ثُمَّ يَسْتَدْبِرُهُ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ يَلْعَبُونَ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ“ جو قضاءِ حاجت کیلئے جائے اُسے پردے کا اہتمام کرنا چاہیئے، اگر کچھ نہ ملے تو مٹی کا ایک ڈھیر ہی جمع کرلے، پھر اُس کی جانب پیٹھ کرکے بیٹھے، اِس لئے کہ شیطان بنی آدم کے مقعد سے کھیلتے ہیں، جس نے یہ کیا اُس نے اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی:448)(ابوداؤد:35)

چھٹا اَدب: بقدرِ ضرورت ستر کھولنا:

جسم کے وہ اَعضاء جن کو ستر کہا گیا ہے، اِسلام نے اُنہیں چھپانے کا حکم دیا ہے اور بول وبراز، لباس کی تبدیلی یا اِس طرح کی دیگر ضروریات کے وقت جبکہ ستر

کھولنے کی ضرورت پڑتی ہے اُس وقت بھی بقدرِ ضرورت ستر کھولنے کی تلقین کی گئی ہے، لہٰذا قضاءِ حاجت کے وقت بھی اِسی اُصول کے پیشِ نظر بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت ستر کھولنا چاہیئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

"إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ"

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے بالکل قریب ہو کر کپڑے اُٹھایا کرتے تھے۔(سنن کبریٰ بیہقی:458)

ساتواں اَدب: اللہ کا نام اور آیت وغیرہ پر مشتمل چیزوں کو باہر اُتار دینا:

ایک ادب یہ ہے کہ انگوٹھی وغیرہ میں اللہ کا نام لکھا ہو تو اُس کو اُتار کر جانا چاہیئے، اِس لئے کہ اس کا ادب و اِحترام ضروری ہے۔اِسی طرح کوئی بھی ایسی چیز جو ذکرِ الٰہی یا آیتِ قرآنیہ پر مشتمل ہو اُس کو لیکر بیت الخلاء جانے سے گریز کرنا چاہیئے۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ایک انگوٹھی تھی جس پر

"مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ"

کا نقش کندہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب بیت الخلاء جاتے تو اُسے رکھ کر جاتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی:451)

آٹھواں اَدب: قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ نہ کرنا:

قبلہ ایک انتہائی محترم، مقدّس اور پاکیزہ جگہ ہے، یہی وجہ ہے کہ صرف اُس جگہ ہی نہیں بلکہ اُس سمت کا بھی ادب و احترام ضروری ہے، اِسی لئے نبی کریم ﷺ نے قضاءِ حاجت کے وقت جبکہ ستر کھلا ہوتا ہے اور اِنسان کے جسم سے گندگی خارج ہورہی ہوتی ہے، اُس وقت قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے تاکہ اُس سمت کے تقدّس کا لحاظ رہے اور بے حُرمتی نہ ہو۔

بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ کرنے کی مُمانعت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نَهَانَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ“ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اِس بات سے منع فرمایا ہے کہ ہم بول و براز کے وقت قبلہ کا رُخ کریں۔ (ابوداؤد:7)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا“ میں تمہارے لئے والد کی طرح ہوں، تمہیں (دین

کے آداب اور اخلاق) سکھاتا ہوں، پس جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت کیلئے آئے تو اُسے چاہیئے کہ قبلہ کی جانب نہ رُخ کرے اور نہ پیٹھ۔(ابوداؤد:8)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا“ جب تم قضاء حاجت کیلئے آؤ تو پاخانہ پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی جانب رُخ نہ کرو، لیکن مشرق یا مغرب کی جانب رُخ کرو۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ ہم شام آئے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں کے بیت الخلاء قبلہ کی جانب بنے ہوئے تھے،تو ہم اُن میں قبلہ سے رُخ موڑ کر بیٹھتے تھے اور (اگر قبلہ سے رُخ پھیر کر بیٹھنے میں کوتاہی ہو جاتی تو) اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کیا کرتے تھے۔(ابوداؤد:9)

حضرت طاوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْبَرَازَ فَلْيُكْرِمَنَّ قِبْلَةَ اللّٰهِ فَلَا يَسْتَقْبِلْهَا وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا“ جب تم میں سے کوئی حاجت کیلئے آئے تو اُسے قبلہ کا ضرور احترام کرنا چاہیئے، لہٰذا نہ وہ قبلہ کی جانب رُخ کرے اور نہ پیٹھ۔(دار قطنی:156)

قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ نہ کرنے کا اجر:

اِستنجاء کرتے ہوئے قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ نہ کرنے میں چونکہ قبلہ کا ادب واحترام ہے اِس لئے اِس کا اجر وثواب بھی رکھا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ“

جو شخص قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی جانب نہ رُخ کرکے بیٹھے اور نہ پیٹھ کرکے تو اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔(طبرانی اوسط:1321)

ایک اور ضعیف روایت میں ہے:

”مَنْ جَلَسَ يَبُولُ قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ فَذَكَرَ فَتَحَرَّفَ عَنْهَا إِجْلَالاً لَهَا لَمْ يَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ“ جو شخص (بھولے سے) قبلہ کی جانب رُخ کرکے پیشاب کرنے کیلئے بیٹھ گیا پھر اُسے یاد آگیا اور وہ قبلہ سے اُس کی تعظیم کی وجہ سے پھر گیا تو اُٹھنے سے پہلے اُس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔(کنز العمال:26474)

نواں اَدب: قضاءِ حاجت کے دوران بات نہ کرنا:

ایک ادب یہ ہے کہ قضاءِ حاجت کے وقت بات چیت سے احتراز کیا جائے، کیونکہ احادیثِ طیّبہ میں اِس سے منع کیا گیا ہے اور اِس عمل کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمْقُتُ عَلٰى ذالِكَ“

دو آدمی قضاءِ حاجت کے وقت اپنے ستر کو کھولے ہوئے بات نہ کریں، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اِس پر ناراض ہوتے ہیں۔(ابوداؤد:15)

یہی وجہ ہے کہ قضاءِ حاجت کی حالت میں سلام بھی نہیں کرنا چاہیئے، اور اگر کوئی کر بھی لے تو اُس کا جواب نہیں دینا چاہیئے، اِس لئے کہ ستر کُھلا ہونے کی حالت میں اللہ کا نام لینا درست نہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے: ایک شخص نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس سے گزرا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس وقت پیشاب کر رہے تھے، اُس نے سلام کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔(ابوداؤد:16)

دسواں اَدب: بائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرنا:

اِستنجاء میں صفائی اور طہارت کیلئے ہاتھ کے اِستعمال کی ضرورت پڑتی ہے، اِس کیلئے صرف بایاں ہاتھ اِستعمال کرنا چاہیئے، کیونکہ دائیں ہاتھ کو گندگی صاف کرنے کیلئے اِستعمال کرنا درست نہیں، حدیث میں اِس کی مُمانعت آئی ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بول و بَراز کے وقت ہمیں قبلہ رُخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد:7)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ“

میں تمہارے لئے والد کی طرح ہوں، تمہیں (دین کے آداب اور اخلاق) سکھاتا ہوں، پس جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت کیلئے آئے تو اُسے چاہیئے کہ قبلہ کی جانب نہ رُخ کرے اور نہ پیٹھ اور اپنے دائیں ہاتھ سے اِستنجاء نہ کرے۔(ابوداؤد:8)

حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبْ نَفَسًا وَّاحِدًا“ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اُسے چاہیئے کہ اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور جب بیت الخلاء جائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے صاف نہ کرے، اور جب کوئی (پانی وغیرہ) پیئے تو ایک ہی سانس میں نہ پی لے۔(ابوداؤد:31)

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ“

نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور کپڑوں کیلئے اِستعمال فرماتے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اِس کے علاوہ دیگر کاموں (مثلاً اِستنجاء وغیرہ) کیلئے اِستعمال فرمایا کرتے تھے۔(ابوداؤد:32)

حضرت امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى“ رسول اللہ ﷺ کا دایاں

ہاتھ وضو اور کھانے (پینے) کیلئے اِستعمال ہوتا تھا اور بایاں ہاتھ قضاءِ حاجت کیلئے اور گندگی (کو زائل کرنے) کیلئے اِستعمال ہوتا تھا۔(ابوداؤد:33)

گیارہواں اَدب: لوگوں سے دور ہوکر فراغت حاصل کرنا:

قضاءِ حاجت کا ایک ادب یہ ہے کہ لوگوں سے دور ہوکر فراغت حاصل کی جائے، اِس لئے کہ اِس میں پردہ کا اہتمام ہے، شرم و حیاء کے تقاضے کے عین مطابق ہے نیز اِس میں زیادہ سکون اور اطمینان کے ساتھ فراغت حاصل کی جاسکتی ہے، کیونکہ قضاء حاجت کے وقت بعض اوقات آواز اور بدبو پیدا ہوتی ہے، جس کا دوسروں کے کان اور ناک تک پہنچنا کسی بھی طرح زیب نہیں دیتا، اب یا تو اس کی بالکل پرواہ ہی نہ کی جائے تو یہ شرم و حیاء کے سراسر خلاف ہے اور اگر پرواہ کی جائے تو فراغت سکون و اِطمینان کے ساتھ نہیں کی جاسکتی، لہٰذا دونوں صورتوں میں حرج لازم آتا ہے، اِسی لئے نبی کریم ﷺ نے یہ ادب سکھایا ہے قضاءِ حاجت کیلئے لوگوں سے دور جاکر فراغت حاصل کرنی چاہیئے۔

حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ"

نبی کریم ﷺ جب قضاءِ حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو (لوگوں سے) دور تشریف لے جاتے تھے۔(ابوداؤد:1)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ" نبی کریم ﷺ جب قضاءِ حاجت کا اِرادہ فرماتے تو(اِس قدر دور) تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ ﷺ کو دیکھ نہ پاتا تھا۔(ابوداؤد:2)

حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى الْحَاجَةِ أَبْعَدَ" آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جب قضاءِ حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو(لوگوں سے) دور چلے جاتے۔(سنن دارمی:686)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَأْتِي الْبَرَازَ حَتَّى يَتَغَيَّبَ فَلَا يُرَى" رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو اتنی دور جاتے کہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے، اور دکھائی نہ دیتے۔(ابن ماجہ:335)

بارہواں اَدب: بیٹھ کر فراغت حاصل کرنا:

اِستنجاء کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ سکون واِطمینان کے ساتھ اچھی طرح بیٹھ کر پیشاب کیا جائے ، کیونکہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مہذّب اور شائستہ طریقہ نہیں، بالخصوص آج کے مُعاشرے میں تو یہ غیروں کا طریقہ بن چکا ہے ،اِس لئے اب اِس کی قباحت اور شناعت اور بھی زیادہ بڑھ چکی ہے ، کیونکہ اِسلام نے ہمیں یہود و نصاریٰ کی تقلید اور اُن کی پیروی سے قطعاً منع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو شعور اور تمیز سے نوازا ہے، اُسے اشرف المخلوقات بنا کر تمام مخلوقات پر سردار ہونے کا اِمتیاز عطاء کیا ہے، لہٰذا زندگی گزارنے کے دوسرے بہت سے طریقوں کی طرح قضاءِ حاجت کے طریقے میں بھی یہ تمام حیوانات سے یکسر مختلف اور نمایاں حیثیت کا حامل ہے، راہ چلتے جگہ جگہ یا کھڑے کھڑے اپنی حاجت کو پورا نہیں کرتا بلکہ ستر کا اہتمام کرتے ہوئے بیٹھ کر اِطمینان کے ساتھ اپنی حاجت پوری کرتا ہے، اِس میں پاکیزگی اور پردہ کا اہتمام بھی ہے اور شرم وحیاء کے تقاضے کے عین مطابق بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے، روایت میں ایک دفعہ آپ ﷺ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جو ثابت ہے وہ عُذر اور ضرورت کی وجہ تھا، عُمومی اَحوال میں آپ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی عادت کو بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتی ہیں:

”مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا“

جو تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تم اُس کی تصدیق نہ کرنا، آپ ﷺ صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔(ترمذی:12)

مسند احمد کی روایت میں ہے:

”مَا بَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمًا مُنْذُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ“

آپ ﷺ پر جب سے قرآن نازل ہوا آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔(مسند احمد:25045)

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو اِرشاد فرمایا: "یَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَائِمًا" اے عُمر! کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔ (ابن ماجہ: 308)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے نقصانات:

(1)—— اِس کی وجہ سے پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں اور جسم کو گندا کر دیتی ہیں۔

(2)—— کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دشمنانِ اِسلام یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

(3)—— کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ایک حیوانی فعل ہے۔

(4)—— یہ غیر شرعی، غیر اَخلاقی اور غیر اِسلامی طریقہ ہے۔

(5)—— کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں بے پردگی بھی ہے۔

تیرہواں اَدب: قضاء حاجت کیلئے مناسب جگہ تلاش کرنا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کی جڑ میں ایک نرم زمین میں تشریف لائے اور پیشاب کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا"

جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ پیشاب کرنے کیلئے کسی (مُناسب) جگہ کو تلاش کرے۔(ابو داؤد:3)

حدیثِ مذکور سے اِستنجاء کا ایک اَدب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے کیلئے کسی مناسب اور بہتر جگہ کا اِنتخاب کرنا چاہیئے، مثلاً:

☆——نرم زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے، کیونکہ سخت زمین میں چھینٹیں اُڑتی ہیں۔

☆——ہوا کے رُخ کے مقابل نہیں بیٹھنا چاہیئے کیونکہ سامنے سے آنے والی ہوا کی وجہ سے پیشاب اپنی ہی جانب آتا ہے۔

☆——زمین کے نشیبی حصہ میں بیٹھ کر بالائی حصہ کا رُخ نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ اِس صورت میں پیشاب بہتے ہوئے اپنے ہی پاؤں کی جانب آتا ہے۔

☆——ایسی جگہ کا اِنتخاب کرنا چاہیئے جہاں پردہ کا اچھی طرح لحاظ کیا جاسکے۔

☆——لوگوں سے قدرے دُور جگہ کا اِنتخاب کرنا چاہیئے۔

☆——ایسی جگہ پیشاب نہیں کرنا چاہیئے جہاں گندگی سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔

☆—— ایسی جگہ بیٹھنا چاہیئے جہاں قبلہ کی جانب رُخ یا پیٹھ نہ ہو۔

☆—— سوراخ اور بل میں پیشاب نہیں کرنا چاہیئے، اِس سے نقصان ہو سکتا ہے۔

☆—— کسی تالاب اور حوض وغیرہ میں پیشاب نہیں کرنا چاہیئے۔

چودھواں اَدب: پیشاب کی چھینٹوں سے اِجتناب کرنا:

اِستنجاء کا ایک اہم بلکہ ضروری اَدب یہ ہے کہ قضاء حاجت میں پیشاب کی چھینٹوں سے بالکلیہ اور مکمل احتراز کیا جائے اور کسی بھی ایسے طریقے سے مکمل اور بھرپور اِجتناب کیا جائے جس میں پیشاب کی چھینٹیں لگنے کا اِمکان ہو، کیونکہ حدیث کے مطابق پیشاب کے بارے میں بے احتیاطی برتنا عذابِ قبر کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ"

پیشاب سے بچو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔(دار قطنی:464)

ایک اور روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ"

اکثر عذابِ قبر پیشاب (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔(دار قطنی:465)

حضرت طلحہ ابن ابی قنان فرماتے ہیں:"كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبُولَ، فَأَتَى عَزَازًا مِنَ الْأَرْضِ، أَخَذَ عُودًا، فَنَكَتَ بِهِ حَتَّى يُثَرَّى، ثُمَّ يَبُولُ"

نبی کریم ﷺ جب پیشاب کے اِرادے سے کسی سخت زمین پر تشریف لاتے تو ایک لکڑی لے کر اُس سے زمین کو کُریدتے تاکہ وہ کسی قدر نرم ہو جائے پھر اُس جگہ پیشاب کرتے۔(المراسیل لأبی داؤد:1)

پندرہواں اَدب: بائیں پاؤں پر قدرے زور دیکر بیٹھنا:

قضاءِ حاجت کا ایک ادب یہ بھی سکھایا گیا ہے کہ بیٹھتے ہوئے بائیں پاؤں پر کچھ زور دے کر بیٹھنا چاہیئے، کیونکہ اِس طرح بیٹھنا سنّت بھی ہے اور طبعی طور پر نجاست کے اِخراج میں سہولت اور آسانی کا باعث بھی بنتا ہے۔(رد المحتار:1/345)

حضرت سراقہ بن جُعشم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُنَا الْخَلَاءَ أَنْ يَعْتَمِدَ الْيُسْرَى وَيَنْصِبَ الْيُمْنَى"ہمیں نبی کریم ﷺ نے یہ سکھایا ہے کہ ہم میں سے کوئی

بیت الخلاء داخل ہو تو اپنے بائیں پاؤں پر ٹیک لگائے(یعنی زور دے)اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔(سنن کبریٰ بیہقی:457)

ایک روایت میں ہے، ایک دفعہ حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تشریف لائے اور لوگوں کو بتایا: "عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَذَا وَكَذَا" ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یہ سکھایا ہے، تو ایک شخص نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا:

"أَمَا عَلَّمَكُمْ كَيْفَ تَخْرُوْنَ؟"

کیا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی سکھایا ہے کہ تم بیت الخلاء میں کیسے بیٹھو؟

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بَلٰى، وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَأَمَرَنَا أَنْ نَتَوَكَّلَ عَلَى الْيُسْرَى وَأَنْ نَنْصِبَ الْيُمْنَى"

ہاں ہاں، کیوں نہیں، قسم اُس ذات کی جس نے اُنہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم بائیں پاؤں پر ٹیک لگائیں (یعنی قدرے زور دیں)اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔(طبرانی کبیر:6605)

سولھواں اَدب: اِستبراء کا اہتمام کرنا:

پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اگر فوراً اُٹھا جائے تو نالی میں موجود پیشاب کے قطرات باہر آتے ہیں جو جسم اور کپڑوں کی ناپاکی کا باعث بن جاتے ہیں اِس سے بچنے کیلئے شریعت میں "اِستبراء" کا عمل مقرر کیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ فراغت کے بعد پیشاب کے قطروں کو اچھے طریقے سے نکال دینا چاہیئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے عُضو تناسل کو جڑ کی جانب سے سرے کی طرف سُونتا جائے تاکہ جو قطرے رُکے ہوئے ہوں وہ نکل جائیں، پھر بھی اگر قطرات آنا بند نہ ہوتے ہوں تو یہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ کھڑے ہو کر بیٹھ جائیں، اِس سے رُکے ہوئے قطرے آرام سے باہر آجاتے ہیں۔ اِس عمل کو استبراء کہا جاتا ہے۔ اِس کے ذریعہ سے اِن شاء اللہ پیشاب کے قطروں سے اِجتناب کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن یَزداد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت یَزدادِ فارسی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ"

جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے آلہ تناسل کو تین مرتبہ (نیچے سے اوپر کی جانب) سُونت لے۔(ابن ماجہ:326)

حضرت ابو الشعثاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”إِذَا بُلْتَ فَامْسَحْ ذَكَرَكَ مِنْ أَسْفَلَ فَإِنَّهُ يَنْقَطِعُ“

جب تم پیشاب کرو تو آلہ تناسل پر نیچے کی جانب سے ہاتھ پھیر لو کیونکہ یہ پیشاب (کے قطروں کے سلسلے) کو ختم کردے گا۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:1709)

سترہواں اَدب: فراغت کے بعد اچھی طرح پاکی کا اِہتمام کرنا:

قضاءِ حاجت کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ فراغت کے بعد اُس جگہ کا اچھی طرح صفائی کا اہتمام کیا جائے، اِس لئے کہ یہ دین و شریعت کا حکم اور فطرت و طبیعت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اِنسان کا یہ وصفِ اِمتیازی ہے کہ وہ جانوروں کی طرح نجاست کے خارج ہونے کے بعد فوراً اپنے کاموں میں نہیں لگ جاتا بلکہ نجاست کے خارج ہونے کی جگہ کو دھوتا ہے، پھر ہاتھوں کو دھوکر صاف کرتا ہے اُس کے بعد وضو کے ذریعہ اپنے حَدَث (نجاستِ حکمیہ) کو دور کرتا ہے تاکہ

اپنے ربّ کے سامنے سر بسجود ہونے کیلئے تیار ہو سکے، ظاہر ہے کہ یہ سب وہ احوال وکیفیات ہیں جن کی بدولت اِنسان حیوانات سے ایک بالکل ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے، اُس کی زندگی ایک پاک اور صاف ستھری زندگی ہوتی ہے، گندگی اور نجاست سے دور رہنے کو وہ پسند کرتا ہے۔

سنّتِ رسول سے بھی ہمیں اِسی بات کی تعلیم ملتی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”كَانَ يَغْسِلُ مَقْعَدَتَهُ ثَلَاثًا“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قضاءِ حاجت کے بعد) اپنے مقعد کو تین مرتبہ دھویا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”فَعَلْنَاهُ، فَوَجَدْنَاهُ دَوَاءً وَطُهُورًا“ ہم نے یہ کام کیا تو اِس عمل کو (بواسیر جیسے مُوذی اَمراض سے) علاج کے طور پر اور طہارت و پاکیزگی کے اعتبار سے بھی مفید پایا۔ (ابن ماجہ: 356)

تین دفعہ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ مقعد کو دھو کر ہاتھ کو دھولیا جائے پھر مقعد کو دھو کر ہاتھ کو دھولیا جائے، اور پھر مقعد کو دھو کر ہاتھ کو دھولیا جائے، اِس طرح یہ تین مرتبہ ہو جائے گا۔ (اِنجاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ: 30)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ایک روایت ہے:”عَلَيْكُمْ بِإِنْقَاءِ الدُّبُرِ فَإِنَّهُ يَذْهَبُ بِالْبَاسُورِ“مقعد (یعنی پاخانے کی جگہ) کو اچھی طرح صاف رکھا کرو اِس لئے کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتا ہے۔(کنز العمال:26391)

ایک اور روایت میں ہے:”عَلَيْكُمْ بِغَسْلِ الدُّبُرِ فَإِنَّه مُذْهِبَةٌ لِلْبَاسُورِ“ مقعد (یعنی پاخانے کی جگہ) کو اچھی طرح دھولیا کرو اِس لئے کہ یہ بواسیر کی بیماری کو ختم کر دیتا ہے۔(کنز العمال:26392)

اٹھارہواں اَدب: فراغت کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا:

قضاء حاجت کا ایک ادب یہ ہے کہ فراغت کے بعد اچھی طرح سے ہاتھ کو دھو کر صاف کر لیا جائے، اِس لئے کہ اِستنجاء میں ہاتھ اِستعمال کرنے کی وجہ سے وہ گندے ہو جاتے ہیں جس کے بعد اُنہیں دھو کر پاک صاف کر لینا چاہیئے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا طریقہ بھی احادیث میں یہی نقل کیا گیا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ“نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قضاء حاجت

فرمائی اور پھر ایک برتن (کے پانی سے) اِستنجاء فرمایا، اُس کے بعد اپنے ہاتھوں کو زمین سے مل کر صاف کر لیا۔(سنن ابن ماجہ:358)

ایک اور روایت میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: ”وَضِّئْنِي“ اے ابو ہریرہ مجھے وضو کراؤ، میں آپ کیلئے وضو کا پانی لے کر آیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اِستنجاء فرمایا، پھر اپنے ہاتھ مٹی میں داخل کر کے اُسے صاف کیا اور دھولیا۔(مسند احمد:8695)

مٹی سے ہاتھ صاف کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اچھی طرح خوب صفائی کا فائدہ حاصل ہو اور میل کچیل اور گندگی کا کوئی اَثر اور بُو ہاتھوں میں باقی نہ رہے، آج کل اِس مقصد کے حصول کیلئے صابن کا اِستعمال بہتر ثابت ہوتا ہے لہٰذا اُسے اِستعمال کرنا چاہیئے۔

اُنیسواں اَدب: بیت الخلاء سے نکل کر دُعاء پڑھنا:

جسم سے عافیت کے ساتھ نجاست کا خارج ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اِس نعمت کی اہمیت کا احساس اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اِس میں خدانخواستہ کسی قسم کی کوئی مشکل اور پریشانی پیدا ہو جائے، ظاہر ہے کہ اِنسان کی جان پر بن آتی ہے

اور اِنسان اپنا سب کچھ لٹانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اِس لئے فراغت کے بعد خوب اہتمام کے ساتھ اِس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرنا چاہیئے اور احادیث و روایات میں اِس موقع کی جو دُعائیں منقول ہیں اُن کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

روایات میں اِس موقع کی مختلف دُعائیں ثابت ہیں، اِن میں جو آسانی کے ساتھ یاد کر کے پڑھی جا سکیں وہ پڑھ لینی چاہئیں اور اگر ساری ہی پڑھ لیں تو کیا کہنا!۔

بیت الخلاء سے نکلنے کی دُعائیں:

احادیثِ طیّبہ میں بیت الخلاء سے نکلنے کی مندرجہ ذیل دُعائیں ذکر کی گئی ہیں:

(1)"غُفْرَانَكَ"۔(ابوداوٗد:30) اے اللہ! میں تیری مغفرت کا طلبگار ہوں۔

(2)"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي"۔(ابن ماجہ:301)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے اَذیّت کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

(3)"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذَاقَنِي لَذَّتَهُ وَأَبْقَى فِيَّ مَنْفَعَتَهُ وَأَذْهَبَ عَنِّي أَذَاهُ"۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:9)(عمل الیوم لابن السنی:25)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذّت چکھائی، اُس کے نفع (قوّت) کو میرے اندر باقی رکھا اور اُس کی اَذیّت (فُضلہ) کو مجھ سے دور کیا۔

(4)"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي مَا يُؤْذِينِي، وَأَمْسَكَ عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِي"۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:12)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے وہ چیز دور کر دی جو مجھے اَذیّت پہنچانے والی ہے اور میرے اَندر وہ چیز روک دی جو مجھے نفع دینے والی ہے۔

(5)"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْسَنَ إِلَيَّ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ"۔(ابن السنی:24)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ پر کھانے کے شروع و آخر میں احسان کیا۔

فائدہ: بیت الخلاء سے نکلنے کی مذکورہ بالا دعاؤں میں سے کوئی بھی دعاء پڑھی جاسکتی ہے، البتہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ پہلی دونوں دعاؤں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھ لیا جائے۔(نفحات التنقیح:2/110)(مرقاۃ:1/387)

بیت الخلاء سے نکلنے پر استغفار کی وجوہات :

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دُعاؤں میں ایک دُعاء یہ ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کیا جائے چنانچہ "غُفْرَانَكَ" کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔اِس موقع پر اِستغفار کرنے کی وجہ کیا ہے، اِس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(1)——قضاءِ حاجت کے وقت ذکرِ لسانی کے رُک جانے پر اِستغفار کیا جاتا ہے۔

(2)—شکر کا حق اداء نہ کر سکنے کی وجہ سے اِستغفار کیا جاتا ہے۔

(3)—شیاطین کے ساتھ بامرِ مجبوری اختلاط ہونے کی بناء پر اِستغفار کیا جاتا ہے۔

(4)ظاہری نجاست دور ہونے کے ساتھ باطنی نجاست (گناہوں کی گندگیوں) کو دور کرنے کیلئے اِستغفار کیا جاتا ہے، کہ یا اللہ! جس طرح تونے میری ظاہری گندگی دور کر دی، اِسی طرح گناہوں کی گندگی جو ظاہری گندگی سے بھی بڑی اور خطرناک ہے اُس سے بھی مجھے پاک صاف کر دے۔(نفحات التنقیح:2/110)

(3)تیسرا کام: پیشاب اور اُس کی چھینٹوں سے اجتناب کیجئے:

پیشاب سے بچنا اور اُس کی چھینٹوں سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے، احادیث طیّبہ میں اس کی بڑی سختی سے مُمانعت آئی ہے، اور اِس گناہ کو بکثرت عذابِ قبر کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

یہ وہ مُہلک گناہ ہے جس کا براہِ راست نماز پر اَثر پڑتا ہے، اِنسان نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن طہارت نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی، اور اِس کے علاوہ وہ تمام عبادات جن کو اِسلام میں طہارت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے وہ سب ہی

متاثر ہو کر رہ جاتی ہیں، پس ایسے میں اُسے عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

پیشاب سے اجتناب نہ کرنے کی وعیدیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ"

پیشاب سے بچو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔(دار قطنی:464)

ایک اور روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ"

اکثر عذابِ قبر پیشاب (سے احتراز نہ کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔(دار قطنی:465)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ،وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ،أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ" ان دونوں کو عذاب دیا جارہاہے، اور کسی ایسی چیز کی وجہ سے نہیں کہ جس سے بچنا کوئی بڑا کام تھا، ان میں

سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔(بخاری:218)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: "اتَّقُوا الْبَوْلَ، فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ" پیشاب سے احتراز کرو، کیونکہ انسان سے قبر میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(طبرانی کبیر:7605)

حضرت عبد اللہ بن یزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَا يُنْقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ يُنْقَعُ، وَلَا تَبُولَنَّ فِي مُغْتَسَلِكَ"

گھر میں کسی برتن میں پیشاب جمع کرکے نہ رکھا جائے، اِس لئے کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کرر کھا ہو، اور تم غسل خانہ میں ہر گز پیشاب نہ کرنا۔(طبرانی اوسط:2077)

حضرت شُفَی بن ماتع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں، جس میں چار ایسے جہنمی لوگوں کا تذکرہ ہے جن (کی بدبو اور چیخنے چلانے کی وجہ) سے خود اہل جہنم بھی تکلیف اور اَذیّت میں مبتلاء ہونگے اور وہ جحیم اور حمیم کے

درمیان دوڑتے پھر رہے ہونگے اور موت اور ہلاکت کا سوال کر رہے ہونگے۔ ان میں سے ایک ایسا شخص ہوگا جو اپنی آنتوں کو کھینچتا پھر رہا ہوگا۔ جہنمی اس سے کہیں گے کہ اس تباہ حال شخص کی (دنیا کے اندر) کیا حالت تھی جس نے ہمیں بڑی تکلیف پہنچا رکھی ہے؟ وہ شخص کہے گا:

"إِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ لَا يُبَالِي أَيْنَ أَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُ لَا يَغْسِلُهُ"

اس تباہ حال شخص کی دنیا میں یہ حالت تھی کہ یہ پیشاب کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ وہ کہاں لگا ہے (چنانچہ اسی لئے) اس کو دھوتا بھی نہ تھا۔ (مجمع الزوائد: 1033)

پیشاب سے بچنے کے بارے میں چند ہدایات:

پیشاب سے بچنے کیلئے مندرجہ ذیل چند ہدایات کا بطورِ خاص خیال رکھیں:

پہلی ہدایت:

پیشاب کرتے ہوئے پیشاب کی دھار کو بیت الخلاء میں اِدھر اُدھر کے پکے فرش پر نہ پڑنے دیں، اس سے چھینٹیں اُڑتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ بھی پیشاب کرنے کیلئے کسی نرم زمین کا اِنتخاب کیا کرتے تھے تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب کیا جاسکے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ

کے ساتھ تھا کہ اتنے میں آپ ﷺ کو پیشاب کی حاجت ہوئی: "فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ" پس آپ ﷺ دیوار کی جڑ میں ایک نرم زمین میں تشریف لائے اور پیشاب کیا۔ (ابوداؤد: 3)

دوسری ہدایت:

کسی کھلی جگہ پیشاب کرنے کی نوبت آجائے تو درج ذیل امور کا خیال رکھیں:

(1)—پیشاب کرنے کیلئے نرم زمین کا انتخاب کریں۔

(2)—ہوا کے مخالف رُخ پر بیٹھ کر پیشاب نہ کریں۔

(3)— نشیبی زمین میں بیٹھ کر بالائی حصہ کا رُخ نہ کریں۔

تیسری ہدایت:

فراغت کے بعد استبراء کا اہتمام کریں۔ "اِستبراء" کا مطلب یہ ہے کہ فراغت کے بعد پیشاب کے قطروں کو اچھے طریقے سے نکال دینا۔ اِس کی تفصیل "اِستنجاء کے آداب" میں سولہویں ادب کے تحت گزر چکی ہے۔

چوتھی ہدایت:

گھروں میں شیر خوار یا چھوٹے بچے ہوں یا جانور وغیرہ پال رکھے ہوں تو بطورِ خاص پیشاب سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، عام طور پر بچوں والے یا جانوروں والے گھر

میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے مختلف چیزیں، جیسے: قالین، کارپٹ، بستر وغیرہ پیشاب سے آلودہ رہتے ہیں۔

بعض اوقات پیشاب یا پیشاب کے کپڑے اور پیمپر وغیرہ لمبے لمبے وقتوں تک پڑے رہ جاتے ہیں اور اُن کو دھونے یا پاک کرنے کا اہتمام نہیں ہوتا، یہ سب باتیں بڑی نحوست اور بے برکتی کا باعث ہیں۔ حدیث کے مطابق ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب (کسی برتن وغیرہ میں) جمع کرکے رکھا گیا ہو۔ (طبرانی اوسط:2077)

پانچویں ہدایت:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے بہر صورت بچنے کا اہتمام کریں، یہ خلافِ سنت بھی ہے اور پیشاب کی چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا سبب بھی۔ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ:309)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دراصل جانوروں کا طریقہ ہے، انسان اشرف المخلوقات ہے، اسے اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ بڑے طریقے اور سلیقے سے پردے کے ساتھ بیٹھ کر اس طرح فارغ ہو کہ پیشاب کی چھینٹیں اس کے جسم اور لباس کو آلودہ نہ کردیں، ظاہر ہے کہ ان چیزوں کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کہاں

لحاظ ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں کفار و مشرکین کے ساتھ مشابہت کا پہلو بھی ہے جو خود مستقل کسی عمل کے ناجائز ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

پیشاب کی چھینٹوں سے گریز نہ کرنے کی عذابِ قبر کے ساتھ کیا مُناسبت:

ما قبل کی کئی روایات سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور اُس کی چھینٹوں سے نہ بچنے والے کو قبر کا عذاب ہوتا ہے، البتہ اِس کی کیا حکمت اور دونوں میں کیا مناسبت ہے؟ اِس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، البتہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق میں اِس کا ایک نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ:

پیشاب سے پاکی حاصل کرنا در اصل عبادات اور طاعات کی جانب اُٹھنے والا پہلا قدم ہے، دوسری طرف قبر بھی عالَمِ آخرت کی سب سے پہلی اور اِبتدائی منزل ہے۔ اور چونکہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب لیا جائے گا، اور طہارت نماز سے بھی مقدم ہے، اِس لئے منازلِ آخرت کی پہلی منزل یعنی قبر میں ترکِ طہارت پر عذاب دیا جائے گا۔ (البحر الرائق: 1 / 114) (درسِ ترمذی: 1 / 285)

دوسری چیز وضو کی درستگی:

نماز سے متعلّق خارجی اِصلاح کیلئے دوسری چیز جس کا اہتمام ضروری ہے وہ وضو کا درست ہونا ہے۔ وضو کو صحیح اور درست طریقے سے کرنا چاہیے، ورنہ اگر وضو کے

فرض مقامات میں سے کوئی بال برابر حصہ بھی خشک رہ گیا تو اس سے وضو نہ ہوگا، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس سے نماز بھی نہیں ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَاتُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَاصَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ“

بغیر وضو کے (پڑھی جانے والی) نماز اور خیانت کے مال سے (کیا گیا) صدقہ قبول نہیں ہوتا۔(ترمذی:1)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کے ساتھ وضو کو کامل طریقے سے کرنے کا حکم دیا ہے اور اِس میں کوتاہی کرنے والوں کیلئے بڑے سخت الفاظ میں وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں اِس سلسلے کی چند روایات ملاحظہ کیجئے:

کامل طریقے سے وضو کرنے کی تاکید :

(1) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کامل طریقے سے وضو کرنے کا حکم دیا۔(ابن ماجہ:426)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”يَا عَلِيُّ! أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ“

اے علی! وضو کو کامل اور اچھے طریقے سے کیا کرو اگرچہ تمہیں اِس میں مشقت ہی کیوں نہ ہو۔(مجمع الزوائد:1213)

اچھی طرح کامل وضو کرنا سنتِ نبویہ ہے:

حضرت عُبیدہ بن عَمرو بن کِلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ"

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا اور اُسے اچھی طریقے سے مکمل فرمایا۔(مسند احمد:15950)

وضو میں کوتاہی کرنے والوں کیلئے ہلاکت اور آگ کی وعید:

ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی ایڑیاں (وضو کرنے کے بعد بھی) خشک رہ گئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ،أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ" (وضو میں خشک رہنے والی) ایڑیوں کیلئے ہلاکت ہے، تم لوگ اچھی طرح مکمل وضو کیا کرو۔(ابوداؤد:97)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس شخص نے نماز کیلئے وضو کیا اور اس میں ایک ناخن کے برابر بھی جگہ خشک چھوڑدی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکمل وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ"

یعنی وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑھیوں کیلئے ہلاکت ہے۔(طبرانی کبیر:8115)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو (وضو کرتے ہوئے) دیکھا کہ اس نے پاؤں کے ظاہری حصہ کو تو دھویا لیکن اندرونی حصہ کو چھوڑ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لِلنَّارِ تَرَكْتَهُ" تم نے اسے آگ کیلئے چھوڑا ہے۔(الطہور للقاسم بن سلام:382)

کامل طریقے سے وضو کرنا نصفِ ایمان ہے:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ"

کامل اور اچھے طریقے سے وضو کرنا ایمان کا آدھا حصہ ہے۔(صحیح ابن حبان:844)

کامل وضو کرنا عُمر میں برکت اور فرشتوں کی محبّت کا باعث ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رہے ہیں، اُنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی قیمتی اور جامع نصیحتیں اِرشاد فرمائیں، اُن میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی: "يَا بُنَيَّ، أَسْبِغِ الْوُضُوءَ يَزِدْ فِي عُمُرِكَ، وَيُحِبُّكَ حَافِظَاكَ"

اے میرے بیٹے! وضو کامل طریقے سے کیا کرو، اِس سے تمہاری عُمر میں اِضافہ ہوگا اور تمہارے مُحافظ فرشتے تم سے محبّت کرنے لگیں گے۔(طبرانی اوسط:5991)

وضو میں کوتاہی کا نماز میں بُرا اثر پڑتا ہے:

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ روم کی تلاوت کی، جس میں آپ کو التباس ہو گیا، نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ مَعَنَا بِغَيْرِ طُهُورٍ؟مَنْ صَلَّى مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ،فَإِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا الصَّلَاةَ أُولَئِكَ" لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے ساتھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں، پس جو ہمارے ساتھ نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے، اس لئے کہ ایسے لوگ (جو وضو اچھی طرح نہیں کرتے) ہماری نمازوں میں خلل کا باعث بنتے ہیں۔(شعب الایمان:2512)

کامل طریقے سے وضو کرنا مغفرت اور بخشش کا ذریعہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَإِعْمَالُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ"طبیعت نہ چاہتے ہوئے کامل طریقے سے وضو کرنا، قدموں سے چل کر مسجد جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا گناہوں کو مٹانے والی چیزیں ہیں۔(ابن ماجہ:428)

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا يُسْبِغُ عَبْدٌ الْوُضُوءَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ“ کامل طریقے سے وضو کرنے والے بندے کے تمام اگلے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(مسند بزار:2/75)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ مَسَامِعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ“

جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔(طبرانی اوسط:4439)

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

جس نے میرے وضو کی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(صحیح ابن حبان:360)

حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شریک تھا، نماز کا وقت آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سنت کے مطابق وضو کیا

پھر ایک درخت کو پکڑ کر ہلایا تو اس کے پتے گرنے لگے، اُنہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہ میں نے یہ کام کیوں کیا ہے؟لوگوں کے دریافت کرنے پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھا آپ نے بھی اسی طرح کیا اور پھر فرمایا:

”إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ تَحَاتُّ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحَاتَّ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ“

جب بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح سے جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔(شعب الایمان:2482)

اعضاءِ وضو قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ القِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ“

میری امت کے لوگ قیامت کے دن اس حالت میں بلائے جائیں گے کہ (دنیا میں) اُن کے وضو کرتے رہنے کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید اور چمکتے ہونگے، پس جو تم میں سے اپنی سفیدی اور چمک کو بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے (یعنی وضو اچھی طرح کرے)۔(بخاری:136)

حضرت عبد اللہ بن بُسر مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”مَا مِنْ أُمَّتِي مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ قیامت کے دن میں اپنی امّت کے ہر فرد کو پہچان لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: ”كَيْفَ تَعْرِفُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي كَثْرَةِ الْخَلَائِقِ؟“ یارسول اللہ! آپ اپنی اُمّت کو اتنی کثیر مخلوقات میں کیسے پہچانیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

”أَرَأَيْتُمْ لَوْ دَخَلْتَ صِيرَةً فِيهَا خَيْلٌ دُهْمٌ بُهْمٌ وَفِيهَا فَرَسٌ أَغَرُّ مُحَجَّلٌ مَا كُنْتَ تَعْرِفُهُ مِنْهَا؟“

تمہارا کیا خیال ہے اگر تم اصطبل میں داخل ہو اور وہاں کالے اور سیاہ گھوڑے ہوں اور اُس میں ایک ایسا گھوڑا ہو جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہو تو کیا تم اُسے نہیں پہچانو گے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: کیوں نہیں! ضرور پہچانیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”أُمَّتِي يَوْمَئِذٍ غُرٌّ مِنَ السُّجُودِ مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ“

اُس دن میری امّت کی پیشانیاں سجدے کی وجہ سے اور ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے روشن ہوں گے۔ (شعب الایمان: 2489)

نماز پر ملنے والے فضائل بھی کامل وضو پر موقوف ہیں:

وضو کو کامل طریقے سے کرنا کتنا اہم ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ احادیث طیبہ میں جہاں نماز کی فضیلت اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کو بیان کیا گیا ہے وہاں کامل طریقے سے وضو کرنے کو بطور شرط بیان کیا گیا ہے، احادیث کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں، سرِ دست یہاں سمجھنے کیلئے چند ایک مثالیں ملاحظہ کیجئے:

(1) حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ، وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ“

جس نے اُس طریقے سے وضو کیا جیسے اُس کو حکم دیا گیا ہے (یعنی سنّت کے مطابق) اور اُس طریقے سے نماز پڑھی جیسے اُس کو حکم دیا گیا ہے (یعنی سنّت کے مطابق) تو اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (نسائی:144)

(2) حضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ“ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکمل وضو کیا تو پانچوں نمازیں اپنے درمیان کے گناہوں کیلئے کفارہ ہو جائیں گی۔ (نسائی:145)

(3)حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ،ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ“ جس نے نماز کیلئے اچھے طریقے سے مکمل وضو کیا پھر فرض نماز پڑھنے کیلئے (گھر سے) چلا اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں (راوی کا شک ہے کہ اِن تینوں میں سے کون سے الفاظ کہے تھے) نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔(مسلم:232)

(4)حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اور پھر کھڑے ہوکر دو رکعت اِس طرح اداء کی کہ اُس میں (قصداً) کوئی خیال اپنے دل میں نہیں لایا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(مسلم:226)

(5)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَسَمِعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ“جس نے

اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کیلئے (مسجد) آیا اور (اِمام کا خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اُس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(صحیح ابن حبان:2779)

پہلی حدیث میں نماز کا انعام مغفرت بیان کیا گیا، دوسری میں پانچوں نمازوں کو درمیان کے اوقات کیلئے کفارہ بتایا گیا، تیسری حدیث میں جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کی صورت میں "مغفرت" کا اِنعام ذکر کیا گیا، چوتھی حدیث میں خشوع کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز پر مغفرت کا انعام ذکر کیا گیا اور پانچویں حدیث میں جمعہ کی نماز کو دس دنوں کیلئے مغفرت کا سبب بتایا گیا، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تمام احادیث میں فضیلتوں کے حصول کو کامل اور اچھے طریقے سے وضو کرنے پر مشروط کیا گیا ہے، چنانچہ بالترتیب:

(1)—"تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ" (2)—"أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ"

(3)—"فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ" (4)—"تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا"

(5)"فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ"

کے الفاظ اسی شرط کو بیان کرنے کیلئے ذکر کیے گئے ہیں، اور اِن تمام الفاظ کا حاصل یہی ہے کہ کامل اور اچھے طریقے سے مکمل وضو کیا جائے۔

وضو کی درستگی کے چار اہم کام:

وضو کی درستگی میں چار باتوں کا بطورِ خاص اہتمام کرنا چاہیے:

(1) مسواک کا اہتمام کریں۔ (2) وضو سنت کے مطابق کریں۔

(3) وضو کے پانی میں اسراف نہ کریں۔ (4) وضو توجہ اور دھیان سے کریں۔

(1) پہلا کام: مسواک کا اہتمام:

وضو میں مسواک کا اہتمام ایک ایسی سنت ہے جس کی نبی کریم ﷺ کے فرامین میں بڑی تاکید ملتی ہے، اور عملی طور پر بھی آپ ﷺ (پاکیزہ و معطّر دہن ہونے کے باوجود بھی) بہت کثرت سے مسواک کا اہتمام کرتے تھے۔

مسواک کی تاکید:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكْثِرُ السِّوَاكَ قَالَ: حَتَّى ظَنَنَّا أَوْ رَأَيْنَا أَنَّهُ سَيُنْزَلُ عَلَيْهِ“ نبی کریم ﷺ مسواک پر اس قدر کثرت سے عمل اور تاکید کرتے تھے کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ عنقریب اس (کے واجب ہونے) پر قرآن کریم نازل ہو جائے گا۔ (مسند احمد: 2573)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى خَشِيْتُ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيَّ" مجھے مسواک کا اتنا حکم دیا گیا کہ مجھے اِس کے فرض ہونے کا اَندیشہ ہونے لگا۔(مسند احمد:16007)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ"

اگر مجھے اپنی امت پر مشقت میں مبتلاء ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔(بخاری تعلیقاً، باب سواک الرطب والیابس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوءِ"

اگر مجھے اپنی امت پر مشقت میں مبتلاء ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کو فرض کر دیتا۔(مستدرکِ حاکم:516)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ"

میں نے بہت کثرت سے تم لوگوں کو مِسواک کرنے کا حکم دیا ہے۔(نسائی:6)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى ظَنَنْتُ-أَوْ حَسِبْتُ-أَنْ سَيَنْزِلُ عَلَيَّ فِيهِ قُرْآنٌ"

مجھے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اِس بارے میں مجھ پر قرآن کریم نازل ہو جائے گا۔(مسند احمد:2125)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَقَدْ أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى خِفْتُ عَلَى أَسْنَانِي“ مجھے مسواک کرنے کا اِتنا حکم دیا گیا یہاں تک کہ مجھے اپنے دانتوں کے بارے میں خوف ہونے لگا(کہ کہیں وہ گھس ہی نہ جائیں)۔(طبرانی اوسط:6960)

مسواک کی اہمیت و فضیلت:

احادیثِ طیّبہ میں اِتنی کثرت سے مسواک کے فضائل و فوائد اور اس پر ملنے والے اِنعامات کو بیان کیا گیا ہے کہ اِن فضائل کو سن کر کوئی صاحبِ عقل و دانش اِس سے محروم ہونا گوارہ نہیں کر سکتا۔

احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں مسواک کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیے:

مسواک سے منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ“

مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالی کی خوشنودی کا باعث ہے۔(نسائی:5)

مسواک کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنّت ہے:

حضرت ابو ایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ“

چار چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں: (1)شرم و حیا۔(۲)خوشبو لگانا۔ (3)مسواک کرنا۔(4)نکاح کرنا۔(ترمذی:1080)

مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز 70 گنا افضل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں:

”فَضْلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سِوَاكٍ سَبْعِينَ ضِعْفًا“

مسواک کرکے پڑھی جانے والی نماز بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز پر 70 درجہ فضیلت رکھتی ہے۔(مسند احمد:26340)

حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

”رَكْعَتَانِ يَسْتَاكُ فِيهِمَا الْعَبْدُ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً لَايَسْتَاكُ فِيهَا“

دو رکعت مسواک کے ساتھ اداء کرنا بغیر مسواک کے 70 رکعات پڑھنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ:1803)(الترغیب لابن شاھین:510)

مسواک وضو کا آدھا حصہ ہے:

حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

”اَلْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالسِّوَاكُ شَطْرُ الْوُضُوءِ“ وضو ایمان کا نصف اور مسواک وضو کا نصف حصہ ہے۔(ابن ابی شیبۃ:1803)(الترغیب لابن شاہین:510)

مسواک سے فصاحت کا بڑھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”اَلسِّوَاكُ يَزِيدُ الرَّجُلَ فَصَاحَةً“

مسواک کرنا اِنسان کی فصاحت میں اِضافہ کرتا ہے۔(معجم ابی یعلیٰ موصلی:66)

مسواک سے نگاہوں کا تیز ہونا:

ایک روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:”اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَمَجْلَاةٌ لِلْبَصَرِ“مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آنکھوں کے تیز ہونے کا باعث ہے۔(طبرانی اوسط:7496)

مسواک میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

”اَلسِّوَاكُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ“

مسواک کرنا سام یعنی موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے۔(فیض القدیر:4840)

مسواک کرنا فطرت اور سنّت ہے:

حضرت عبد اللہ بن جَراد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "السِّوَاكُ مِنَ الْفِطْرَةِ" مسواک کرنا فطرت یعنی سنّت میں سے ہے۔(فیض القدیر:4837)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے:

"السِّوَاكُ سُنّةٌ فَاسْتَاكُوا أَيَّ وَقْتٍ شِئْتُمْ" مسواک کرنا سنّت ہے، لہٰذا تم لوگ (دن اور رات میں) جس وقت چاہو مسواک کیا کرو۔(فیض القدیر:4839)

مسواک کے کئی دینی اور دنیاوی فوائد:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں مسواک کے کئی دینی اور دُنیاوی فوائد بیان کیے گئے ہیں، چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَإِنَّهُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، مَفْرَحَةٌ لِلْمَلَائِكَةِ، يَزِيدُ فِي الْحَسَنَاتِ، وَهُوَ مِنَ السُّنَّةِ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُذْهِبُ الْحَفْرَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيُذْهِبُ الْبَلْغَمَ، وَيُطَيِّبُ الْفَمَ"

مسواک کا اہتمام کرو، کیونکہ مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا باعث ہے، فرشتوں کو خوش کرتا ہے، نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور یہ سنت میں سے

ہے، بینائی کو تیز کرتا ہے، دانتوں کی جڑوں میں لگنے والی بیماری، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، بلغم کو ختم کرتا اور منہ کو پاکیزہ رکھتا ہے۔(شعب الایمان:2521)

اِسی طرح کی ایک روایت حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے بھی مَروی ہے، چنانچہ وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ،فَنِعْمَ الشَّيْءُ السِّوَاكُ، يَذْهَبُ بِالْحَفَرِ، وَيَنْزِعُ الْبَلْغَمَ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيَذْهَبُ بِالْبَخْرِ، وَيُصْلِحُ الْمَعِدَةَ، وَيَزِيدُ فِي دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ، وَتَحْمَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَيُرْضِي الرَّبَّ، وَيُسْخِطُ الشَّيْطَانَ“ مسواک کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلو، پس مسواک کرنا کتنی ہی بہترین چیز ہے، جو دانتوں کی جڑوں میں لگنے والی بیماری کو ختم کردیتا ہے، بلغم کو ختم کرتا ہے، بینائی کو تیز کرتا ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، گندہ دہنی یعنی منہ کی بدبو کو ختم کرتا ہے، معدہ کو صحیح کرتا ہے، جنّت کے درجات میں اِضافہ کا باعث بنتا ہے، فرشتے اِس سے خوش ہوتے ہیں، پروردگار کو راضی کرتا ہے اور شیطان کو غصہ دلاتا اور ناراض کردیتا ہے۔(فیض القدیر:5531)(تاریخ داریا لعبد الجبّار الخولانی:47)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں مسواک کے 13 فائدے ذکر کیے گئے ہیں:

(1)منہ کی صفائی اور پاکیزگی۔(2)اللہ تعالیٰ کی رضا۔(3)فرشتوں کا خوش ہونا۔

(4)نیکیوں کا بڑھ جانا۔(5)سنّتِ نبویہ ہونا۔(6)بینائی کا تیز ہو جانا۔(7)دانتوں کی بیماری کا دور ہونا۔(8)مسوڑھوں کا مضبوط ہونا۔(9)بلغم کا ختم ہونا۔(10)منہ کی بدبو کا دور ہو جانا۔(11)معدہ کی اِصلاح و درستگی۔(12)جنّت کے درجات میں اِضافہ ہونا۔(13)شیطان کا ناراض ہونا۔

مسواک کے بارے میں چند قابل اصلاح امور:

(1)ایک بہت بڑا طبقہ مسواک کا اہتمام نہیں کرتا اور دانتوں کی صفائی کیلئے محض ٹوتھ پیسٹ پر اکتفا کرتا ہے، حالآنکہ ٹوتھ پیسٹ سے منہ کی طہارت کا فائدہ تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن مسواک کی سنت کا ثواب نہیں ملتا،اِس لئے ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ ساتھ مسواک کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے۔

(2)مسواک کرنے والے حضرات لاعلمی یا بے توجہی کی وجہ سے مسواک کے آداب اور اس کے طریقے کا خیال نہیں رکھتے جس کی وجہ سے مسواک کے حقیقی فوائد اور نتائج نہیں ملتے، مثلاً: ایک مرتبہ برش بنا کر مسواک کو کافی دنوں تک استعمال کیا جاتا ہے،حالآنکہ اس سے مسواک کے مکمل فوائد حاصل نہیں کیے جاسکتے، کیونکہ بار بار مسواک کو چبانے اور برش بنانے کی وجہ سے وہ تازہ رہتی ہے اور اُس سے نکلنے والا عرق بھی دانتوں اور مسوڑھوں بلکہ گلے اور معدہ کیلئے نہایت

مفید ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے (البحر الرائق، سنن الوضوء:1/21) ملاحظہ فرمایئے۔

(3) مسواک کرنے والے کچھ حضرات اِس کو صرف وضو کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں، حالآنکہ احادیثِ طیّبہ میں وضو کے علاوہ بھی اِس کے کئی مقامات ذکر کیے گئے ہیں، اِس لئے دیگر مقامات میں بھی مسواک کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

مسواک کرنے کے مواقع اور مقامات:

احادیث میں مسواک کرنے کے کئی مواقع ذکر کیے گئے ہیں:

(1) ہر وضو کے ساتھ۔ (مستدرکِ حاکم:516)

(2) ہر نماز کے ساتھ۔ (بخاری:887)

(3) گھر میں داخل ہوتے وقت۔ (ابوداؤد:51)

(4) نیند سے بیدار ہو کر۔ (بخاری:245)

(5) تہجد کیلئے بیدار ہوتے وقت۔ (ابن ماجہ:286)

(6) تلاوت قرآن کے وقت۔ (مسند بزار:2/214)

(7) نماز کیلئے نکلتے وقت۔ (طبرانی کبیر:5261)

(8) صبح کی نماز کیلئے جاتے وقت۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:1788)

(9) سونے کیلئے جاتے وقت۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:1788)

(10) کھانے سے پہلے اور بعد میں۔(مصنف ابن ابی شیبہ:1804)

(11) جمعہ کے دن بطور خاص۔(نسائی:1375)

(12) منہ میں کسی بھی وجہ سے بو پیدا ہو جانے کے وقت۔(سننِ کبریٰ بیہقی:168)

(2)دوسرا کام:وضو سنّت کے مطابق کیجئے:

وضو کو کامل اور اچھی طرح سے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سنّت کے مطابق وضو کا جو طریقہ ہے اُسے سیکھ کر اختیار کیا جائے، کیونکہ نماز کی طرح وضو بھی سنّت کے مطابق کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور اُس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت عُثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

جس نے میرے وضو کی طرح (یعنی سنت کے مطابق)وضو کیا اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(صحیح ابن حبان:360)

حضرت عُثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ جس نے میرے وضو کی طرح (یعنی سنّت کے مطابق)وضو کیا اور پھر دو رکعت اِس طرح اداء کی اُس میں (قصداً) کوئی خیال دل

میں نہیں لایا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(دارمی:720)

وضو کا سنّت طریقہ:

وضو کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ وضو سے پہلے طہارت حاصل کرنے کی نیت کرے، اِس لئے کہ بغیر نیت کے ثواب نہ ہو گا، اگرچہ وضو ہو جائے گا۔ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں وضو شروع کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے، پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے، اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرلے تاکہ میل کچیل دور ہو جائے۔ اگر روزے سے نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح پورے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے، کیونکہ اس سے حلق میں پانی جانے کا اندیشہ ہے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے اس طرح ناک صاف کرے کہ ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچ جائے۔ جس کا روزہ ہو وہ نرم ہڈی سے اوپر پانی نہ لے جائے۔ پھر سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک تین دفعہ چہرہ دھوئے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچائے تاکہ کہیں کوئی جگہ خشک نہ

رہ جائے۔ پھر تین بار دایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے، پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔ انگوٹھی، چھلا وغیرہ جو کچھ ہاتھ میں پہنا ہوا ہو اسے ہلا لے تا کہ کہیں اس کے نیچے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ کان کے اندر کے حصے کا شہادت کی انگلی سے اور کان کے اوپر کے حصے کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے، لیکن گلے کا مسح نہ کرے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ کان کے مسح کیلئے نیا پانی نہ لے، بلکہ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ تین بار دایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے، پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (تسہیل بہشتی زیور: 1/ 156)

(3) تیسرا کام: وضو میں اسراف سے بچیں:

وضو کے دوران پانی کا کثرت سے بہانا اور اُسے بے کار اور بے مَصرف ضائع کرنا ایک ایسی بیماری ہے جس میں عام و خاص بہت لوگ مبتلاء ہیں، حالآنکہ نبی کریم ﷺ نے سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے، چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں:

(1) ایک دفعہ صحابیِ رسول حضرت سعد رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: "مَا هٰذَا السَّرَفُ" اے سعد! یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ" ہاں! کیوں نہیں، وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے اگرچہ تم چلتی ہوئی نہر پر ہی کیوں نہ ہو۔ (ابن ماجہ 425)

(2) نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو وضو (میں اسراف) کرتے ہوئے دیکھا، تو (بطور تاکید کے ایک ہی بات کو دو دفعہ) ارشاد فرمایا:

"لَا تُسْرِفْ، لَا تُسْرِفْ" اسراف مت کرو، اسراف مت کرو۔ (ابن ماجہ 424)

(3) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے: "أَقْصِدْ فِي الْوُضُوءِ وَلَوْ كُنْتَ عَلَى شَاطِئِ نَهْرٍ" وضو میں (پانی استعمال کرنے میں) میانہ روی اختیار کرو، اگرچہ نہر کے کنارے ہی کیوں نہ ہو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 726)

(4) نبی کریم ﷺ سے کسی نے وضو کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے تین تین مرتبہ اعضاء کو دھوتے ہوئے وضو کر کے دکھایا، پھر ارشاد فرمایا: "هٰكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ" وضو اس طرح سے ہوتا ہے، پس جس نے اس پر اضافہ کیا اس نے ظلم کیا۔ (نسائی: 140)

(5)حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"لَا خَيْرَ فِيْ صَبِّ الْمَاءِ الْكَثِيْرِ فِي الْوُضُوءِ وَإِنَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ"

وضو میں زیادہ پانی بہانے میں کوئی خیر و بھلائی نہیں، اور یہ (عمل) شیطان کی طرف سے ہے۔(کنز العمال:26260)(أخرجہ ابو نعیم فی تاریخ اصبہان:2/53)

وضو میں اسراف سے کیسے بچا جائے:

وضو میں اِسراف سے بچنے کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ سنت کے مطابق ہر ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھوئیں، نلکے کی دھار آہستہ کھولیں، وضو کے دوران اعضاء کو مَلتے ہوئے اور بالخصوص مسح کرتے ہوئے نلکا بند رکھیں۔اس طریقے پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ ضرورت کے مطابق پانی خرچ ہو گا۔

حضرت مفتی عبد الرؤف سکھروی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اسراف سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب وضو کرنے کیلئے بیسن پر کھڑے ہوں یا نلکے پر بیٹھیں تو الٹا ہاتھ نلکا کھولنے اور بند کرنے کے لئے مخصوص کر دیں اور سیدھا ہاتھ پانی لینے کیلئے مقرر کر دیں۔الٹے ہاتھ سے نلکا بند کر کے پھر الٹا ہاتھ بھی سیدھے ہاتھ کے ساتھ ملا کر پانی کا استعمال کریں۔ اس میں ذرا سی مشق کرنے کی ضرورت ہے، کوئی مشکل نہیں ہے۔(اصلاحی بیانات:4/285)

(4)چوتھا کام: وضو توجہ اور دھیان سے کریں:

توجہ اور دھیان سے وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے خیالات کو یکسوئی سے وضو کے اندر کیے جانے والے افعال کی طرف لگا کر رکھیں اور کسی بھی ایسے عمل سے اجتناب کریں جو وضو میں خلل انداز ہو سکتا ہے، مثلاً:

بہت جلدی جلدی وضو کرنا، وضو کے دوران باتیں کرنا، کسی بھی قسم کے کھیل و تفریح میں لگنا، لغو اور فضول کام میں مشغول ہونا، دورانِ وضو موبائل فون وغیرہ میں مصروف ہونا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

وضو کی طرف دھیان ہونے میں سب سے اعلی بات یہ ہے کہ جب آدمی اپنا چہرہ دھوئے تو اس طرف دھیان کرے کہ میرے چہرے کے گناہ دُھل رہے ہیں۔ ہماری غلطی سب سے پہلے وضو سے شروع ہوتی ہے، جب ہم وضو کرنے بیٹھتے ہیں تو دنیا کے سارے خرافات وضو کے دوران چلتے رہتے ہیں، بات چیت ہو رہی ہے ،گپ شپ ہو رہی ہے، حواس باختہ حالت میں وضو کر رہے ہیں، بس جلدی جلدی اپنا فرض ساقط کیا اور فارغ ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وضو کے فوائد و ثمرات حاصل نہیں ہوتے۔ (اصلاحی خطبات:14 / 229،231)

تیسری چیز:لباس کی اصلاح:

نماز سے متعلّق خارجی اِصلاح کیلئے تیسری چیز جس کی درستگی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس صحیح اور نماز کے قابل ہونا ضروری ہے۔

لباس کے بارے میں تین باتوں کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیئے:

(1)لباس ساتر ہو۔ (2)لباس پاک ہو۔ (3)لباس بے ڈھنگا نہ ہو۔

(1)پہلی بات: نماز میں لباس سے ستر چھپا ہوا ہونا چاہیئے:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں ایسا لباس زیب تن کیا جائے جس میں کم سے کم ستر کا حصہ اچھی طرح مکمل چھپ جائے، یہ ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ جس لباس سے یہ فائدہ حاصل نہ ہو اسے پہن کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ مردوں کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے جبکہ عورتوں کا ستر چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم ہے، چنانچہ عورتوں کیلئے نماز میں بال، کان، گردن اور پنڈلی وغیرہ کا اچھی طرح چھپانا ضروری ہے۔

نماز کے دوران اگر ستر کے اعضاء میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہے کہ جس میں تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم“ کہا جاسکتا ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(الدر المختار:1 / 401)

ستر کے بارے میں چند قابل اصلاح امور:

(1)—عورتوں کا ہاف آستین کے کپڑے پہن کر یا کلائیاں کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا غلط ہے، اِس لئے کہ گٹوں سے اوپر کلائیوں کا حصہ ستر میں داخل ہے جسے نماز میں کھولنا درست نہیں۔

(2)—عورتوں کا ٹخنے کھول کر نماز پڑھنا غلط ہے، اِس لئے کہ ٹخنوں سے اوپر پنڈلیوں کا حصہ ستر میں داخل ہے جسے نماز میں کھولنا درست نہیں۔

(3)—خواتین کیلئے نماز میں اس قدر چھوٹا دوپٹہ استعمال کرنا جس کو پہن کر بال کمر کی جانب سے نظر آرہے ہوں، یہ درست نہیں، کیونکہ بال ستر میں داخل ہیں۔

(4)—باریک یا جالی دار دوپٹہ یا کپڑے پہننا کہ جس سے بالوں یا جسم کی رنگت ظاہر ہوتی ہو، یہ بھی درست نہیں، اِس لئے کہ اِس سے ستر چھپتا نہیں۔

(5)—مرد حضرات کا پینٹ اس قدر نیچے پہننا کہ جس سے سجدے میں کمر کی جانب سے ستر کا حصہ کھل جاتا ہو، جیسا کہ آج کل نوجوانوں میں کثرت سے یہ کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے، یہ غلطی ہے اوراس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

(6)—اتنا چست لباس (کپڑے یا پینٹ وغیرہ) پہننا جس کی وجہ سے جسم کے مخفی اعضاء نمایاں نظر آتے ہوں۔ حضرت مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

عورتوں کے (چست) لباس کی بنسبت مردوں کی چست پتلون (پینٹ) زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ عورت نے چست کرتے کو چادر یا دوپٹہ سے چھپا کر نماز پڑھی تو اس میں کراہت نہیں۔ (احسن الفتاوی: 3/403، ایچ ایم سعید)

پینٹ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم:

عموماً جو پینٹ اور پتلون پہنی جاتی ہیں وہ دو طرح کی ہوتی ہیں:

(1) ڈھیلی، جیسے سفاری سوٹ کی پتلون۔ (2) چست، جیسے جینس کی پینٹ۔

پہلی قسم یعنی ڈھیلی پینٹ جسے پہن کر اعضاء بہت زیادہ واضح اور نمایاں نہ ہوتے ہوں، اس میں نماز ہو جاتی ہے، اگرچہ بہتر پھر بھی یہی ہے کہ نماز کیلئے شلوار قمیص کو استعمال کیا جائے۔

دوسری قسم یعنی چست پینٹ جسے پہن کر اعضاء نمایاں ہوتے ہوں اُس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسی پینٹ کے اوپر کرتا یا قمیص بھی نہ ہو کہ جس سے کسی درجہ میں پردہ کا فائدہ حاصل ہو سکے تو اس میں نماز مکروہ ہو گی۔

چنانچہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: پینٹ کے اوپر اگر کرتا نہ ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 2/176)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ (ردالمحتار: 1/410) (ومثلہ فی احسن الفتاوی: 3/403)

(2)دوسری بات: لباس پاک ہونا چاہیئے:

کپڑوں کا پاک ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: (وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ) اپنے کپڑوں کو پاک کیجئے۔اِس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے ہوئے کپڑوں کی پاکی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اگر نجاست کی قلیل مقدار جو معاف مقدار کے تحت آتی ہے اُس سے زیادہ ہوتے ہوئے نماز پڑھ لی گئی تو نماز ہی نہیں ہوتی ،اُس کا لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی نجاست کتنی مقدار میں معاف ہے،اِس کیلئے مندرجہ ذیل تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نجاست کی قسمیں اور اُن کی معاف اور غیر معاف مقداریں:

نجاست کی دو قسمیں ہیں: (1)غلیظہ۔ (2)خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ کا حکم: نجاستِ غلیظہ کی دو صورتیں ہیں:

(1) سیّال،یعنی بہنے والی، جیسے خون اور پیشاب وغیرہ۔

(2) جامد،یعنی گاڑھی جیسے گوبر اور پاخانہ وغیرہ۔

سیّال نجاست میں درہم کے پھیلاؤ کا اعتبار ہے،اور اس کو ہتھیلی کا پھیلاؤ بھی کہا جاتا ہے،اس مقدار کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ہتھیلی کو اچھی طرح پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے پانی ڈالیں جتنا پانی رُک جائے اُس کا پھیلاؤ درہم کے برابر

سمجھا جائے گا، پس نجاستِ غلیظہ سیّال(Liquid) ہونے کی صورت میں اگر ہتھیلی کے پھیلاؤ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، زیادہ ہو تو معاف نہیں۔

جامد نجاست میں ایک درہم کے وزن کا اعتبار ہے جو ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ بنتا ہے، پس نجاستِ غلیظہ جامد اور گاڑھی ہونے کی صورت میں اگر ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، زیادہ ہو تو معاف نہیں۔(عُمدۃ الفقہ: 1/ 277)

نجاستِ خفیفہ کا حکم: نجاست خفیفہ جس حصہ میں لگی ہے، اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں۔

نجاست کے معاف ہونے کا مطلب:

نجاست کے معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز کے بعد کپڑے وغیرہ پر نجاست نظر آئے تو نماز کو لوٹانے نہ لوٹانے کے اندر اسی مِقدار کو دیکھا جائے گا، یا نماز سے پہلے بھی اگر معلوم ہو جاتا ہے لیکن وقت اتنا تنگ ہے کہ دھونے میں نماز قضاء ہو جائے گی، یا وقت ہے لیکن دھونے کا(پانی وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے) انتظام نہیں ہے تو ان صورتوں میں نجاست کے معاف مقدار ہونے کی صورت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس مقدار میں لگی ہوئی نجاست کا علم بھی ہو، اس کے دھونے کی قدرت اور انتظام بھی ہو، پھر بھی اسی حالت میں

نمازیں پڑھی جاتی رہیں، کیونکہ یہ نظافت و نفاست کے بھی خلاف ہے اور اس حالت میں نماز بھی مکروہ ہو جاتی ہے۔(بنایہ شرح ہدایہ:1/700)

اس لئے اس صورت میں نجاست کو دور کر کے نماز پڑھنا چاہیے۔

پاکی کے بارے میں قابل اصلاح امور:

(1)ـــ کبھی استنجاء میں کوتاہی یا جلد بازی کی وجہ سے پیشاب کی چھینٹوں یا قطروں سے کپڑے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اسی حالت میں نمازیں پڑھی جاتی رہتی ہیں۔

(2)ـــ بچوں والی مائیں اکثر خیال نہ رکھنے اور احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کپڑوں کی ناپاکی کا شکار رہتی ہیں اور بسا اوقات اسی حالت میں نماز پڑھ لیتی ہیں۔

(3)ـــ بعض لوگوں کو ناپاکی کی کچھ چیزوں کا علم نہیں ہوتا، یا اس بارے میں وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ مثلاً:

☆ یہ سمجھا جاتا ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے، اُس کا پیشاب بھی ناپاک ہوتا ہے۔(فتاوی محمودیہ:5/227)

☆ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ الٹی جبکہ وہ منہ بھر کر ہو، ناپاک ہوتی ہے، اگر کپڑوں پر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے۔ اور اسی میں بچوں کی قے مثلاً: دودھ الٹنا وغیرہ بھی شامل ہے۔(فتاوی محمودیہ:5/228)

☆ لیکوریا کی بیماری میں خارج ہونے والا پانی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہوتا ہے، اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کپڑوں پر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی عثمانی: 1/ 333)

☆ بعض لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ناپاک کپڑوں کو دھوتے ہوئے جو چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جاتی ہیں وہ بھی ناپاک ہوتی ہیں، اگر وہ کپڑوں کو لگ جائیں تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے۔ (محمودیہ: 5/ 251)

☆ بعض اوقات جیب میں کوئی ناپاک کپڑا وغیرہ رکھ کر نماز پڑھی جاتی ہے مثلاً: دستی رومال میں خون یا اور کوئی نجاست لگ گئی اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی۔

☆ نماز کے دوران قریب پڑا ہوا کوئی نجس کپڑا جسم سے (تین تسبیح کے بقدر) لگا رہا یا کوئی ناپاک کپڑے پہنے ہوئے بچہ آکر جسم سے چمٹ گیا (تین تسبیح کے بقدر) تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (محمودیہ: 5/ 513)

(3) تیسری بات: لباس بے ڈھنگا اور ناپسندیدہ نہیں ہونا چاہیئے:

اللہ تبارک و تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ۔(آسان ترجمہ قرآن)

مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لباس کو لفظ زینت سے تعبیر کر کے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا گیا کہ نماز میں افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ صرف ستر پوشی پر کفایت نہ کی جائے بلکہ اپنی وسعت کے مطابق لباس زینت اختیار کیا جائے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز کے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ جمال کو پسند فرماتے ہیں، اس لئے میں اپنے رب کے لئے زینت و جمال اختیار کرتا ہوں .... اور چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں بلکہ لباس زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے (یعنی کندھے) یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ قمیص ہی نیم (آدھی) آستین ہو یا آستین (اوپر) چڑھائی گئی ہو بہر حال نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے، جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے، اگرچہ پوری آستین بھی ہو، یا سر پر بجائے ٹوپی کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے

اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا، تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے۔(تفسیر معارف القرآن:3/ 543،544)

اور اسی میں لباس کی وہ ہیئت بھی داخل ہے جس کو شریعت نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے، اگرچہ عرف میں بُرا نہ سمجھا جاتا ہو، ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے:

ناپسندیدہ لباس کے بارے میں چند قابل اصلاح امور:

(1)میلے کچیلے کپڑے پہننا۔(2) کہنیاں کھول کر کر نماز پڑھنا۔(3) ننگے سر نماز پڑھنا۔(4)جاندار کی تصویر پر مشتمل کپڑوں میں نماز پڑھنا۔(5)سر پر ٹوپی کی جگہ دستی رومال باندھنا۔(6) کندھے پر رومال یا چادر لٹکا کر نماز پڑھنا۔(7)سردی وغیرہ کی وجہ سے منہ اور ناک کو ڈھانپ کر نماز پڑھنا۔(8)عمامہ یا رومال کا سر پر اس طرح باندھنا کہ درمیان میں سر کھلا رہے۔(9)خالص سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا۔(10)مردوں کا ریشم پہن کر نماز پڑھنا۔(11)مسجد کی ٹوپی (بالخصوص جبکہ وہ پھٹی پرانی اور گندی ہو) پہن کر نماز پڑھنا۔

چوتھی چیز:صفوں کی درستگی:

نماز سے متعلّق خارجی اِصلاح کیلئے چوتھی چیز جس کا اہتمام ضروری ہے وہ ”صفوں کی اِصلاح و درستگی“ ہے۔

اسلام نے ہمیں نظم و ضبط اور ڈسپلن کی تعلیم دی ہے، جہاد اور نماز میں صفوں کو درست قائم کرنے کا حکم اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ان مجاہدین سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے جو میدان کارزار میں صفیں بنا کر دشمنان اسلام سے بر سر پیکار ہوتے ہیں۔(سورۃ الصف:4)

صفوں کی درستگی کا تاکیدی حکم :

(1)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ، مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ"

اپنی صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صف کا سیدھا کرنا نماز کی تمامیت (یعنی اُس کے مکمل ہونے) میں سے ہے۔(مسلم:433)

(2)ایک اور روایت میں اسے نماز کی خوبصورتی قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے:"أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ"نماز میں صف سیدھی رکھو کیونکہ صف کا درست قائم رکھنا نماز کی خوبصورتی میں سے ہے۔(مسلم:435)

(5)حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا"

نبی کریم ﷺ صف کے درمیان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چلتے تھے اور (صف کو سیدھا کرنے کی غرض سے) ہمارے کندھوں اور اور سینوں پر ہاتھ مبارک پھیرا کرتے تھے۔ (ابوداؤد:664)

صفوں میں کوتاہی کرنے والوں کے بارے میں وعیدیں:

(1) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست کیا کرتے تھے گویا کہ ان کے ذریعے تیر سیدھے کیے جائیں گے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ ﷺ نماز پڑھانے کیلئے نکلے، ابھی آپ نماز شروع کر ہی رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا، آپ نے فرمایا:

"عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ"

اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالی تمہارے (دلوں کے) درمیان مخالفت پیدا کر دے گا۔ (مسلم:436)

یعنی صفوں کی کجی باطن پر اثر انداز ہو کر دلوں میں نفرت وعَداوَت کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے، اِس لئے باہمی اختلافات اور نفرتوں کے اِزالہ کیلئے دوسرے بہت سے کاموں کے ساتھ ساتھ صفوں کو بھی خوب اہتمام سے درست کرنا چاہیئے۔

(2) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صف ملانے والوں کو دعاء اور کاٹنے والوں کو بد دعاء دیتے ہوئے فرمایا: "مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" جو صف کو ملائے اللہ تعالی اس کو ملائے اور جو صف کو کاٹے اللہ تعالی اس کو کاٹے۔ (نسائی:819)

(3) صفوں میں جان کر پیچھے کھڑے ہونے والوں کے بارے میں اِرشادِ نبوی ہے: "لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ"۔ لوگ صفوں میں پیچھے کھڑے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ (ایک وقت آئے گا کہ) اللہ تعالی ان کو (اپنی رحمت اور فضل سے) دور کر دے گا۔ (مسلم مع شرحہ للنووی:437)

(4) ایک موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اُسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ عَنْ وَابِصَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ۔ (ابوداؤد:682)

صف اول اور اگلی صفوں کی فضیلت:

عموماً نماز میں اگلی صفوں اور بالخصوص پہلی صف کی فضیلت اور اہمیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اُس کے حاصل کرنے کی فکر نہیں کی جاتی اور اُس کے ترک ہو جانے کی

وجہ سے کوئی افسوس اور مَلال نہیں ہوتا، حالآنکہ احادیثِ طیّبہ میں اِس کی فضیلت و اہمیت کو بہت واضح اَنداز میں سمجھایا گیا ہے، ذیل میں اِس سلسلے کی چند احادیثِ طیّبہ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی صف سب سے بہتر اور افضل ہے:

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا“

مَردوں کی صفوں میں بہترین صف پہلی اور بدترین صف آخری ہے۔(نسائی:820)

پہلی صف سبقت اور قرعہ اَندازی کرنے کے قابل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوا“

اگر لوگوں کو اگلی صف کا ثواب معلوم ہوجائے تو اس میں پہنچنے کے لئے (کثرتِ ہجوم کی بناء پر) قرعہ اندازی کریں۔(بخاری:721)

پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے:

حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَآئِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ“ بیشک پہلی صف (فضیلت میں) فرشتوں کی صف کی طرح ہے، اور اگر تم لوگ اِس پہلی صف کی فضیلت کو جان لو تو اِس کے حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے ضرور سبقت کرنے لگو۔(ابوداؤد:554)

اللہ اور فرشتوں کا اگلی صفوں پر رحمتیں بھیجنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْمُتَقَدِّمَةِ“

بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اگلی صفوں میں کھڑے ہوئے لوگوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔(نسائی:811)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:”إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ“ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے پہلی صفوں میں کھڑے ہوئے لوگوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔(مسلم:664)

صف بنانے کا طریقہ :

صف کو ہمیشہ درمیان سے بنانا چاہیے، اس لئے ہر آنے والے کو چاہیے کہ وہ (اگلی صف کے مکمل ہو جانے کی صورت میں) امام کے پیچھے کھڑا ہو، اس کے بعد آنے

والا دائیں طرف کھڑا ہو، پھر آنے والا بائیں طرف کھڑا ہو، پھر دائیں، پھر بائیں، اسی طرح دونوں طرف سے صف میں برابری کا خیال رکھتے ہوئے کنارے تک صف کو مکمل کیا جائے۔(شامیہ:1 /567)

صفوں کی درستگی کے چند اہم کام:

صفوں کی درستگی کا جو شرعی حکم ہے اُس کے اندر کئی امور قابلِ لحاظ ہیں، جن کی رعایت کرنے سے تسویۃ الصفوف یعنی صفوں کی درستگی کے حکم پر بآسانی عمل کیا جاسکتا ہے، ذیل میں ایسے چند اہم امور ذکر کیے جارہے ہیں:

(1)صفوں کو برابر رکھنا:

بہت سی احادیث میں آپ ﷺ نے صفوں کو سیدھا اور برابر رکھنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ: ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"سَوُّوا صُفُوفَكُمْ" یعنی اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔(مسلم:433)

ایک اور روایت میں ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:"اِسْتَوُوا وَعَدِّلُوا صُفُوفَكُمْ"سیدھے ہوجاؤ اور اپنی صفوں کو برابر رکھو۔(ابوداؤد:669)

ایک روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے دائیں بائیں دونوں

طرف رُخ کر کے یہ اِرشاد فرمایا کرتے تھے:"اِعْتَدِلُوا سَوُّوا صُفُوفَكُمْ" سیدھے ہو جاؤاور اپنی صفوں کو برابر کرلو۔(ابوداؤد:670)

حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ" جب ہم نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہماری صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے،جب ہم اچھی طرح سیدھے ہو جاتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تکبیر (تحریمہ) کہا کرتے تھے۔(ابوداؤد:665)

واضح رہے کہ صف کی برابری انگلیوں کی طرف سے نہیں، بلکہ ٹخنوں اور ایڑیوں کی طرف سے ہوتی ہے، لہٰذا صف میں موجود ہر شخص کو اپنی ایڑی صف میں لگی ہوئی لکیر اور نشان کی سیدھ میں رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے،اِس سے خود بخود صف درست اور سیدھی ہو جاتی ہے۔

(2)اگلی صفیں پہلے مکمل کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ اُس طرح صف کیوں نہیں بناتے جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ فرشتے اپنے رب کے پاس کیسے صف بناتے ہیں ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ:"يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي

الصَّفِّ" وہ فرشتے اگلی صفوں کو(پہلے) مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔(ابوداوٗد:661)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أَتِمُّوا الصَّفَّ الْأَوَّلَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيْهِ، وَإِنْ كَانَ نَقْصٌ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ"

پہلی صف مکمل کرو، پھر جو اُس سے ملی ہوئی ہے اُسے مکمل کرو، اگر صف میں کوئی کمی ہو تو(اگلی صفوں میں نہیں، بلکہ) آخری صف میں ہونی چاہیئے۔(نسائی:818)

(3)ہر نئی صف اِمام کے پیچھے سے شروع کرنا:

(4)صف کو دونوں جانب سے برابر رکھنا:

دونوں اُصولوں کی دلیل یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:"وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ"

اِمام کو درمیان میں رکھو اور درمیان کے خلاء کو پُر کرلو۔(ابوداوٗد:681)

اس حدیث میں امام کو درمیان میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(1)ایک یہ کہ امام کے پیچھے سے صف بنانی چاہیے۔

(2)دوسری یہ کہ صف کو دونوں جانب سے برابر رکھنا چاہیے، کیونکہ ان دونوں چیزوں کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے امام کو درمیان میں رکھنے کے حکم پر عمل نہ ہوسکے گا۔

بذل المجہود میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی تمہارے اِمام کو اِس طرح کھڑا ہونا چاہیئے تم اُس کے پیچھے بالکل درمیان سے صف بنانا شروع کرو اور صف کے دائیں اور بائیں دونوں جانب کے لوگ برابر ہونے چاہیئے۔(بذل المجہود:1 / 365،امدادیہ ملتان)

(5)مل کر کھڑے ہونا:

(6)دو صفوں میں فاصلہ کم رکھنا:

(7)ہموار سطح پر کھڑے ہونا:

صفوں کی درستگی میں تین اہم کام احادیثِ طیبہ سے یہ بھی معلوم ہوتے ہیں کہ:

(1)صفوں میں مل مل کر اِس طرح کھڑے ہونا کہ درمیان میں کوئی خلاء اور فاصلہ باقی نہ رہے۔(2) دو صفوں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ نہ چھوڑا جائے کہ ایک اور صف قائم ہوسکے۔(3) کھڑے ہونے میں ہموار سطح کو منتخب کیا جائے، اونچی نیچی جگہ نہ ہو۔(مرقاۃ المفاتیح:3 /852)

یہ تینوں کام بھی حدیث میں ذکر کیے گئے ہیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”رَاصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ“ اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو(یعنی خوب اچھی طرح مل مل کر کھڑے ہو)اور صفوں کے درمیان قرب رکھو(یعنی دو صفوں کے درمیان اِتنا فاصلہ نہ چھوڑو کہ ایک اور صف کھڑی ہوسکے)اپنی گردنیں برابر رکھو (ایسا نہ ہو کہ کوئی بلند جگہ پر کھڑا ہو اور کوئی نیچے، بلکہ ہموار جگہ پر کھڑے ہو تا کہ سب کی گردنیں برابر رہیں)قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! میں شیاطین کو دیکھتا ہوں کہ وہ صف کے درمیان کی کشادگی میں بکری کے کالے بچے کی طرح گھستا ہے۔(نسائی:815)(مرقاۃ المفاتیح:3/852)

ایک روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:”أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ“ صفوں کو سیدھا رکھو اور کندھوں کو آپس میں ملالو اور درمیان کے خلاء کو پُر کرلو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں (جو تم کو حرکت دیکر

صفوں کو سیدھا کر رہے ہیں) نرم ہو جاؤ اور شیطان کے (گھس جانے) کیلئے (صفوں کے درمیان) کشادگی مت چھوڑو۔ (ابو داؤد: 666)

صف کی درستگی کے بارے میں چند قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ جلد بازی میں یا جلدی واپس جانے کیلئے مسجد کے دروازے سے داخل ہوتے ہی قریب کی صف میں جہاں جگہ ملتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عموماً مسجد کے دروازے کے قریب کی صفیں پُر ہو جاتی ہیں اور دوسری جانب کی صفیں خالی رہ جاتی ہیں، یہ غلط اور قابلِ اِصلاح ہے۔

(2) بعض لوگ نئی صف کو درمیان سے بنانے کے بجائے ایک کنارے سے بنانا شروع کرتے ہیں، یہ غلط اور قابلِ اِصلاح ہے۔

(3) یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے بھی نئی صف بننا شروع ہو جاتی ہے، یہ غلط اور قابلِ اِصلاح ہے۔

(4) گرمی کے موسم میں پنکھوں اور ہوادار جگہوں میں کھڑے ہونے کی کوشش کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے ایک ہی صف مختلف جگہ سے ٹکڑوں میں بننا شروع ہوتی ہے، جو سراسر غلط اور قابلِ اِصلاح ہے، بالخصوص جبکہ جماعت کے اختتام تک وہ درمیان کی جگہیں پُر نہ ہوں تو اور بھی بُرا ہے۔

(5) صفوں کے درمیان میں خالی جگہیں (اگرچہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں) چھوڑ دی جاتی ہیں، حالآنکہ یہ درست نہیں، کیونکہ حدیث کے مطابق اِیسی جگہوں کو شیطان درمیان میں گھس کر پُر کرتا ہے، جو نمازیوں کیلئے وساوس میں مبتلاء ہونے اور خشوع خضوع کے فوت ہونے کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

"وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ" شیطان کے (گھس جانے) کیلئے (صفوں میں) کشادگی مت چھوڑو۔ (ابوداؤد:666)

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا وہ نماز کی خارجی اِصلاح سے متعلّق تھا، اب نماز کی داخلی یعنی اندرونی اِصلاح سے متعلّق تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

☆——☆——☆

نماز کی داخلی اصلاح

نماز کے داخلی حصے کی اصلاح اور درستگی کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے اندرونی حصے کو درست کیا جائے اور سنت کے مطابق نماز کے اَرکان اور افعال کی ادائیگی کا اہتمام ہو، نیز نماز میں خشوع و خضوع کا بھی بھرپور اہتمام ہو یعنی قالب (جسم) کے ساتھ ساتھ قلب کی حاضری بھی اختیار کی جائے یا بالفاظِ دیگر حاضری کے ساتھ حضوری کا بھی بھر اہتمام کیا جائے۔

نماز کے داخلی حصے کی اصلاح اور درستگی کی دو صورتیں ہیں:

(1) ظاہری اصلاح: یعنی نماز کے اَرکان اور افعال کی صحیح اور درست ادائیگی۔

(2) باطنی اصلاح: یعنی نماز میں خشوع خضوع کا اہتمام۔

(1) پہلی قسم: نماز کی ظاہری اصلاح:

ظاہری اصلاح کا مطلب نماز کے افعال وارکان کو سنت کے مطابق درست طریقے سے ادا کرنا ہے، یعنی ہر ہر رکن کی ادائیگی میں اس بات کا لحاظ رکھنا کہ وہ مکمل سنت کے موافق ہو، جس کی تفصیل احادیث کثیرہ میں بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

ذیل میں اُسی طریقے کو مفصلاً ہر ہر رکن کی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے۔

سمجھنے میں آسانی کیلئے انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر ہر رکن کے عنوان کے تحت سب سے پہلے اس کا صحیح طریقہ ذکر کیا گیا ہے، پھر اس رکن میں واقع ہونے والی غلطیوں کو ذکر کیا گیا ہے تا کہ ان کوتاہیوں سے احتراز کیا جاسکے۔

اِس کو عمل کی نیت سے بغور پڑھیئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہراً وباطناً سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

نماز کی نیت:

(1) دل کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے، لہذا کم از کم اس بات کا قصد اور اِرادہ ہونا چاہیئے کہ میں کون سی نماز پڑھنے جارہا ہوں، جس کی حد یہ ہے کہ اگر اُس سے پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو تو وہ فوراً بغیر سوچے یہ بتاسکے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے۔ (الدر المختار: 1/ 415)

(2) نیت کا پایا جانا صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت شرط ہے، نماز کے آخر تک پوری نماز میں نیت کا مستحضر رہنا ضروری نہیں۔ (بنایہ: 2/ 138)

(2) اگر زبان سے نیت کرلی جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (الدر المختار: 1/ 415)

(3) سنن و نوافل میں صرف سنت یا نفل کی نیت بھی کافی ہے، جبکہ فرائض میں اس بات کی نیت بھی کرنی چاہیے کہ وہ کون سی (مثلاً: ظہر یا عصر کی) نماز ہے، نیز

ادا ہے یا قضا۔اور جماعت کی صورت میں اقتداء کی بھی نیت کی جائے گی۔واضح رہے کہ ان باتوں کا صرف دل میں اِرادہ کرلینا بھی کافی ہے۔(عالمگیری:1/65)

نیت سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض حضرات صف میں کھڑے ہو کر لمبی چوڑی نیت کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے تکبیر اولی فوت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات امام کے رکوع سے سر اٹھالینے کی وجہ سے رکعت بھی نکل جاتی ہے، یہ غلط ہے۔(احسن الفتاوی:3/14)

(2) بعض لوگ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نیت کرتے ہیں، یہ درست نہیں، اس سے نماز نہیں ہوتی۔(الدر المختار:1/417)

تکبیر تحریمہ:

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے مندرجہ ذیل اُمور کالحاظ رکھیں:

(1) تکبیرِ تحریمہ مقتدی اور اِمام، ہر ایک کیلئے زبان سے کہنا فرض ہے،اِس کے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہوتی، البتہ ہاتھوں کا اُٹھانا سنّت ہے۔(بنایہ:2/167)

(2) تکبیرِ تحریمہ میں پہلے ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھایا جائے گا اُس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ باندھے جائیں گے۔(البنایہ:2/169)(ردالمحتار:1/482)

(3) ہاتھوں کو اُٹھاتے ہوئے ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ رکھیں۔(الدر المختار:1/482)

(4)انگوٹھوں کا سرا کانوں کی لَو کے مساوی ہونا چاہیئے۔(ہدایۃ مع البنایہ:2/169)

(5)تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ہاتھوں کی اُنگلیاں کھولنے کی ضرورت نہیں،اُنہیں عادت کے مطابق رکھیں۔(المحیط البرُھانی:1/291)

(6)ہاتھ اُٹھاتے ہوئے سر کو جھکایا نہیں جائے گا۔(المحیط البرُھانی:1/291)

(6)"اَللہُ أَکْبَر" کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیں۔(الدر المختار:1/479)

تکبیرِ تحریمہ سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1)ہتھیلیاں قبلہ کے بجائے اپنے کانوں کی طرف ہونا درست نہیں۔

(2)بعض لوگ ہاتھوں سے اپنے کانوں کو پکڑ لیتے ہیں،یہ صحیح نہیں۔

(3)بعض لوگ ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے سر کو بھی جھکاتے ہیں،یہ صحیح نہیں۔

(4)بعض اوقات امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ تو اٹھایا جاتا ہے لیکن منہ سے تکبیر نہیں کہی جاتی،خوب یاد رکھیں کہ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

(5)کبھی لفظ "اَللہ" کے الف کو اور کبھی لفظ "أکبر" کے الف یا باء کو کھینچ کر("آللہُ" یا "آکْبَر" یا "اَکْبَار") پڑھا جاتا ہے،یہ صحیح نہیں۔(شامیہ:1/480)

(6)بعض لوگ تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر نیچے لاتے ہوئے مخصوص انداز میں پیچھے کی طرف جھٹکا دیتے ہیں،یہ ایک زائد اور عبث حرکت ہے۔

ہاتھوں کو باندھنے کا طریقہ:

(1) دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹوں کو حلقہ کی صورت میں پکڑلیں اور بقیہ تین انگلی کہنی کی طرف پھیلادیں۔(شامیہ:1/487)

(2) دونوں ہاتھوں کو ناف کے ذرا نیچے باندھ لیں۔(شامیہ:1/479)

قیام کا طریقہ:

نماز کے دوران کھڑے ہونے میں مندرجہ ذیل اُمور کا خیال رکھیں:

(1) فرض، واجب اور سنّتِ مؤکّدہ میں قیام ضروری ہے، اُسے بلا عُذر ترک نہیں کیا جاسکتا البتہ نوافل اور سننِ غیر مؤکّدہ کو بیٹھ کر بھی پڑھا جاسکتا ہے، لیکن بلا عُذر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا ثواب ہوتا ہے۔(بخاری:1115)

(2) قیام میں سیدھا کھڑا ہونا چاہیے، گھٹنوں میں خَم دے کر یا سینہ کو جھکا کر یا سر کو دائیں بائیں مائل رکھتے ہوئے کھڑا ہونا درست نہیں۔

(3) قیام کے دوران نظر سجدے کی طرف رکھنی چاہیے۔

(4) قیام کے دوران دونوں پاؤں پر برابر وزن ڈالنا چاہیے۔

(5) سکون کے ساتھ کھڑے ہوں، اور بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں۔ اگر خارش وغیرہ کی ضرورت پیش آجائے تو صرف ایک ہاتھ

استعمال کریں، اور وہ بھی بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت، یعنی سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم اِستعمال کیجئے۔

(6) اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھیں، اس طرح کہ دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ ہو جائیں۔

(7) دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کم از کم چار انگلی کا ہونا چاہیے، جسامت کے اعتبار سے یہ فاصلہ زیادہ بھی کیا جاسکتا ہے، البتہ بہت زیادہ فاصلہ کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ کھڑے ہونے کی یہ ہیئت وقار و ادب کے خلاف ہے نیز اِس طرح کھڑے ہونے سے صف کے درمیان خلاء پیدا ہوتا ہے جو درست نہیں۔

قیام سے متعلّق قابلِ اصلاح امور:

(1) بعض لوگ قیام پر قادر ہوتے ہوئے بھی بیٹھ کر یا کرسی پر فرض نماز پڑھتے ہیں، اُن کی نماز نہیں ہوتی۔

(2) بکثرت نمازیوں میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ کھڑے ہونے میں پاؤں وی(V) کی شکل میں رکھے جاتے ہیں، جس سے انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب نہیں ہوتا، یہ طریقہ سنّت کے مطابق نہیں، اِس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

(3) بعض لوگ ایک پاؤں پر زور ڈال کر دوسرے پاؤں میں خم پیدا کر دیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں۔

(4) قیام کی حالت میں بعض لوگ قراءت کی وجہ سے حرکت کرتے ہیں یعنی ہل ہل کر پڑھتے ہیں، اس سے بچنا چاہیے۔

(5) سینے کو جھکا کر کھڑے ہونا صحیح نہیں، اِس سے بچنا چاہیئے۔

(6) دورانِ قیام گردن کو دائیں یا بائیں جانب مائل کر کے کھڑا ہونا درست نہیں۔

(7) دورانِ قیام سر کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے ملا لینا صحیح نہیں، اِس سے بچنا چاہیئے۔

ثناء، تعوّذ اور تسمیہ پڑھنا:

ثناء، تعوّذ اور تسمیہ میں مندرجہ اُمور کا خیال رکھیں:

(1) ثناء، تعوّذ اور تسمیہ، یہ تینوں پڑھنا سنّت ہے۔

(2) یہ تینوں ہلکی آواز کے ساتھ پڑھے جائیں گے۔

(3) ثناء اور تعوّذ صرف پہلی رکعت میں پڑھنا چاہیئے جبکہ تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں پڑھنا چاہیئے۔

(4) اِمام کی اقتداء کرنے والے کو صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہو جانا چاہیئے۔

(5) اِمام اگر قراءت شروع کر چکا ہو تو ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے۔

(6) مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پڑھنے کیلئے جب کھڑا ہو تو اُس کو بھی ثناء سے ابتداء کرنی چاہیئے۔

(7)عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات ثناء کے بعد اور تعوّذ سے پہلے کہی جائیں گی۔

قراءت کا طریقہ:

(1) ثنا، تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی سورت یا (کم از کم) تین چھوٹی آیات پڑھیں۔ ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو وہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(2) انفرادی نماز میں قراءت کی جائے گی اور امام کے پیچھے سرّی و جہری تمام نمازوں میں (خواہ امام کی تلاوت کی آواز آئے یا نہیں) خاموش رہنا چاہیئے۔

(3) فرائض میں فاتحہ کے ساتھ صرف پہلی دو رکعتوں میں سورت ملائی جائے گی اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔ جبکہ سنن و نوافل اور واجب کی تمام رکعات میں سورت ملائی جائے گی۔

(4) قرآن کریم کو قواعدِ تجوید کے مطابق صاف اور صحیح پڑھنا چاہیئے۔

قراءت سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ تلاوت کرتے ہوئے ہونٹوں کو حرکت نہیں دیتے، یاد رکھیں اس طرح تلاوت نہیں ہوتی اور نماز بھی نہیں ہوتی۔ تلاوت میں کم سے کم زبان سے حروف کی ادائیگی کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی عثمانی: 1/ 428)

(2) بہت سے لوگ مجہول اور تجوید کے خلاف قرآن مجید پڑھتے ہیں، اور اس کو صحیح کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے، جس کی وجہ سے بعض اوقات لحنِ جلی یعنی بڑی غلطی واقع ہو جانے کی وجہ سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(3) بہت تیز اور جلدی پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں، قرآن کریم کے آداب کے خلاف ہے۔ ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے۔

رکوع کا طریقہ:

(1) رکوع کرتے ہوئے اوپر کے دھڑ کو اتنا جھکائیں کہ کمر اور گردن ایک سطح پر آجائے، نہ اس سے زیادہ جھکیں، نہ اس سے کم۔ (شامیہ: 1/494)

(2) رکوع کی حالت میں گردن کو اتنا نہ جھکائیں کہ ٹھوڑی سینہ سے ملنے لگے اور نہ اتنا اوپر رکھیں کہ گردن کمر سے بلند ہو جائے، بلکہ کمر اور گردن ایک سطح پر رکھیں۔

(3) دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیں، اس طرح کہ انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، یعنی اُن کے درمیان فاصلہ ہو۔ (شامیہ: 1/493)

(4) رکوع میں پاؤں کو سیدھا رکھیں، ان میں خم نہیں ہونا چاہیئے۔

(5) رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے اور پہلو سے جدا رہنے چاہئیں اور پاؤں میں خم نہیں ہونا چاہیئے۔ (شامیہ: 1/494) (آپ کے مسائل: 3/359)

(6) دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل رکھیں۔(شامیہ:1/493)

(7) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔

(8) رکوع میں کم از کم 3 مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" پڑھیں، درمیانہ درجہ 5 مرتبہ اور اعلیٰ درجہ 7 مرتبہ پڑھنے کا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح)

رکوع سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ قیام سے رکوع میں جاتے ہوئے پہلے کھڑے کھڑے ہاتھ چھوڑ کر لٹکا دیتے ہیں، اس کے بعد رکوع میں جاتے ہیں، یہ ایک زائد حرکت ہے۔

(2) بعض لوگ اتنا معمولی جھکتے ہیں کہ ان کے ہاتھ بھی گھٹنوں تک نہیں پہنچ پاتے، یا اگر ہاتھ پہنچ بھی رہے ہوں لیکن اُن کی کمر سیدھی نہیں ہوتی، یہ صحیح نہیں۔

(3) بعض لوگ رکوع میں اپنے پاؤں میں خم دیتے ہیں یعنی اُنہیں تھوڑا سا موڑ کر رکھتے ہیں، یہ درست نہیں۔(شامیہ:1/494)(آپ کے مسائل:3/359)

قومہ کا طریقہ:

رکوع سے اٹھ کر کھڑے ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے:

(1) رکوع سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ اتنے سیدھے کھڑے ہوجائیں کہ جسم میں کوئی خم نہ رہے۔

(2) قومہ کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے۔

(3) قومہ کی دعاء "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" پڑھیں۔

قومہ سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ رکوع سے اٹھنے کے بجائے اٹھنے کا صرف اشارہ کر کے سجدے میں چلے جاتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ قومہ میں اطمینان سے کھڑا ہونا واجب ہے، اور واجب کو جان بوجھ کر چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی۔

سجدے میں جانے کا طریقہ:

(1) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انہیں زمین کی طرف اس طرح لے جائیں کہ سینہ آگے کی جانب نہ جھکے، جب گھٹنے زمین پر لگ جائیں اس کے بعد اوپر کے حصے یعنی سینے کو جھکائیں۔

(2) گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

سجدہ میں جانے سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) سجدے میں جاتے ہوئے کپڑوں کو سمیٹا جاتا ہے جو درست نہیں۔

(2) بکثرت یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر گھٹنے لگنے سے پہلے اوپر کا دھڑ جھکا دیتے ہیں جس سے صورۃً ایک اور رکوع کی مشابہت

ہو جاتی ہے جو یقیناً درست نہیں، چنانچہ علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ المحتار میں فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالے سے اِس کوتاہی کی صراحت کی ہے۔(ردّالمحتار:1 / 497)

(3) بعض لوگ گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، یہ درست نہیں۔

(4) بعض لوگ دائیں کو بائیں پر ترجیح دیتے ہوئے دونوں گھٹنوں اور دونوں ہاتھوں میں سے پہلے دایاں پھر بایاں رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، دونوں کا ساتھ رکھنا ہی صحیح طریقہ ہے۔

سجدے کا طریقہ

(1) سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لَو کے سامنے آجائیں۔

(2) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رکھیں، درمیان میں فاصلہ نہ ہو۔

(3) انگلیوں کو قبلہ رخ رکھیں۔

(4) کہنیاں زمین سے اٹھا کر رکھیں، زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔

(5) دونوں بازو پہلوؤں سے الگ رکھیں۔

(6) رانوں کو پیٹ سے الگ رکھیں، رانیں پیٹ سے ملی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں۔

(7) کہنیوں کو دائیں بائیں اتنا نہ پھیلائیں کہ برابر والوں کو تکلیف ہو۔

(8) سجدے میں دونوں پاؤں زمین پر اس طرح رکھیں کہ ان کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں، اور ایڑیاں سیدھی اوپر کی جانب کھڑی ہوں۔ ایڑیوں کو دائیں بائیں ٹیڑھا نہیں کرنا چاہیے۔

(9) سجدے کے دوران ناک اور پاؤں زمین پر رکھیں، ان کا اٹھانا درست نہیں۔

(10) سجدے میں نظریں ناک پر رکھی جائیں گی۔

سجدہ سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) سجدے میں دونوں پاؤں یا پاؤں کا کچھ حصہ یا ایک پاؤں زمین سے اٹھا دیا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں، بعض اوقات اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(2) سجدے میں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے وی (V) کی شکل میں رکھنا صحیح نہیں۔

(3) بعض لوگ پاؤں کی انگلیوں کو نیچے کے بجائے اوپر یعنی کنارے کی جانب سے زمین پر رکھتے ہیں، یہ صحیح نہیں۔

(4) بعض لوگ انگلیاں تو زمین پر رکھتے ہیں لیکن موڑنے کا اہتمام نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں ان کی کچھ انگلیاں زمین سے الگ رہتی ہیں، یہ بھی صحیح نہیں۔

(5) بعض لوگ سجدے میں ناک زمین پر رکھتے نہیں یا رکھ کر اٹھا لیتے ہیں، یہ صحیح نہیں، اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

جلسہ کا طریقہ:

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں، جس کا طریقہ یہ ہے:

(1) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کر لیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں۔

(2) دونوں ہاتھ رانوں پر رکھیں، اس طرح کہ انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں، بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنوں کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔

(3) نظریں اپنی گود پر رکھیں۔

(4) انگلیاں معمول کے مطابق رکھیں، نہ کھولیں نہ بند کریں۔(شامیہ:1/508)

(5) جلسہ میں اطمینان سے بیٹھیں، دوسرے سجدہ کی جلدی نہ کریں۔

جلسہ سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) قومہ کی طرح بعض لوگ جلسہ میں بھی جلد بازی کرتے ہیں اور اٹھنے کا صرف اشارہ کر کے دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں۔

(2) بعض لوگ جلسہ میں کمر سیدھی نہیں کرتے، یہ درست نہیں۔

(3) بعض لوگ جلسہ میں قعدہ کی طرح نہیں بیٹھتے، بلکہ ایڑیاں کھڑی کر کے پنجوں پر بیٹھتے ہیں، یہ صحیح نہیں۔

دوسرا سجدہ:

(1) دوسرے سجدے میں بھی اسی طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں ،پھر ناک، پھر پیشانی۔

(2) دوسرے سجدے کا طریقہ بھی وہی ہونا چاہیے جو پہلے سجدے کا ہے۔

دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ:

(1) سجدے سے اٹھتے ہوئے پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، اور پھر آخر میں گھٹنے۔

(2) اٹھتے ہوئے زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے، لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لیا جا سکتا ہے۔(شامیہ:1/506)

(3) اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے تسمیہ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) پڑھیں۔

قعدہ کا طریقہ:

(1) قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے جو جلسہ میں بیان کیا گیا ہے۔

(2) تشہد کے دوران شہادت کی اُنگلی سے جو اشارہ کیا جاتا ہے اس میں دو باتیں اہم اور قابلِ وضاحت ہیں:

(الف) ایک اس کا وقت، یعنی کس وقت اشارہ کیا جائے گا۔

(ب) دوسرا اس کا طریقہ، کہ اشارے کا طریقہ کیا ہو گا۔

اشارے کا وقت یہ ہے کہ التحیات پڑھتے ہوئے جب "اَشْھَدُ اَنْ لَّا" کے "لَا" پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللّٰہُ" پر جھکا دیں۔

اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی (یعنی چھوٹی انگلی) اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں، بیچ کی انگلی اور اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، پھر شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ قبلہ کی جانب قدرے جھکی ہوئی ہو۔ (شامیہ: 1/ 508، 509)

(3) اشارے سے فارغ ہو کر سلام پھیرنے تک انگلیوں کو اسی ہیئت پر رکھیں گے جو اشارے کے وقت بنائی گئی تھی۔

قعدہ سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ دونوں پاؤں بچھا کر بیٹھتے ہیں یا دایاں پاؤں کھڑا کرنے کے بجائے لٹا دیتے ہیں یا انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا اہتمام نہیں کرتے، یہ درست نہیں۔

(2) بعض لوگ قعدہ میں بیٹھ کر کپڑوں کو اپنی گود میں اچھی طرح سے بچھا کر صحیح کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں۔

(3) قعدہ میں بعض لوگ گردن کو جھکا کر اپنی ٹھوڑی سے لگا دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں

(4) شہادت کی انگلی کے اشارے میں بعض لوگ وقت میں اور بعض لوگ طریقے میں کوتاہی کرتے ہیں، جبکہ بعض لوگ اشارہ کرکے ہاتھوں کو سابقہ حالت میں واپس لے آتے ہیں۔ یہ ساری باتیں قابل اصلاح ہیں۔

سلام کا طریقہ:

(1) سلام میں گردن کو اچھی طرح موڑنا چاہیئے، جس کی حد یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی آپ کے پیچھے بیٹھا ہو تو اسے آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

(2) سلام پھیرتے ہوئے نظریں کندھوں پر رکھنا چاہیئے۔

(3) دائیں بائیں سلام پھیرتے ہوئے انسانوں اور فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کرنی چاہیئے اور اگر اِمام کسی جانب ہو تو اُس طرف سلام پھیرتے ہوئے اِمام کی نیت بھی کرنی چاہیئے۔

سلام سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بہت سے لوگ سلام میں صرف ہلکا سا اشارہ کردیتے ہیں، مکمل گردن نہیں موڑتے، یہ درست نہیں، گردن کو اچھی طرح موڑنا چاہیئے۔

(2) سلام پھیرتے ہوئے اکثر لوگوں کی نگاہیں دائیں بائیں موجود دور تک کے نمازیوں وغیرہ پر ہوتی ہیں، حالآنکہ نگاہیں کندھے پر ہونی چاہئیں۔

(3) بعض لوگ سلام میں گردن کو موڑتے ہوئے ٹھوڑی کو سینے سے لگا کر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک دائرے کی شکل میں گردن مڑتی ہے، یہ صحیح نہیں۔

(4) بعض لوگ سلام کے الفاظ پہلے بولتے ہیں پھر گردن موڑتے ہیں یا اس کے برعکس کرتے ہیں، دونوں طریقے درست نہیں۔

دعاء کا طریقہ:

(1) دُعاء میں دونوں ہاتھ اتنے اٹھائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں۔

(2) دونوں ہاتھوں کے درمیاں قدرے فاصلہ ہو۔

(3) ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

دُعاء سے متعلّق قابل اصلاح امور:

(1) بعض لوگ دُعاء میں ہاتھوں کو موڑ توڑ کر اُٹھاتے ہیں، یہ درست نہیں۔

(2) بعض لوگ دُعاء میں توجہ اور دھیان نہیں دیتے، بلکہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے رسمی طور پر دُعاء کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔

(3) دُعاء کیلئے صرف رٹے رَٹائے الفاظ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ اُن الفاظ کے معانی پر بھی توجہ دینی چاہیئے، اور توجہ اور اِنہماک کے ساتھ دُعاء کرنی چاہیئے۔ دُعاء پڑھنے کی نہیں مانگنے کی چیز ہے، نمازوں کے بعد اِس میں کافی کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے۔

یہاں تک نماز کے ظاہری حصے کی اِصلاح کا بیان تھا، اب نماز کے باطنی حصے کی اِصلاح اور درستگی کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(2)دوسری قسم: نماز کی باطنی اصلاح :

باطنی اصلاح کا مطلب ہے نماز میں دل کا حاضر کرنا، جس کو خشوع و خضوع کہا جاتا ہے۔ خشوع کا لفظی مطلب ہے ''جھکنا''۔ نماز میں خشوع کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کا دل اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو اور اُسے اس بات کا احساس ہو کہ میں اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہوں۔

نماز میں خشوع خضوع کی حیثیت وہی ہے جو جسم میں روح کی ہوتی ہے، اِسی وجہ سے بہت سی احادیثِ طیّبہ میں اِس کی اہمیت کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اِس کے فضائل بتائے گئے ہیں اور خشوع و خضوع سے عاری اور خالی نماز کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں خشوع و خضوع نصیب فرمائے۔ آمین

خشوع خضوع کی اہمیت اور اُس کا حکم:

خشوع خضوع نماز کا کمال ہے، اِس کے بغیر نماز کا ظاہر تو ہو جاتا ہے، باطن مکمل نہیں ہوتا، اِس لئے ہر مؤمن کو یہ درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں خشوع و خضوع کی اہمیت اور تاکید ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِذَا صَلَّيْتَ فَإِنَّ رَبَّكَ أَمَامَكَ وَأَنْتَ مُنَاجِيهِ، فَلَا تَلْتَفِتْ"

جب تم نماز پڑھتے ہو تو بیشک تمہارا پروردگار تمہارے سامنے ہوتا ہے اور تم اُس سے مناجات کررہے ہوتے ہو، لہٰذا تم اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔(ابن ابی شیبہ:4538)

اللہ تعالیٰ نماز میں بے توجہی اختیار کرنے والے سے اِرشاد فرماتے ہیں:

"يَا ابْنَ آدَمَ:أَنَا خَيْرٌ لَكَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ إِلَيْهِ" اے ابنِ آدم! میں تیرے لئے اُس سے بہتر ہوں جس کی طرف تو متوجہ ہورہا ہے۔(ابن ابی شیبہ:4538)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے:

"الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى، تَشَهُّدٌ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ، وَتَضَرُّعٌ، وَتَمَسْكُنٌ" نماز دو دو رکعت (پڑھنا بہتر) ہے، ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے، بارگاہِ الٰہی میں خشوع، عجز وانکساری اور مسکنت کا اظہار کرنا ہے۔(ترمذی:385)

تَخَشُّع کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوشش کے باوجود بھی خشوع حاصل نہ ہوسکے تو تکلّف کرکے اپنی طرف سے خشوع پیدا کرنے کی کوشش کرے اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی مشابہت اختیار کرے، اس طرح بھی ان شاء اللہ خشوع و خضوع کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔(تحفۃ الاحوذی:2/327)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيُقْبِلْ عَلَيْهَا حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، وَإِيَّاكُمْ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ يُنَاجِي رَبَّهُ مَا دَامَ فِي الصَّلَاةِ“ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اسے چاہیئے کہ فارغ ہونے تک نماز میں ہی متوجہ رہے اور نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو، اِس لئے کہ تم میں سے کوئی شخص جب تک نماز کی حالت میں ہوتا ہے وہ اپنے رب سے مناجات کررہا ہوتا ہے۔(طبرانی اوسط:3935)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا هُوَ أَحْسِبُهُ قَالَ: بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَإِذَا الْتَفَتَ يَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: إِلٰى مَنْ تَلْتَفِتُ إِلٰى خَيْرٍ مِّنِّي؟أَقْبِلْ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَيَّ فَأَنَا خَيْرٌ مِّمَّنْ تَلْتَفِتُ إِلَيْهِ“ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ رحمن کے سامنے ہوتا ہے، پھر جب وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں: کیا مجھ سے بھی کسی بہتر چیز کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے؟ اے ابن آدم! میری طرف متوجہ ہو، میں ان تمام چیزوں سے بہتر ہوں جن کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے۔(مسند البزار:9332)

مشہور تابعی حضرت کعب اَحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقُومُ مُصَلِّيًا إِلَّا تَنَاثَرَ عَلَيْهِ الْبِرُّ أَكْثَرَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَرْشِ، وَوُكِّلَ بِهِ مَلَكٌ يُنَادِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ تَعلَمُ مَا لَكَ فِي صَلَاتِكِ وَمَنْ تُنَاجِي مَا الْتَفَتَّ“ جب کوئی مؤمن نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے اوپر نیکیاں عرش تک بکھر رہی ہوتی ہیں اور اُس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اُسے آواز لگا کر یہ کہتا ہے کہ اے ابنِ آدم! اگر تو جان لیتا کہ تیرے لئے نماز میں کیا کچھ رکھا گیا ہے اور تو کس ذات سے مناجات کر رہا ہے تو کبھی بھی کسی اور کی جانب متوجہ نہ ہوتا۔(شعب الایمان:2857)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:”أَمَرَنِي بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى كُلَّ يَوْمٍ، وَالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ،وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ،وَنَهَانِي عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روزانہ چاشت کی نماز پڑھنے، سونے سے پہلے وتر پڑھنے اور ہر مہینے تین دن روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی اور مجھے (نماز میں) مرغے کی طرح سے (جلدی جلدی) ٹھونگے مارنے، کتے کی طرح بیٹھنے اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے منع فرمایا۔(مسند احمد:8106)

حضرت حَکَم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”إِنَّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ أَنْ لَا تَعْرِفَ مَنْ عَنْ يَمِينِكَ وَلَا مَنْ عَنْ شِمَالِكَ“ بیشک نماز کی تمامیت (مکمل ہونے) میں سے ہے کہ تم یہ بھی نہ پہچانو کہ دائیں بائیں کون کھڑا ہے۔(ابن ابی شیبہ: 4545)

خشوع خضوع کے فضائل اور فوائد:

خشوع و خضوع کے بہت سے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا فلاح و کامیابی کا باعث ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾

ان ایمان والوں نے یقیناً فلاح پالی ہے جو اپنی نماز میں دل سے جھکنے والے ہیں۔(سورہ مؤمنون، آسان ترجمہ قرآن)

خشوع کے ساتھ دو رکعت پڑھنا مغفرت کا باعث ہے:

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

جس نے میرے وضو کی طرح (یعنی سنّت کے مطابق) وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت اِس طرح اداء کی اُس میں (قصداً) کوئی خیال اپنے دل میں نہیں لا یا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسلم:226)

حضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ“

جو مسلمان فرض نماز کے وقت آنے کے بعد اچھی طرح وضو کرے اور خشوع خضوع کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھے تو یہ نماز اس کیلئے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، جب تک کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ (فضیلت) سارے زمانے کیلئے ہے۔ (مسلم:228)

خشوع کے ساتھ دو رکعت پڑھنا جنّت میں داخلہ کا باعث ہے:

حضرت عُقبہ بن عامر جہنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ“ جو شخص اچھی طرح وضو

کرکے دو رکعت پڑھے اور اپنے قلب اور چہرے (ظاہر و باطن کے اعتبار سے) اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔(ابو داؤد:906)

خشوع خضوع کے ترک پر وعیدیں:

نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا صرف باعثِ اجر و ثواب ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہے ،اِس لئے کہ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا نماز کی اور بارگاہِ الٰہی کے آداب کی کھلی خلاف ورزی ہے۔یہی وجہ ہے کہ احادیثِ طیّبہ میں جہاں خشوع خضوع کے فضائل اور اِنعامات کو بیان کیا گیا ہے وہیں اِس کے ترک کردینے کی صورت میں وعیدوں کو بھی واضح کیا گیا ہے۔چند وعیدیں ملاحظہ فرمائیں:

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والے کی مثال:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”الضَّاحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَالْمُلْتَفِتُ وَالْمُفَقِّعُ أَصَابِعَهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ“

نماز میں ہنسنے والا،اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والا اور اپنی اُنگلیاں چٹخانے والا ایک ہی درجہ میں ہے۔(مسند احمد:15621)

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی:

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا تَلْتَفِتُوا فِي صَلَاتِكُمْ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِلْمُلْتَفِتِ“

اپنی نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ مت ہوا کرو، اِس لئے کہ بے توجہی کے ساتھ پڑھنے والے کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔ (طبرانی اوسط: 2021)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَدَعَا رَبَّهُ إِلَّا كَانَتْ دَعْوَتُهُ مُسْتَجَابَةً مُعَجَّلَةً أَوْ مُؤَخَّرَةً، إِيَّاكُمْ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهُ لَاصَلَاةَ لِمُلْتَفِتٍ فَإِنْ غُلِبْتُمْ فِي التَّطَوُّعِ فَلَا تُغْلَبُوا فِي الْفَرِيضَةِ“

جس نے اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت پڑھی تو اُس کی دُعاء جلد یا بدیر ضرور قبول ہوگی۔ اور تم لوگ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو، کیونکہ بے توجہی سے پڑھنے والے کی نماز (کامل) نہیں ہوتی، اگر تم نوافل میں خشوع کا اہتمام نہ کر سکو تو کم از کم فرائض میں خشوع خضوع کا ضرور اہتمام کرو۔ (مجمع الزوائد: 2431)

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والے سے اللہ تعالیٰ رُخ موڑ لیتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ، وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ، مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ“ بندہ جب تک نماز کی حالت میں اِدھر

اُدھر متوجہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اور جب بندہ اِدھر اُدھر متوجہ ہونے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے رخ موڑ لیتے ہیں۔(ابوداؤد:909)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِذا قَامَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاة أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَإِذا الْتَفَتَ قَالَ يَا ابْنَ آدم إِلٰى مَنْ تَلْتَفِتُ؟ إِلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّكَ مِنِّي؟ أَقْبِلْ إِلَيّ،فَإِذَا الْتَفَتَ الثَّانِيَةَ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَإِذا الْتَفَتَ الثَّالِثَةَ صَرَفَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجْهَهُ عَنْهُ“

جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جانب (اپنی شان کے مطابق) اپنے چہرے سے متوجہ ہوتے ہیں، پس جب وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہونے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے ابنِ آدم! تو (مجھے چھوڑ کر) اور کس کی جانب متوجہ ہورہا ہے؟ کیا کسی ایسی چیز کی طرف جو تیرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ بہتر ہے؟ میری طرف متوجہ ہوجا۔ پھر جب وہ بندہ دوبارہ کسی اور جانب متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوبارہ اُس سے یہی اِرشاد فرماتے ہیں، پھر جب وہ بندہ تیسری مرتبہ بھی کسی اور جانب متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے اپنا چہرہ پھیر لیتے ہیں۔(الترغیب والترھیب:789)

اِس اُمّت میں سب سے پہلے خشوع اُٹھ جائے گا:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَوَّلُ شَيْءٍ يُرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْخُشُوْعُ حَتَّى لَاتَرَى فِيْهَا خَاشِعًا“ سب سے پہلی چیز اس امت سے جو اٹھائی جائے گی وہ خشوع ہے، یہاں تک کہ (ایسا وقت آئے گا کہ) تم اِس اُمّت میں ایک بھی خشوع اختیار کرنے والے کو نہ دیکھوگے۔(الترغیب والترھیب:773)

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا ہلاکت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

”يَا بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ“ اے میرے بیٹے! نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو، کیونکہ نماز میں بے توجہی ہلاکت ہے، اگر یہ کرنا ہی ہے تو نفل میں کرلو، لیکن فرض میں نہ کرو۔(طبرانی اوسط:5991)

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مذکورہ نصیحت ایک طویل حدیث کا مختصر سا جملہ ہے اور مکمل حدیث میں اِس کے علاوہ بھی بہت ہی مُفید اور قیمتی اور انتہائی جامع اور اہم نصیحتیں اِرشاد فرمائی گئی ہیں، اِتمامِ فائدہ کیلئے مکمل حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے، میں اُس وقت آٹھ سال کا تھا، میری والدہ مجھے لیکر حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں: "يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ رِجَالَ الْأَنْصَارِ، وَنِسَاءَهُمْ قَدْ أَتْحَفُوكَ غَيْرِي، وَإِنِّي لَمْ أَجِدْ مَا أُتْحِفُكَ بِهِ إِلَّا بُنَيَّ هٰذَا، فَاقْبَلْهُ مِنِّي يَخْدِمُكَ مَا بَدَا لَكَ" یارسول اللہ! میرے علاوہ انصار کے تمام مرد اور عورتیں آپ کی خدمت میں تحفہ لیکر آرہے ہیں، جبکہ میں میرے پاس آپ کو تحفہ دینے کیلئے میرے اِس بیٹے کے علاوہ کچھ نہیں، آپ اِسے میری جانب سے قبول کرلیجئے اور جب تک چاہیں یہ آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: "فَخَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَلَمْ يَضْرِبْنِي ضَرْبَةً، وَلَمْ يَسُبَّنِي، وَلَمْ يَعْبَسْ فِي وَجْهِي" میں نے دس سال تک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت کی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے کبھی مارا نہیں، گالی نہیں دی، میرے سامنے تیوری نہیں چڑھائی (یعنی کسی بات پر منہ نہیں بنایا) اور سب سے پہلے جو آپ نے مجھے وصیّت فرمائی وہ یہ تھی:

"يَا بُنَيَّ، اكْتُمْ سِرِّي تَكُنْ مُؤْمِنًا" اے میرے بیٹے میرے راز کو چھپانا تم مؤمن ہو جاؤ گے۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے اِس نصیحت پر عمل

کرتے ہوئے آپ کے راز کی بات کبھی کسی کو نہیں بتائی، حتیٰ کہ میری والدہ اور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات مجھے سے پوچھا کرتے تھے تب بھی میں نے کبھی اُنہیں حضور ﷺ کے راز کی بات نہیں بتائی اور نہ ہی کبھی کسی کو بتاؤں گا۔

پھر فرمایا: ''يَا بُنَيَّ، أَسْبِغِ الْوُضُوءَ يَزِدْ فِي عُمُرِكَ، وَيُحِبُّكَ حَافِظَاكَ'' اے میرے بیٹے! وضو کامل طریقے سے کیا کرو، اِس سے تمہاری عُمر میں اِضافہ ہو گا اور تمہارے مُحافظ فرشتے تم سے محبّت کرنے لگیں گے۔

پھر فرمایا: ''يَا بُنَيَّ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا تَبِيْتَ إِلَّا عَلٰى وُضُوءٍ فَافْعَلْ، فَإِنَّهُ مَنْ أَتَاهُ الْمَوْتُ، وَهُوَ عَلٰى وَضُوءٍ أُعْطِيَ الشَّهَادَةَ'' اے میرے بیٹے! اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ ہر رات وضو کے ساتھ گزارو تو یہ ضرور کیا کرو، اِس لئے کہ جس کو وضو کی حالت میں موت آئے اُسے شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔

پھر فرمایا: ''يَا بُنَيَّ! إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَاتَزَالَ تُصَلِّي فَافْعَلْ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَزَالُ تُصَلِّي عَلَيْكَ مَا دُمْتَ تُصَلِّي'' اے میرے بیٹے! اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ مسلسل (یعنی کثرت کے ساتھ) نماز پڑھو تو ضرور کیا کرو، اِس لئے کہ جب تک کہ تم نماز پڑھتے ہو فرشتے تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے مزید اِرشاد فرمایا:

”يَا بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ“

اے بیٹے! نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو، کیونکہ نماز میں بے توجہی ہلاکت ہے، اگر کرنا ہی ہے تو نفل میں کرلو، لیکن فرض میں نہ کرو۔

پھر فرمایا: ”يَا بُنَيَّ! إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَفَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعَكَ، وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَمَكِّنْ لِكُلِّ عُضْوٍ مَوْضِعَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ“ اے میرے بیٹے! جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کرلو اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھو، پھر جب تم رکوع سے سر اُٹھاؤ تو ہر عُضو کو اُس کی جگہ پر آجانے دو، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص کی طرف (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھیں گے جو (قومہ میں) اپنی کمر سیدھا نہیں کرتا۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

”يَا بُنَيَّ! إِذَا سَجَدْتَ فَلَا تَنْقُرْ كَمَا يَنْقُرُ الدِّيكَ وَلَا تُقْعِ كَمَا يُقْعِي الْكَلْبُ، وَلَاتَفْرِشْ ذِرَاعَيْكَ الْأَرْضَ افْتِرَاشَ السَّبُعِ،

وَافْرِشْ ظَهْرَ قَدَمَيْكَ بِالْأَرْضِ، وَضَعْ إِلْيَتَيْكَ عَلَى عَقِبَيْكَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي حِسَابِكَ"

اے میرے بیٹے! جب تم سجدہ کرو تو مرغے کے ٹھونگے مارنے کی طرح ٹھونگے مت مارو، اور کتے کے بیٹھنے کی طرح (پاؤں کھڑا کر کے سُرین پر) مت بیٹھو اور درندے (یعنی کتے) کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر مت پھیلاؤ، اور (قعدہ میں) اپنے قدموں کی پشت کو زمین پر بچھا کر اپنے کولہے اپنی ایڑیوں پر رکھو، اِس لئے کہ یہ (عمل) قیامت کے دن تمہارے حساب میں آسانی کا باعث بنے گا۔

پھر فرمایا: "يَا بُنَيَّ! بَالِغْ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ تَخْرُجْ مِنْ مُغْتَسَلِكَ لَيْسَ عَلَيْكَ ذَنْبٌ، وَلَا خَطِيئَةٌ" اے میرے بیٹے! جنابت کے غسل میں مبالغہ (یعنی اچھی طرح غسل) کیا کرو، تم اپنے غسل خانہ سے اِس طرح (پاک صاف ہو کر) نکلوگے کہ تمہارا کوئی گناہ اور کوئی خطاء باقی نہیں رہے گی۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا غسل میں مبالغہ کسے کہتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: "تُبِلُّ أُصُولَ الشَّعَرِ، وَتُنَقِّي الْبَشَرَةَ" یہ کہ تم بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاؤ اور (پورے) جسم کی کھال کو اچھی طرح صاف کرو۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

”یَابُنَيَّ! إِنْ قَدِرْتَ أَنْ تَجْعَلَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي بَيْتِكَ شَيْئًا فَافْعَلْ، فَإِنَّهُ يَكْثُرُ خَيْرُ بَيْتِكَ“

اے میرے بیٹے! اگر تم یہ کر سکو کہ اپنی کچھ نماز اپنے گھر میں بھی پڑھ لو تو یہ ضرور کر لیا کرو، اِس لئے کہ اِس سے تمہارے گھر کی خیر و بھلائی زیادہ ہو جائے گی۔

پھر فرمایا: ”یَا بُنَيَّ! إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمَ، يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ“ اے میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کیا کرو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کیلئے برکت کا باعث ہو گا۔

پھر فرمایا: ”یَا بُنَيَّ! إِذَا خَرَجْتَ مِنْ أَهْلِكَ فَلَا يَقَعَنَّ بَصَرُكَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ إِلَّا سَلَّمْتَ عَلَيْهِ،تَرْجِعُ وَقَدْ زِيْدَ فِي حَسَنَاتِكَ“ اے بیٹے! جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جو بھی اہلِ قبلہ (یعنی مسلمان) نظر آئے اُسے سلام کرو، تم اِس حالت میں واپس آؤ گے کہ تمہاری نیکیاں بڑھ چکی ہوں گی۔

پھر فرمایا: ”یَا بُنَيَّ! إِنْ قَدِرْتَ أَنْ تُمْسِيَ، وَتُصْبِحَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ“ اے میرے بیٹے! اگر تم صبح شام اِس حالت میں کر سکتے ہو کہ تمہارے دل میں کسی کیلئے بھی کوئی کھوٹ نہ ہو تو یہ ضرور کر لو۔

پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

”يَا أَنَسُ! إِذَا خَرَجْتَ مِنْ أَهْلِكَ فَلَا يَقَعَنَّ بَصَرُكَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ إِلَّا ظَنَنْتَ أَنَّ لَهُ الْفَضْلَ عَلَيْكَ فَافْعَلْ“ اے انس! جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جو بھی اہلِ قبلہ (مسلمان) نظر آئے تو یہی گمان کرو کہ اُسے تم پر فضیلت حاصل ہے۔

پھر فرمایا: ”يَا بُنَيَّ! إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي، فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ“ اے میرے بیٹے! یہ (سب قیمتی نصائح) میری سنّت ہیں، پس جس نے میری سنّت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہو گا۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا:

”يَا بُنَيَّ إِنْ حَفِظْتَ وَصِيَّتِي فَلَا يَكُونُ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ“ اے میرے بیٹے: اگر تم میری وصیّت کی حفاظت کرلو تو تمہارے نزدیک موت سے زیادہ کوئی چیز محبوب اور پسندیدہ نہیں ہو گی۔ (طبرانی اوسط: 5991)

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا شیطان کا حملہ ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نماز کے اندر اِدھر اُدھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”هُوَ اخْتِلاَسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلاَةِ العَبْدِ“ یہ (شیطان کی) ایک جھپٹ (حملہ) ہے جو وہ بندے کی نماز سے جھپٹ لیتا ہے۔(بخاری:751)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا الْتَفَتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَلْوِي عُنُقَهُ شَيْطَانٌ“

بیشک بندہ جب نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو درحقیقت شیطان اُس کی گردن موڑ رہا ہوتا ہے۔(مصنّف عبد الرزاق:3273)

بے توجہی سے نماز پڑھنے والوں پر کہیں اللہ کا عذاب ہی نہ آجائے:

مشہور تابعی حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مَا يَأْمَنُ هٰذَا الَّذِي يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَقْلِبَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، اَللّٰهُ مُقْبِلٌ عَلَيْهِ وَهُوَ مُلْتَفِتٌ عَنْهُ“

یہ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والے کو اِس سے مأمون نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کہیں اُس کے چہرے کو پلٹ ہی نہ دیں، کہ اللہ تعالیٰ تو اُس کی جانب متوجہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے اِعراض کر رہا ہے۔(ابن ابی شیبہ:4539)

حضرت سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”هُوَ يُنْقِصُ الصَّلَاةَ“ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا نماز کو ناقص کر دیتا ہے۔(ابن ابی شیبہ:4541)

حضرت جابر بن سمُرہ رَضِیَ اللہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ، أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ“

لوگ نماز میں اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی نظریں واپس ہی نہ لوٹ نہ سکیں۔(مسلم:428)

نماز میں خشوع خضوع پیدا کرنے کے طریقے

نماز میں خشوع و خضوع کی دولت حاصل کرنا کوئی ناممکن کام نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، کیونکہ اگر یہ ناممکن ہوتا تو ”لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ کے مطابق کبھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اِس کا حکم نہیں دیا جاتا، ہاں! یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ محنت اور کوشش کے بغیر بیٹھے بیٹھے یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل نہیں ہوسکتی، اس کے حصول کیلئے کوشش کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو کبھی ضائع اور رائیگاں نہیں کرتے، لہٰذا ہر اِنسان محنت اور کوشش کے ساتھ یہ عظیم نعمت حاصل کرسکتا ہے۔ ذیل میں اِس کے حصول کے چند آسان، مُفید اور مجرّب نسخے ذکر کیے جارہے ہیں جن پر عمل کرکے بہت سے لوگ فائدہ حاصل کرچکے ہیں، آپ بھی آزما کر دیکھئے، اِن شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

پہلا طریقہ: استنجے کی کوتاہی سے بچیں:

استنجے کی کوتاہی ایک ایسا فعل ہے جس کے نتیجے میں انسان کو وساوس کی بیماری لگتی ہے اور یہی بیماری نماز میں خشوع خضوع کے فوت ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔

استنجے کے حوالے سے دو اہم کوتاہیاں قابل اصلاح ہیں، جن سے نماز کے خشوع و خضوع میں واضح خلل پڑتا ہے، بلکہ عام حالات میں بھی وسوسہ کی بیماری لگتی ہے:

(1) پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا۔ (2) غسل خانہ میں پیشاب کرنا۔

پہلی چیز: پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا:

پیشاب کی چھینٹوں کا نماز کے خشوع خضوع کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ جب انسان چھینٹوں سے احتراز نہیں کرتا تو اُسے اس بات کے وسوسے آنے لگتے ہیں کہ شاید میرے کپڑے آلودہ ہوگئے ہوں یا جسم میں نجاست لگ گئی ہو، اور شیطان کو تنگ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اِس کوتاہی کی وجہ سے طہارت کے ہونے نہ ہونے میں شک رہتا ہے جو خلل کا باعث بنتا ہے۔

پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب نہ کرنے کی مذمّت، وعیدیں اور اُس سے بچنے کے طریقے ماقبل "نماز کی خارجی اِصلاح" میں تفصیل سے بیان ہوچکے ہیں۔ اُنہیں ایک دفعہ پھر سے ملاحظہ فرمالیں۔

دوسری چیز: غسل خانہ میں پیشاب کرنا:

غسل خانہ میں پیشاب کرنا نظافت اور ستھرائی کے خلاف ہے، فطرت سلیمہ بھی اس کو پسند نہیں کرتی، اسی لئے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس سے وسوسے کی بیماری پیدا ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مغفّل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ“

تم میں سے کوئی غسل خانہ میں ہر گز پیشاب نہ کرے، کیونکہ اکثر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔(ابن ماجہ:304)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”مَا طَهَّرَ اللهُ رَجُلًا يَبُولُ فِي مُغْتَسَلِهِ“ اللہ تعالیٰ اس شخص کو پاک نہیں کرتے جو غسل خانہ میں پیشاب کرتا ہے۔(مصنف عبد الرزاق:982)

حضرت ابن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ تَوَضَّأَ فِي مَوْضِعِ بَوْلِهِ فَأَصَابَهُ الْوَسْوَاسُ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ“

جو شخص پیشاب کرنے کی جگہ وضو کرے اور اُسے وسوسوں کی بیماری لگ جائے تو وہ (کسی اور کو نہیں بلکہ) اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔(فیض القدیر:8609)

مذکورہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس فعل کی وجہ سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں، جو بڑھ کر نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں، جس سے خشوع خضوع فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس بُرے فعل سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔

دوسرا طریقہ: وضو کا صحیح اور درست طریقے سے کرنا:

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ روم کی تلاوت کی، جس میں آپ کو التباس ہو گیا، نماز سے فارغ ہو کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ مَعَنَا بِغَيْرِ طُهُورٍ؟مَنْ صَلَّى مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ، فَإِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا الصَّلَاةَ أُولَئِكَ" لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے ساتھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے، اس لئے کہ ایسے لوگ (جو وضو اچھی طرح نہیں کرتے) ہماری نمازوں میں خلل کا باعث بنتے ہیں۔ (شعب الایمان:2512)

حضرت ابراہیم تیمی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں:

"أَوَّلُ مَا يَبْدَأُ الْوَسْوَاسُ مِنَ الْوُضُوءِ"

وسوسوں کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے۔ (مصنف بن ابی شیبہ:725)

اِن روایات سے معلوم ہوا کہ وضو کا صحیح نہ کرنا بھی نماز میں خشوع کے اندر خلل انداز ہوتا ہے ،اِس لئے وضو کو خوب اہتمام اور توجہ کے ساتھ صحیح اور درست طریقے سے کرنا چاہیئے۔ وضو کی درستگی کا طریقہ اس سے قبل گزر چکا ہے ،اُسے دیکھ لیا جائے۔حاصل اس کا یہ ہے کہ وضو سنت کے مطابق کریں ،مسواک کا اہتمام کریں ،اسراف سے بچیں اور وضو توجہ اور دھیان سے کریں۔ان شاء اللہ اس کا باطن پر بہت اچھا اثر ہو گا۔

تیسرا طریقہ: جماعت شروع ہونے سے کچھ پہلے مسجد آنا :

مسجد میں آتے ہی نماز میں شامل ہو جانے سے باہر کی دنیا کے خیالات ذہن میں گردش کرتے رہتے ہیں اور خیالات کی یکسوئی حاصل نہیں ہو پاتی، اس لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ وقت (اگرچہ وہ دو چار منٹ ہی کیوں نہ ہوں) جماعت شروع ہونے سے پہلے مسجد میں گزاریں، اور اس میں کوشش کریں کہ تحیۃ المسجد، قبلیہ سنتیں یا کم از کم کچھ ذکر کا اہتمام ہو جائے تاکہ ذہنی یکسوئی حاصل ہو اور بھٹکے ہوئے خیالات مجتمع ہو سکیں۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اذان اور فرض کے درمیان جو پندرہ یا زیادہ منٹ کا وقفہ رکھا جاتا ہے یہ وقفہ اس لئے رکھا جاتا ہے تاکہ اس وقفہ

کے دوران انسان یہ ساری تمہیدات پوری کر سکے، یعنی اطمینان سے وضو کرے، پھر تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد اطمینان سے اداء کرے، پھر سنتیں اداء کرے۔ اِن سب تمہیدات کے بعد جب فرض نماز کیلئے کھڑا ہو گا تو ان شاء اللہ خشوع، یکسوئی اور اللہ تعالی کی طرف توجہ حاصل ہو گی (اصلاحی خطبات، ج:14، ص:233)

چوتھا طریقہ: نماز کو سنت کے مطابق پڑھیں:

خشوع خضوع کے فقدان کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ نماز سنت کے مطابق نہیں پڑھی جاتی، بھلا اس نماز میں کیا نورانیت اور روحانیت ہو سکتی ہے جس کے رکوع و سجود ہی نبوی نماز کے سراسر خلاف ہوں۔

ویسے بھی ایک مسلّمہ اصول ہے کہ "ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے"۔ تو جب ہماری نمازوں کے ظاہر کی سنت کے ساتھ موافقت نہیں ہو گی تو باطن پر اس کے کیا اچھے اثرات مرتب ہونگے۔ اس لئے ہر ممکن کوشش کیجیے کہ از اول تا آخر نمازوں کو سنت کے مطابق پڑھیں۔ ان شاء اللہ باطن کی توجہ بھی نصیب ہو جائے گی۔

پانچواں طریقہ: کیفیت احسانیہ کا پیدا کرنا:

اس طریقے کا حاصل یہ ہے کہ اس تصور کے ساتھ نماز پڑھنا کہ میں اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہوں، یا کم از کم اللہ تعالی مجھے دیکھ رہے ہیں۔ حدیثِ جبریل میں اس کیفیت

کو ”احسان“ کہا گیا ہے، جس کی تعریف نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی ہے:

”أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ“

یعنی تم اللہ کی عبادت اِس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ (مسلم:8)

اِس طریقے پر عمل کرنے کیلئے مستقل اور مسلسل محنت اور کوشش کی ضرورت ہے، یعنی ہمّت سے کام لیتے ہوئے ہر نماز میں اِس ”کیفیتِ احسانیہ“ کے تصوّر کو قائم کیجئے اور نماز کے دوران اگر خیالات بھٹک بھی جائیں تو ہمّت نہ ہاریں بلکہ دوبارہ پھر سے اپنے تصوّر کو جمالیجئے، اِن شاء اللہ رفتہ رفتہ یہ خیال جم جائے گا۔

اِس خیال کو جمانے کیلئے خارجی طور پر بھی اِس کیفیتِ احسانیہ کا مراقبہ کرنا چاہیئے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ یکسوئی کے ساتھ بیٹھ کر یہ سوچیے:

”اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُ مَعِیْ“ اللہ میرے پاس موجود ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ میرے ساتھ ہے۔ یہ مراقبہ بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔

چھٹا طریقہ: الفاظ اور معانی پر نظر رکھیں:

نماز میں خیالات کو مجتمع کرنے کا ایک بہترین ذریعہ یہ ہے کہ جو الفاظ زبان سے اداء کیے جارہے ہیں ان کے الفاظ اور معانی پر توجہ دیں، اور اس کیلئے سب سے بہتر

بات یہ ہے کہ پوری نماز ترجمہ کے ساتھ سیکھیں، تاکہ نماز کے ہر مرحلے پر یہ پتہ ہو کہ میں اپنے رب سے کیا بات کر رہا ہوں۔ اگر معانی معلوم نہ ہوں تو کم از کم پڑھے جانے اور سنے جانے والے الفاظ کے ظاہر پر ہی توجہ دیں۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر خشوع حاصل کرنا چاہتے ہو تو پہلا کام یہ کرو کہ جب نماز پڑھنا شروع کرو تو زبان سے جو الفاظ اداء کر رہے ہو دھیان اس کی طرف ہو۔ دوسری سیڑھی یہ ہے کہ ان الفاظ کے معنی کی طرف دھیان کرو۔(اصلاحی خطبات، ج:14، ص:246)

ساتواں طریقہ: نماز کے ہر رکن کی ادائیگی ارادۃً کریں:

یہ طریقہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔(معارف حکیم الامت، ص:303)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ہر رکن کی ادائیگی سے پہلے اس کا باقاعدہ ارادہ کرے، مثلاً: رکوع سے پہلے یہ سوچے: اب میں اللہ تعالی کے آگے جھک رہا ہوں، سجدے سے پہلے سوچے: اب میں اللہ تعالی کے آگے پیشانی ٹیک رہا ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں پوری نماز میں شروع سے لے کر آخر تک ہر ہر رکن کی عادت پڑی ہوئی ہے، لہذا نماز کے تمام افعال ایک مشین کی طرح اداء ہوتے رہتے ہیں، جس

میں بسا اوقات ذہن حاضر نہیں ہو پاتا، لیکن جب ہر ہر رکن کی ادائیگی میں ارادہ شامل ہو جائے گا تو اِن شاء اللہ توجہ بھی نصیب ہو جائے گی، اِس لئے کہ اِرادہ کرنے کیلئے ذہن حرکت میں آئے گا اور اُس کی وجہ سے توجہ نماز میں مرکوز ہو گی۔

آٹھواں طریقہ: آخری نماز سمجھ کر پڑھیں:

لمبی لمبی امیدوں کے قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اِس سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اور پھر اِس سے نماز اور دیگر عبادات متاثر ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا بہترین حل یہ بیان فرمایا کہ: اپنی ہر نماز آخری سمجھ کر پڑھو۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کوئی مختصر سی نصیحت کر دیجیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا، وَاجْمَعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ"

جب تم اپنی نماز کیلئے کھڑے ہو تو کسی رخصت ہونے والے کی طرح (اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر) نماز پڑھو، اور کوئی ایسی بات مت کہو جس سے تمہیں آنے والے کل (دنیا یا آخرت میں) معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے اپنی اُمیدوں کو منقطع کر لو۔ (مسند احمد: 23498)

نواں طریقہ: اعضاء وجوارِح کو پُر سکون رکھیں:

نماز کے دوران اعضاء کا پُر سکون ہونا بہت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز کے دوران اپنی داڑھی یا کپڑوں میں مشغول تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَوْ خَشَعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ" اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء وجوارح بھی ساکن ہوتے۔ (مرقاۃ: 1/346، رقم: 286)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعضاء وجوارح کا انسان کے قلب و دماغ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، لہٰذا نماز میں توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ نماز میں بلاضرورت کسی قسم کی حرکت نہ کی جائے۔

دسواں طریقہ: آنے والے خیالات کی طرف توجہ نہ دیں:

انسان کا دل خیالات کا مجموعہ ہے، ہر وقت کچھ نہ کچھ خیالات ہر وقت ذہن میں گردش کر رہے ہوتے ہیں، اس لئے یہ تو نہیں کیا جاسکتا کہ خیالات کو آنے سے ہی روک لیا جائے کیونکہ یہ دسترس میں نہیں ہے، البتہ یہ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ ان آنے والے خیالات کی طرف توجہ نہ دی جائے، اور یہ یقیناً انسان کے بس میں ہے، اور اسی کا انسان کو مکلّف بنایا گیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خشوع کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے اس نکتہ پر بہت زور دیا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا: جس طرح ظاہری اعضاء وجوارح کی وہ حرکت جو بلا قصد ہو، مثلاً: گردن کا رعشہ وغیرہ، اس سے نماز کے ظاہری خشوع میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ اس سے بچنا انسان کے بس میں نہیں، اسی طرح قلب کی بھی وہ حرکت جو بغیر ارادے کے ہو، مثلاً کوئی خیال خود آجائے تو وہ بھی نماز کے باطنی خشوع کے منافی نہیں۔(معارف حکیم الامت: ص303)

.........تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ.........

❁ ❁ ❁ ....حَيَّ عَلَى الصَّلَاة حَيَّ عَلَى الفَلَاح......... ❁ ❁ ❁

